بلوچی تفسیر میں شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

(تحقیقی مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ)

(تخصص قرآن و تفسیر)

مقالہ نگار

محمود خارانی

رول نمبر:BK791863

رجسٹریشن

نمبر:16BTT00255

لیکچرر اسلامیات،

بلوچستان ریذیڈنشل کالج تربت

03343637312

نگران مقالہ

ڈاکٹر محمد شاہد

اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ حدیث وعلوم حدیث

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن

یونیورسٹی

اسلام آباد

Allama Iqbal Open University

شعبہ قرآن و تفسیر

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

دورانیہ 2016ء تا 2018ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انتساب

نابغہ خاران، حضرت مولانا عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ رحمہ اللہ کے نام

جب ۲۰۰۹ء کو انہوں نے بڑی محبت اور اصرار کے ساتھ مجھے دعوت دی

کہ میں ان کے جامعہ دارالعلوم میں خدمت کروں، تو انہی ایام میں ایک

موقع پر مجھے فرمایا کہ آپ کو تحریر و تصنیف کا ذوق ہے، میرا مشورہ ہے کہ

آپ ضرور پی ایچ ڈی کرلیں۔

تو اپنے اس محسن کی پُر اصرار وصیت کی تعمیل کرتے ہوئے میں علم و تحقیق

کی دنیا میں یہ پہلا قدم اٹھا رہا ہوں اور اس پہلی کاوش کو انہی سے منسوب

کرتا ہوں۔

Declaration

I Mehmood Son of Sa'ad ullah Roll No BK 791863 Registration No.16BTT00255 Student of M.Phil Islamic Studies, Faculty ofArabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, dohereby solemnly declare thet the thesis entitled بلوچی تفسیر میں شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ کے منہج کا تحقیقی مطالعہ issubmitted by me in partial fulfillment of M.Phil Islamic Studies Degree, is myoriginal work except where otherwise acknowledged in the text, and has notbeen submitted or published earlier and shall not, in future, be submitted by mefor obtaining any degree from this or any other university or institution.

Name:..

Date:...

ForwardingSheetby Supervisor

I DrMohammad Shahid Supervisor of The research student Mr.Mehmood do hereby solemnly declare that the thesis entitled بلوچی تفسیر میں شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ کے منہج کا تحقیقی مطالعہbeing submitted as a partial fulfillment of M.Phil. Islamic Sltudies has been completed under my guidance and supervision and is an original work of the student except where otherwise acknowledged in the text.It has not been submitted or published earlier for obtaining any degree from this or any other University or Institution

The thesis is complete in all respects and I am fully satisfied with the quality of student's research work. Now it is ready to be evaluated by external subject experts.

Date..................................

Dr. Mohammad Shahid

Address: Assistant Professor

Department of Hadith and Hadith scienpces

Phone: 03060144822

Allama Iqbal Open University, Islamabad

Faculty of Arabic & Islamic Studies

Approval by the Viva Voce Committee

Thesis of Title : بلوچی تفسیر میں شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

Name of Student: Mehmood Son of Sa'ad ullah

Accepted by the faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad,for partial fulfillament of the requirements for theMaster Of philosophy Degree.

Supervisor

Viva voce Committee

External Examiner

Chairperson/Director

Dean

Members:............................... ....

Date :... ....

Abstract

Qura'an is the last revelation of Allah Almighty. It is a universal and comprehensive book, which guides the mankind to right path till hereafter. Through ages, after its revelation, Muslim scholars put their exploratory notes to explain its meaning and message in all languages.

"Balochi" is a wide range spoken language in Pakistani province Balochistan.Historically Baloches have accepted Islam in 23 A. H at the reign of caliph Umer R. A. Since than they have unflinching devotions towards Islam and Quraan.

Mualana Dhamurani is a prominent Baloch salafi Scholar belongs to district Turbat, Balochistan. His scholarly works are based on interpretation of Quraan,

therefore, he wrote"Balochi Tafseer".

Balochi Tafseer is a compilation, mostly based on"Tafsir Bil Mathur", with stories of salaf and discusses a great deal on modern thoughts and challenges.While, narrating Ahdiths Dhamurani predominantly follows Shaikh Nasir-ud-din Albani's reseaches.

In Balochi Tafseer Dhamurani very carefully talks about "Israiliat" and clearly criticizes on chains(sanad) of narrations where it is needed.Being a salafi, he prefers Ibn-e-Tamia and Ibn-ul-Qayyem in fiqh and criticizes on"Taqleed" and the scholars who follow the Imams.

Overall, Balochi Tafseer is a compendium of Tafseer, Ahdith and fiqh with bulk of knowledge.

حرفِ تشکّر

اللہ تعالیٰ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ اس بندہ ناچیز کو "بلوچی تفسیر میں شیخ عبدالغفار ضامرانی کے منہج کا تحقیقی مطالعہ" پر تحقیق کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔فلہ الحمد والمنہ

جن اساتذہ اور اہل علم سے اس تحقیقی کام کے دوران استفادہ کا موقع ملا، سب کا تہِ دل سے شکریہ خصوصاً نگرانِ مقالہ محترم جناب ڈاکٹر محمد شاہد صاحب (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ حدیث و علوم حدیث ،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد) کا بہت شکریہ، جنہوں نے نہ صرف یہ کہ بھرپور علمی معاونت فراہم کی، بلکہ حوصلہ بڑھایا اور دلی سکون سے کام کرنے کی ترغیب دی۔

اسی طرح خاکہ تحقیق کی تدوین میں محترم جناب ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی (چئیرمین شعبہ قرآن و تفسیر)اور ڈاکٹر احمد رضا صاحب (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ فکر اسلامی) نے جو رہنمائی فرمائی ان کا بھی تہِ دل سے صد شکریہ ،نیز ڈین فیکلٹی محترم جناب ڈاکٹر محی الدین ہاشمی کی سراپا علمی شخصیت اور علمی رہنمائی بھی اس تحقیقی میدان میں مددگار رہی، صمیم قلب سے ان کا شکریہ۔

برادرم یلان بلوچ ضامرانی، حافظ اسماعیل ضامرانی اور شیخ ماجد حسن کا مواد کی فراہمی پر صدقِ دل سے شکریہ ،مولانا ہدایت اللہ صاحب بھی شکریے کے مستحق ہیں ۔آخر میں برادرم مولانا محمد لقمان حکیم کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ اور ان کے لئے دعائیں کہ انہوں نے کمپوزنگ کا پیچیدہ اور کٹھن مرحلہ نہایت خندہ پیشانی اور حوصلے سے سرانجام دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو دنیا و آخرت کی خوشیوں سے نوازے، آمین

محمود خارانی

رول نمبر:BK791863

لیکچرر: بلوچستان ریذیڈنشل کالج تربت

اکتوبر ۲۰۲۰ء

فہرست عنوانات

مقدمہ

باب اول

شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ کے احوال و آثار

باب دوم

بلوچی زبان اور بلوچی تفسیر کا تعارف

باب سوم
"بلوچی تفسیر" کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

باب چہارم

"بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے کلامی اور فقہی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

مقدمہ

بلوچی تفسیر میں شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

1. موضوع تحقیق کا تعارف

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وہ آفاقی اور عالمگیر کتابِ مبین ہے جو بنی نوع انسان کے لئے تا قیامت ایک جامع اور ہمہ گیر ہدایت نامہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اپنی اسی جامعیت اور آفاقیت کی بناء پر یہ کتابِ ہدایت ہر دور کے اہل علم کی علمی و تحقیقی تگ و تاز کا میدان رہی ہے۔ قرآن مجید کی توضیح و تفسیر کی ذمہ داری سب سے پہلے جناب رسالت مآب علی صاحبہا الصلاۃ و السلام کی ذات اقدس نے نبھائی، جن کے فرائض نبوت میں تفسیر کتاب کا کام سر فہرست تھا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

(وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۴۴)[1]

ترجمہ: ”اور (اے پیغمبر) ہم نے تم پر بھی یہ قرآن اس لئے نازل کیا ہے تا کہ تم لوگوں کے سامنے ان باتوں کی واضح تشریح کر دو جو ان کے لئے اتاری گئی ہیں اور تا کہ وہ غور و فکر سے کام لیں“۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ نے اپنے ادوار میں تفسیر قرآن کا کام بحسن وخوبی انجام دیا، اور یہ سلسلہ تا حال اسلام کے تفسیری ورثے کی شکل میں جاری و ساری ہے۔ قرآن کریم کی تفسیری خدمت میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس طرح مختلف

(1) سورۃ النحل (16): 44

ادوار اور مختلف خطوں میں تفسیر قرآن کی خدمت کا سلسلہ جاری رہا، اسی طرح دنیا کی مختلف زبانوں میں بھی تفسیر قرآن کا کام جاری رہا۔ حضرات مفسرین کے اس زریں سلسلے کی ایک کڑی پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے ضلع تربت کے ایک قصبہ ضامران سے تعلق رکھنے والے مایہ ناز عالم دین الشیخ عبدالغفار ضامرانیؒ بھی تھے جنہوں نے بلوچی زبان میں قرآن پاک کی ایک مختصر مگر جامع تفسیر لکھی، زیر بحث مقالے میں اسی "بلوچی تفسیر" کے منہج کا تحقیقی مطالعہ پیش نظر ہے۔

2. انتخاب موضوع کے اسباب

زیرِ نظر موضوع کو منتخب کرنے کے اسباب میں سے چند ایک یہ ہیں۔

2.1 بلحاظ اہمیت

- بلوچی تفسیر ایک مستند اور جامع تفسیر ہے۔
- تفسیر بالماثور کے طرز پر بلوچی زبان میں پہلی تفسیر ہے۔
- بلوچ علمی حلقوں میں نہایت متداول و مقبول تفسیر ہے۔

2.2 بلحاظ ضرورت

- بلوچی تفسیر کا وسیع پیمانے پر تعارف کا وقت کا تقاضا ہے۔
- بلوچی تفسیر کے منہج سے آگاہی فراہم کرنا طلبہ اور محققین کیلئے ایک ضروری امر ہے۔

2.3 بلحاظ افادیت

- بلوچی تفسیر کے منہج معلوم ہونے کے بعد اس سے استفادہ آسان ہو گا۔
- اردو خواں طبقے میں مؤثر انداز میں بلوچی تفسیر کا تعارف ہو گا۔

- بلوچی تفسیر میں شیخ ضامرانی کے افکار کے تجزیاتیمطالعے سے علمی حقائق سامنے آئیں گے۔

2.4 بلحاظ دلچسپی محقق

- مقالہ نگار کو فن تفسیر سے ذاتی دلچسپی ہے۔
- مقالہ نگار کی زبان بھی بلوچی ہے، یہ تحقیقی کام اس کے لئے ایک قومی و علاقائی ضرورت کی وجہ سے مزید دلچسپی کا سبب ہے۔

2.5 بلحاظ کثرت مواد

- مقالہ نگار کو موضوع تحقیق کے حوالے سے مواد بآسانی یکجا دستیاب ہیں۔

انہی اسباب کی وجہ سے محقق نے یہ موضوع تحقیق منتخب کیا۔

3. موضوع تحقیق کا بنیادی سوال

مقالہ ہذا میں حسب ذیل سوالات کو تحقیق کا موضوع بنایا جائے گا۔

- شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی "بلوچی تفسیر" کا تعارف کیا ہے؟
- "بلوچی تفسیر" کا اسلوب و منہج کیا ہے؟
- "بلوچی تفسیر" میں شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ کیا ہے؟

4. موضوع پر سابقہ کام کا جائزہ

مقالہ نگار کی معلومات کے مطابق شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کی "بلوچی تفسیر کے منہج" پر اس سے قبل کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا ہے

5. حدود تحقیق

موضوع تحقیق کے حدود درج ذیل ہیں:

- شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی "بلوچی تفسیر" کا تعارف۔
- "بلوچی تفسیر" کے منہج کا تحقیقی مطالعہ۔
- "بلوچی تفسیر" میں شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ

6. مصادر و مراجع کی نوعیت

زیر بحث موضوع پر تحقیق کے دوران جن مصادر و مراجع سے استفادہ کیا جائے گا، ان کی نوعیت کچھ یوں ہے۔

- القرآن الکریم
- بلوچی تفسیر از شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ
- کتب تفسیر
- کتب حدیث
- کتب فقہ و کلام
- کتب لغت (اردو، عربی، بلوچی)
- اردو، بلوچی رسائل و جرائد
- احوال و آثار کے سلسلے میں خاندانی ذرائع سے ملاقات و رابطہ۔

7. فوائد تحقیق

زیر نظر تحقیق کے نتیجے میں حسب ذیل فوائد متوقع ہیں:

- شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار سے مفصل انداز میں لوگ واقف ہو جائیں گے۔
- سلف صالحین میں سے ایک عظیم علمی شخصیت کا تفسیری ذخیرہ وسیع پیمانے پر متعارف ہو جائے گا۔
- "بلوچی تفسیر" کا منہج تحقیقی انداز میں واضح ہو کر باعث افادیت ہو گا۔
- "بلوچی تفسیر" میں شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار کا علمی جائزہ لیا جائے گا تا کہ عامۃ الناس جمہور امت کے اسلم طریقے اور نہج پر رہنمائی حاصل کر سکیں۔

8. مقاصد تحقیق

موضوع تحقیق کے اہداف حسب ذیل ہیں:

- ایک مستند اور جامع تفسیر کا مفصل تعارف پیش کرنا۔
- ایک عظیم تفسیری ورثہ کی عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اشاعت اور تدوین نو کے مواقع پیدا کرنا۔
- "بلوچی تفسیر" کے منہج واسلوب سے متعلق طلبہ اور عوام کو آگاہی فراہم کرنا۔
- "بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے افکار کا علمی اور تحقیقی جائزہ لینا

9. محقق کا اسلوبِ تحقیق

مقالہ ہذا کا اسلوب تحقیق درج ذیل نکات پر مشتمل ہے:

- اسلوب تحقیق بیانیہ اور تجزیاتی ہو گا۔
- حوالہ کا آغاز مؤلف کے نام سے کیا جائے گا۔
- پہلی دفعہ کسی کتاب کا حوالہ دیتے وقت مؤلف کا نام، کتاب کا نام، طباعتی ادارہ، سال اشاعت ، جلد نمبر اور صفحہ نمبر کی تفصیل دی جائے گی۔
- مکرر حوالہ کی صورت میں صرف کتاب کا نام، جلد نمبر، صفحہ نمبر اور محولہ بالا لکھنے پر اکتفاء کیا جائے گا۔
- قرآنی آیات کا حوالہ سورۃ کا نام، بریکٹ میں سورت کا نمبر اور بعد میں آیت نمبر لکھا جائے گا ۔
- احادیث کا حوالہ متعلقہ کتاب کا نام ، مصنف کا نام ، طباعتی ادارہ ، سال اشاعت اور رقم الحدیث کی صورت میں دیا جائے گا
- قرآنی آیات کو بریکٹ میں بند کر کے واضح اور ممتاز کیا جائے گا۔
- موضوع تحقیق کو مختلف ابواب و فصول میں تقسیم کیا جائے گا۔
- آخر میں فہارس کے عنوان سے آیات، احادیث، اعلام، اماکن اور مصادر کی فہرست پیش کی جائیگی۔

10. موضوع تحقیق کی ترتیب وابواب بندی

مقالہ ہذا ایک مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے:

مقدمہ: مقدمہ حسب ذیل عناصر کی توضیح پر مشتمل ہے:

موضوع تحقیق کا تعارف، انتخاب موضوع کے اسباب، موضوع تحقیق کا بنیادی سوال ، موضوع پر سابقہ کام کا جائزہ، حدود موضوع، مصادر و مراجع کی نوعیت، فوائد تحقیق، مقاصد تحقیق ، محقق کا اسلوبِ تحقیق اور موضوع تحقیق کی ترتیب وابواب بندی۔

باب اول: شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار

فصل اول: شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف

فصل دوم: شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

باب دوم: بلوچی زبان اور بلوچی تفسیر کا تعارف

فصل اول: بلوچی زبان کا تعارف،

فصل دوم: بلوچی تفسیر: تعارف، خصائص اور مآخذ

باب سوم: "بلوچی تفسیر" کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

فصل اول: تفسیر القرآن بالقرآن والسنہ میں بلوچی تفسیر کا منہج

فصل دوم: تفسیر القرآن بالرائے میں بلوچی تفسیر کا منہج

باب چہارم: "بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ

فصل اول: "بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے کلامی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

فصل دوم: "بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے فقہی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

خاتمہ:

(الف) نتائج تحقیق

(ب) تجاویز و سفارشات

(ج) فہارس

✓ قرآنی آیات کی فہرست

✓ احادیث رسول اللہ ﷺ کی فہرست

✓ اعلام کی فہرست

✓ اماکن کی فہرست

✓ مصادر و مراجع کی فہرست

باب اول

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال وآثار

"بلوچی تفسیر" کے مصنف شیخ عبدالغفار ضامرانی، بلوچستان کی ایک عظیم علمی و دینی شخصیت تھے، ان کے ایمان افروز حالات زندگی اور ہمہ جہت دینی خدمات کا تذکرہ دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

فصل اول: شیخ عبدالغفار ضامرانی کے مختصر حالات زندگی

فصل دوم: شیخ عبدالغفار ضامرانی کی خدمات؛

فصل اول

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی

1.1: پیدائش، نام ونسب اور خاندان

شیخ عبدالغفار ضامرانی کی پیدائش مکران کے ضامران سورگ کے علاقے شوندار میں 1352ھ بمطابق 1931ء کو ہوئی۔ ولادت کا دن متعین طور پر معلوم نہ ہو سکا کیونکہ اس دور میں لکھنے کا رواج نہ تھا اور عموماً کسی حادثے، زلزلے، بارش، یا جنگ وغیرہ کی مناسبت سے تاریخ ولادت وموت کو یاد رکھنے کا رواج تھا۔

آپ کا پورا نام ونسب یوں ہے: عبدالغفار بن کہدہ داد محمد بن کہدہ گمانی بن میر ویدی بن

آدم بن شیہ (شاہ) فقیر بن جنگی بن عالی بن ویدی بن اعلی دین بن خداداد بن شیہک بن فیروز بن گلو بن باسک آسکانی رندی ضامرانی بلوچ [1]

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی تعلق قبیلہ آسکان سے ہے جو بلوچوں کے مشہور قبیلے رند کی ایک شاخ ہے۔اور ضامرانی کی نسبت اس پہاڑی خطے میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے ہے جو "ضامران" کے نام سے مشہور ہے۔جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباء اجداد کا مسکن رہا ہے۔

اس پہاڑی خطے میں ایک جگہ کا نام "سورگ" ہے جہاں آپ کے والد گرامی "کہدہ" بمعنی امیر و سربراہ کے متعارف تھے۔لوگ اپنے مقدمات اور تنازعات کے فیصلوں کے لئے آپ کے والد کے پاس آیا کرتے تھے۔

"سورگ"میں آپ کے والد کو مرکزی حیثیت حاصل تھی، جبکہ "مُوپچ"میں ملک میراز بن میر احمد انتظامی وریاستی اختیارات کے مالک تھے جو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کے چچا تھے۔ [2]

الغرض شیخ رحمۃ اللہ علیہ خاندانی طور پر صاحب وجاہت اور سماجی لحاظ سے بڑے اثر رسوخ والے تھے۔

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام بھائیوں میں سے عمر میں بڑے تھے۔دو بھائی ملّا بشیر احمد اور حاجی ابراہیم ہیں اور پانچ بہنیں۔

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی شادی 18 سال کی عمر میں کی، جس سے تین بیٹیاں پیدا ہو گئیں

---

(1) حاجی ابراہیم، (شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا بھائی) اور ملا عبد الہادی (شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا قریبی عزیز) انٹرویو، مخطوطہ۔

(2) حوالہ سابق۔

،جن میں سے دو وفات پا گئیں، پھر چالیس سال کی عمر میں دوسری شادی کی، جس سے سات اولاد پیدا ہوئیں۔ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے۔ جو عمر کی ترتیب سے حسب ذیل ہیں:
عطاء الرحمٰن، فداء الرحمٰن، عتیق الرحمٰن، ثناء الرحمٰن، ولی الرحمٰن۔

آپ کے خاندان میں حافظ اسماعیل ضامرانی قابل ذکر ہیں جو آپ کے داماد ہیں اور آپ کے علمی ورثے کے امین اور جانشین بھی ہیں۔ مسجد، مدرسہ اور تصنیف و تالیف کی ذمہ داریاں آپ کی وفات کے بعد انہوں نے بحسن خوبی سنبھالا ہوا ہے۔[1]

1.2: حصول علم کی روئداد

شیخ عبد الغفار ضامرانی نے اپنی تعلیمی زندگی کے مختلف مراحل کو اپنی خود نوشت زندگی "نامی مخطوطہ تحریر میں تفصیل سے لکھا ہے، چنانچہ اس میں "میں نے کس طرح تعلیم حاصل کی؟ "کے عنوان سے رقم طراز ہیں:

> "میری عمر تقریباً آٹھ یا نو سال کی تھی کہ والد صاحب نے بکری اور بھیڑ چرانے کا کام سپرد کیا، چھ سال تک اسی کام میں لگا، میری خالہ قرآن کریم کی ناظرہ کی بہت اچھی تعلیم یافتہ تھیں، میں صبح اور شام ان کے پاس قرآن کریم پڑھتا تھا اور ان کے پاس قرآن کریم ختم کیا، چودہ سال جب عمر ہو گئی

(1) یہ تمام تفصیلات حافظ ضامرانی، شیخ سلیم ضامرانی، ولی الرحمٰن ضامرانی اور دیگر خاندانی ذرائع سے بروز 27 جنوری 2018ء سفر الندور کی ملاقات میں حاصل کیں۔

تو میں والد کی اجازت کے بغیر ضامران سے بھاگ کر تربت میں پڑھنے کے لئے آیا۔

تربت میں ایک بہت بڑا عالم تھا جس کا نام نور محمد تھا، تربت میں قاضی تھا اور ہمارا رشتہ دار تھا، میں اس کے پاس آیا کہ مجھے پڑھانا۔ قاضی صاحب نے مجھے تربت کے قریب شاہی تمپ میں ایک بزرگوار ملّا جس کا نام محمد سعید تھا اس کے پاس بھیجا کہ اس کو پڑھاؤ، چنانچہ میں نے جاکر ان کے پاس کریما یعنی پنج کتاب (جو فارسی زبان میں ہے) کچھ پڑھا، پھر تقریبا ایک دو مہینے کے بعد قاضی کے پاس آیا کہ ادھر نہیں بیٹھ سکتا۔ تربت کے اندر مدرسہ تھا اس کے بانی کا نام بھی نور محمد تھا، وہ بھی دیوبند کا فارغ شدہ عالم تھا۔ بہت قابل فاضل شخص تھا، اصل میں پروم کے آدمی تھے، قاضی صاحب نے مدرسہ میں میرا داخلہ کرادیا، دوسال تک ادھر دو جماعت اردو کی اور "مالابدّ منہ" جو کہ فقہ حنفی کی کتاب ہے۔ گلستان سعدی یہ دونوں کتاب قاضی صاحب سے خارج مدرسہ میں پڑھی۔ اس وقت میری عمر سولہ سال تھی، پھر تین چار مہینہ پڑھنا چھوٹ گیا"[1]

---

(1) ضامرانی، عبدالغفار، شیخ، عبدالغفار ضامرانی کی خودنوشت زندگی، مخطوطہ، ص:3

اس تین چار مہینے کے تعلیمی وقفے کی تفصیل شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان نہیں کی ہے (شیخ کے قریبی عزیز) نے بیان فرمائی ہے کہ:

"ابتدائی دینی علوم کے بعد وہ سترہ سال کی عمر میں مسقط آرمی میں بھرتی ہوئے، جہاں کچھ مدت ملازمت کرنے کے بعد بلوچوں کے ایک گروپ کا اپنے افسر کے ساتھ جھگڑا ہونے کے بعد شیخ نے بلوچ ساتھیوں کی حمایت میں مسقط آرمی کی ملازمت چھوڑ دی اور واپس اپنے آبائی علاقے ضامران آئے (1)"

اس کے بعد کا تعلیمی سفر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے خود لکھا ہے کہ:

"بعدہ سیدھا لسبیلہ گیا جو کہ حب سے قریب ہے، بلوچستان کا ایک ضلع ہے وہاں ایک بلوچ قاضی جس کا نام بشیر احمد تھا بوستان سعدی وہاں پڑھا، پھر وہاں (سے) کراچی مدرسہ احرار الاسلام میں جا کر داخلہ لیا۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد عمر بلوچ (تھے)، دو سال تک یہاں کچھ صرف ونحو کی کتابیں اور نور الایضاح اور قدوری پڑھ کر "ثمّ خیر" کے طلبہ کے

(1) عزیز الرحمٰن ضامرانی، مولانا، انٹرویو، انٹرویو کنندہ، خالد ولید سیفی، لعل بخش قومی، روزنامہ ایگل کوئٹہ، ہفتہ 31 جولائی 2004ء، 13 جمادی الثانی 1425ھ، ادارتی صفحہ۔

وسوسے کی بناء پر یہاں سے سندھ جام ساباد چلے گئے ،وہاں
پھر ارشاد الصرف، مفید الطالبین وغیرہ کچھ ادبی کتابیں پڑھ
کر پھر سندھ ٹنڈوالہیار میں آکر داخلہ لیا۔ایک سال یہاں
گزارا ،یہاں کنزالدقائق،اصول الشاشی ،کافیہ ،شرح
التہذیب پڑھ کر چھٹی میں سندھ ،حیدرآباد آیا، یہاں ہمارے
ایرانی آسکانی خاندان کے پیش امام مسجد تھے، جس کا نام محمد
موسیٰ تھا۔اتفاقاًوہ بیمار ہوگیااور مجھے اپنی جگہ مقرر کیا۔"[1]

اس کے بعد کے احوال مولاناعزیزالرحمٰن ضامرانیسے معلوم ہوئے جو کہ درج ذیل ہیں:

" شیخ رحمۃ اللہ علیہ جب اگلے سال گئے تو دوبارہ کنزالدقائق مولانا
عبداللہ پشیینی سے پڑھی۔کچھ عرصہ کھڈو کے مدرسے میں
پڑھا،پھر دارالعلوم کراچی میں پڑھا جہاں اس وقت میں
مولانا سلیم اللہ خان درس دیتے تھے،دارالعلوم کراچی کے
بعد شیخ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی تشریف
لے گئے جہاں انہوں نے مولانا یوسف بنوری اور مفتی ولی
حسن ٹونکی اور دیگر قابل اساتذہ سے پڑھا،اور بنوری ٹاؤن
سے امتیازی نمبروں سے سند فراغت حاصل کی۔فراغت کے
بعد شیخ نے اپنے علاقے میں آکے نہایت محنت سے دعوت و

(1) ضامرانی خودنوشت زندگی، مخطوطہ، محولہ بالا

تبلیغ کے کام کا آغاز کیا۔[1]

مدینہ یونیورسٹی میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے داخلہ اور تعلیم سے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن ضامرانی نے کہا ہے کہ:

> 1967ء کو شیخ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کے مدینہ یونیورسٹی میں پڑھنے کے لئے ان کا ویزا لگوایا چونکہ اس وقت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے والد صاحب سخت بیمار تھے، اس لئے وہ مدینہ یونی ورسٹی نہیں گئے۔ دوبارہ ویزا لگا پھر بھی نہیں گئے، کیونکہ ان کے والد سخت بیمار تھے۔ تیسری بار جب ویزا لگا تو والد صاحب کے شدید اصرار پر مدینہ یونی ورسٹی جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ سفر کے لئے روانہ ہوئے ابھی ضامران کے علاقے میں تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے والد انتقال کر گئے ہیں تو واپس آئے۔ والد صاحب کے جنازے اور تدفین سے فراغت کے بعد سفر پر روانہ ہو گئے، جس وقت شیخ مدینہ یونی ورسٹی حصول علم کے لئے گئے۔ اس وقت ان کی عمر 36 سال تھی، جامعہ اسلامیہ پہنچنے کے بعد وہاں طلبہ کے لئے ایک قانون نافذ تھا، جو شرعی اعتبار سے درست نہ تھا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس قانون کے تقاضے پورے کرنے سے انکار کر دیا اور

(1) عزیز الرحمٰن ضامرانی، مولانا، انٹرویو، محولہ بالا۔

یوں ان کا قضیہ رئیس الجامعہ مفتی اعظم سعودی عرب عبداللہ بن باز کے پاس چلا گیا، عبداللہ بن باز بذات خود اس شرعی قانون کے نفاذ سے لاعلم تھے جب عبداللہ بن باز کو اطلاع ملی کہ پاکستان کے ایک بلوچ طالب علم نے فلاں قانون کی موجودگی کی صورت میں جامعہ اسلامیہ میں پڑھنے سے انکار کر دیا ہے تو عبداللہ بن باز نے وہ قانون منسوخ کروادیا اور شیخ کو بلا کر شاباش دی اور اس کی وجہ سے عبداللہ بن باز شیخ کو عزیز رکھتے تھے۔ شیخ نے جامعہ اسلامیہ میں کل نو سال تعلیم حاصل کی اور 1976ء کو کلیہ شرعیہ سے فارغ التحصیل ہو گئے۔[1]

1.3: شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ شروع میں حنفی تھے۔ تعلیم بھی اکثر حنفی مدارس میں پائی، مگر زمانہ طالب علمی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے انہوں نے حنفیت ترک کر کے اہل حدیث کا مسلک اختیار کیا۔ اس واقعہ کی تفصیل خود ان کی زبانی ملاحظہ کیجئے:

"پھر سندھ ٹنڈو الہیار میں آکر داخلہ لیا، ایک سال یہاں گزارا ، یہاں کنزالدقائق ، اصول الشاشی ، کافیہ اور شرح تہذیب

(1) عزیز الرحمٰن ضامرانی، مولانا، انٹرویو، محولہ بالا۔

پڑھ کر چھٹی میں سندھ حیدر آباد آیا۔ یہاں ہمارے ایرانی آسکانی خاندان کے پیش امام مسجد تھے۔ جس کا نام محمد موسیٰ تھا، اتفاقاً وہ بیمار ہو گیا اور مجھے اپنی جگہ (امام) مقرر کیا، ایک ماسٹر کا مجھ سے کچھ صداقت کا سلام علیکم کا تعلق پیدا ہوا، اس نے ایک کتاب "جاء الحق وزھق الباطل " مفتی احمد یار کی کتاب دے دی ، میں چونکہ فارغ البال تھا، چھٹی کے ایام تھے۔ میں نے کتاب کو خوب غور سے مطالعہ کیا، اس کتاب کے پڑھنے سے تقلید شخصی ذہن سے نکلی اور مسلک محدثین جس کو پاکستان میں اکثر اہل حدیث سے تعبیر کرتے ہیں، مصر ،سوڈان اور دوسرے بعض ممالک میں "انصار السنۃ " اور سعودیہ اور خلیجی ریاستوں میں "سلفیہ " سے مشہور ہیں۔ اس مسلک کو اختیار کیا۔

"جاء الحق " نے مسلک اہل حدیث کی طرف یوں میری رہبری کی کہ اس میں نصوص قطعیہ کو بے سند حکایات ، خوابوں سے اور صوفیوں کی جھوٹی مکاشفات کے سامنے معارض قرار دے کر پھر ترجیح آیات محکمات پر انہی خرافات کو دیئے تھے۔ اسی طرح نصوص کی اہمیت اور وہ حقیقی عظمت جو کہ سلف کے صحیح سینوں میں تھی، ان مقلدین میں بالکل مفقود تھی، اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ ہر مقلد اپنے امام

کو سب سے بڑا دکھانے کے لئے دوسرے امام کی دلیل کو اگر
چہ وہ بہت زیادہ قوی ہو، تاویل وغیرہ کرتے، کچھ نہ بنے تو
فوراً کہہ دیتے ہیں کہ آیت یا حدیث منسوخ ہے، تاریخ کے
تقدم و تاخر کے علم سے اگرچہ کلی طور پر بے خبر کیوں نہ ہو
الخ"(1)

یوں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیت چھوڑ کر اہل حدیث کا مسلک اختیار کر لیا، اور تادم واپسیں نہ صرف یہ کہ مسلک اہل حدیث سے وابستہ رہے، بلکہ اس کے بہت بڑے داعی اور دفاع کرنے والے کی حیثیت سے کردار ادا کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

1.4: وفات

شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کے آخری بیس سالوں میں شوگر کے مرض میں مبتلا رہے، روز بروز کمزور ہوتے گئے، آخری پانچ سالوں میں زیادہ نقل و حرکت کرنے سے عاجز ہوگئے۔ تربت اور کراچی کے مختلف ہسپتالوں میں زیر علاج رہے، آنکھوں کا آپریشن ہوا جس کی وجہ سے بینائی بھی چلی گئی۔ آخری سال بالکل صاحب فراش ہوگئے، کبھی صحت ٹھیک ہوتی تو کبھی بالکل بگڑ جاتی، متعدد ہسپتالوں میں لے جایا گیا، سوموار کو سحری کے وقت فجر سے قبل 1425ھ بمطابق 31 مئی 2004ء کو ہارٹ اٹیک (Heart attack) ہونے کی وجہ سے ہسپتال ہی میں

(1) ضامرانی، عبد الغفار، مولانا، عبد الغفار ضامرانی کی خودنوشت زندگی، مخطوطہ، ص:15، 14

وفات پاگئے۔ انہی کی وصیت کے مطابق حب چوکی ہی میں دفن ہوئے۔[1]

فصل دوم

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

شیخ عبدالغفار ضامرانی ایک ہمہ جہت شخصیت تھے، ان کی خدمات کا دائرہ متعدد پہلوؤں تک وسیع تھا، ان کی تصنیفی، دعوتی، فلاحی اور سیاسی خدمات کا مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے:

2.1: تصنیفی خدمات

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تین زبانوں (عربی، اردو، بلوچی) میں تصنیف و تالیف کا کام سرانجام دیا ہے۔ ذیل میں ان کی فہرستِ تالیفات پیش خدمت ہے۔

(الف) عربی میں تالیفات

(1) اَلْفِئَةُ الذِّكْرِيَّةُ وَ فِتْنُهَا فِيْ مَكْرَانَ

یہ چھوٹا رسالہ ہے۔ جو مکران میں آباد "ذکری فرقے" سے متعلق ہے۔ یہ رسالہ صدیقی ٹرسٹ کے اہتمام سے پہلی دفعہ شائع ہوا۔ اس کے بعد جمعیۃ انصارالسنۃ بلوچستان نے شائع کیا آخری طباعت دارالفتح الشارقہ امارات کے زیر اہتمام 1414ھ بمطابق 1994ء میں ہوئی۔

(1) عزیزالرحمٰن ضامرانی، مولانا، انٹرویو، محولہ بالا۔

(2) قَافِلَۃَ السُّنَّۃِ سِیْرِیْ مَعَ الرَّسُولِ

یہ ایک متوسط ضخامت کا رسالہ ہے، غیر مطبوع ہے۔ جس میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب و سنت سے تمسک پر زور دیا ہے اور تقلید اور اس کے نقصانات پر بحث کی ہے۔

(3) شَھَادَاتُ الصَّادِقِیْنَ شَھَادَاتٌ لَاتُرَدُّ

یہ بھی مخطوط ہے جس میں علماء اہل سنت کے ان وصایا کو جمع کیا ہے جو انہوں نے قرآن و سنت کی اتباع اور اعتصام سے متعلق دیئے ہیں۔

(4) اَلْکَشْکُوْلُ

یہ درمیانہ حجم کا ایک مخطوط رسالہ ہے۔ یہ آپ کے مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ دوران مطالعہ جو فوائد، نکات اور نوادرات سامنے آئے ان کو جمع کر کے ترتیب دیا۔ یہ رسالہ عربی، اردو اور فارسی زبانوں میں ہے۔

(5) اَلْجَمْھُورِیَّۃُ کُفْر وَنَظَام غَیْرُ مَعْقُول

جمہوریت پر تنقید کے موضوع پر مشتمل یہ کتاب غیر مطبوع ہے۔

(ب) اردو میں تالیفات

(1) کَشْفُ الْکُسُوْفِ فِیْ مَسَائِلِ الصُّفُوْفِ

اس مختصر رسالے میں نماز میں صف بندی کی اہمیت سے متعلق احادیث و روایات ااور اقوال علماء کی روشنی میں سیر حاصل بحث موجود ہے۔ جمعیت انصار السنۃ مکران نے 1419ھ میں شائع کیا۔

(2) اَلْقُرْبَۃُ بِالسُّتْرَۃَ فِی الْمَسَاجِدِ وَالْغُرْفَۃُ

اس رسالہ میں سُترہ اور اس کے احکامات کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔جمعیت انصار السنۃ مکران نے 1420ھ میں شائع کیا۔

(3) الرُّجُوْبُ لِمَنْ يُصَلِّى الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْغُرُوْبِ

احناف نماز مغرب سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان کی تردید میں اس رسالہ کے اندر اپنے دلائل و براہین پیش فرماتے ہیں۔جمعیت انصار السنۃ مکران نے 1418ھ میں شائع کیا۔

(4) کیا ذکری مسلمان ہیں؟

اس رسالہ میں شیخ نے "ذکری فرقے" کے عقائد و نظریات کا تفصیلی جائزہ لیکر یہ بحث کی ہے کہ کیا ذکری مسلمان ہیں؟جمعیت انصار السنۃ مکران نے 1418ھ میں شائع کیا۔

(6) اَلنُّخْبَةُ فِیْ تَرْجَمَةِ الْخُطْبَةِ

احناف کے نزدیک جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں دینا ضروری ہے۔ شیخ نے ان کے رد میں رسالہ لکھا ہے اور دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے کہ غیر عربی زبان میں بھی خطبہ جمعہ دیا جاسکتا ہے۔جمعیت انصار السنۃ مکران نے 1419ھ میں شائع کیا۔

(ج) بلوچی میں تالیفات

(1) بلوچی تفسیر

"بلوچی تفسیر" کے نام سے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری پچیس پاروں کی تفسیر لکھی۔ان کی وفات

کے بعد ان کے داماد حافظ اسماعیل ضامرانی نے بقایا پانچ پاروں (یعنی قرآن کی ابتدائی پانچ پارے) کا ترجمہ و تفسیر لکھا ہے۔جمعیت انصار السنۃ بلوچستان نے 2012ء شائع کیا۔اس کا مفصل تعارف باب دوم کی فصل دوم میں "بلوچی تفسیر کا تعارف" کے عنوانسے آئے گا۔

(2) بیائے نمازَ رسول اللہ ﷺ ءِ وانین

اس رسالہ کے اندر رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز تکبیر تحریمہ سے لیکر سلام پھیرنے تک مفصل موجود ہے۔نام کا ترجمہ ہے "آؤ رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھیں "جمعیت انصارالسنۃ مکران نے 1420ھ میں شائع کیا۔

(3) ذکریاں! گوں قرآنا دل گوشی (صفحات:176)

یہ ایک مطبوعہ رسالہ ہے، عنوان کا ترجمہ ہے: "اے ذکریو! قرآن میں غور کرو"۔اس میں ذکریت سے متعلق بحث کی ہے۔اور انہیں قرآن پاک میں غور و فکر کی دعوت دی ہے اور اتباع حق کی ترغیب دی ہے۔

یہ رسالہ جمعیت انصار السنۃ بلوچستان کے زیر اہتمام 1421ھ میں شائع ہوا۔

2.2: دعوتی خدمات

1976ء کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے آپ کو بطور مبلغ امارات بھیجا گیا ۔آپ کو چار ہزار ریال، گھر الاؤنس، اور سالانہ پندرہ ہزار ریال دیا جاتا تھا، لیکن شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اسلامیہ سے بار بار تقاضا کیا کہ انہیں ان کے علاقے میں بھیجا جائے کیونکہ ان کے علاقے

میں اشاعت علم اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کی بہت ضرورت ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے علاقے میں جا کر کام کرنا چاہتے ہیں تو آپ سے یہ تمام مراعات واپس لے لی جائیں گی، صرف ماہوار ایک ہزار ریال تنخواہ دی جائے گی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو منظور کیا۔ضامران واپس آ گئے ،اپنے لوگوں نے ان کے اس فیصلے کی مخالفت کی کہ اتنی بڑی تنخواہ اور ساری مراعات چھوڑ کر ضامران کے خشک اور بے آب و گیاہ پہاڑوں میں رہنا کہاں کی دانشمندی ہے، لیکن شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نظریں بہت دور دیکھ رہی تھیں، جہاں دوسروں کی نظریں نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! کہ میں یہاں رہ کر اچھی تنخواہ اور مراعات لیتا رہوں اور میرے علاقے کے لوگ بدعات اور جہالتمیں پڑے رہیں۔ تنخواہ تو ہندو اور سکھ بھی لیتے ہیں ایک مسلمان اور عالم دین ہوتے ہوئے مجھ پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، چنانچہ انہوں نے ایک ہزار ریال پر اکتفاء کرتے ہوئے اپنے علاقے میں کام کا آغاز کیا۔ (1)

دعوتی خدمات کے سلسلے میں شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ شروع میں اپنے گھر سے نصف کلو میٹر دور ایک مسجد میں روزانہ فجر کے بعد درس قرآن دینے کے لئے تشریف لے جاتے تھے ۔بسا اوقات بعد از عصر درس قرآن دیتے تھے۔

پھر اپنے محلہ میں ایک مسجد تعمیر کی جس میں پنج وقتہ نمازیں شروع ہو گئیں اور جمعہ پرانی جامع مسجد میں پڑھتے تھے۔ البتہ درس قرآن اپنے محلہ کی مسجد میں شروع کر دیا، توحید و سنت کا پرچار کیا۔ شرک و بدعت سے بچنے کی ترغیب دی۔

پھر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ "معہد تعلیم القرآن" کے نام سے۔ جس

---

(1) عزیز الرحمٰن ضامرانی، انٹرویو، محولہ بالا۔

میں بچوں کو حفظ و ناظرہ کے ساتھ ابتدائی دینی تعلیم کا بندوبست کیا تھا اور آپ نے ایک معین مدرس بھی رکھ لیا۔

شیخ نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کا بھی خصوصی اہتمام کیا، گھر کی خواتین کو 'تعلیم الاسلام' پڑھائی، اور بلوچی میں انہیں تفسیر قرآن پڑھائی۔ یہاں تک کہ وہ خواتین پھر خود معلمات بن کر دیگر بچیوں کو ترجمہ و تفسیر قرآن بلوچی زبان میں پڑھانے لگیں۔

اس کے علاوہ شیخ کو شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں مدعو کیا جاتا تو وہاں پر شیخ وعظ و نصیحت کی مجلس لگاتے اور توحید و سنت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے علاقے میں موجود ذکری فرقے کو بھی دعوت اسلام دی، متعدد اسفار بھی اسی حوالے سے کئے۔ اور کئی لوگ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

2.3: تحکیم وافتاء کی خدمات

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی، لوگ ان کے پاس اپنے مقدمات کے تصفیے کے لئے وفود کی صورت میں آتے تھے۔ آپ نے بلیدہ کے علاقے میں بہت سارے تنازعات کا تصفیہ شریعت کی روشنی میں کیا۔ بلیدہ کے بہت سے علاقے مثلاً الندور، میناز، بٹ، سلو، اور آس پاس کے دیگر علاقوں سے بھی لوگ تصفیہ تنازعات کے سلسلے میں آپ کے پاس آتے، اسی طرح بعض دور دراز علاقوں مثلاً پروم اور ایرانی مکران سے بھی لوگ آتے تھے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنی لائبریری میں افتاء و تحکیم کا فریضہ سرانجام دیتے تھے، کبھی کبھار ضرورت پڑتی تو قتل وغیرہ کے مقدمات میں خود فریقین کے پاس تشریف لے جاتے اور اصلاح و خیر خواہی کے جذبات کے تحت ان میں مصالحت کے لئے کوشش فرماتے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے دیگر

اہل رائے لوگوں سے بھی مشاورت فرماتے تھے۔ اور تحکیم کا یہ عمل زیادہ تر غیر تحریری صورت میں انجام پاتا تھا، کبھی ضرورت پڑتی تو تحریر بھی فرما دیتے تھے۔ قضاء و تحکیم میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ عدل وانصاف سے کام لیتے، معاملہ فہم، دور رس نگاہ والے تھے، کسی دباؤ اور لالچ میں آئے بغیر فیصلہ سنا دیتے تھے۔

2.4: سماجی و فلاحی خدمات

شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ سالم رحمۃ اللہ علیہ کے تعاون سے جمعیۃ انصار السنۃ کے نام سے ایک فلاحی تنظیم قائم کی، جس کے توسط سے انہوں نے علاقے بھر میں تین سو سے زیادہ مساجد و مکاتب قائم کئے، کنویں کھودے، غرباء و مساکین کے ساتھ تعاون کیا، مساجد کے پیش اماموں اور مکاتب و مدارس کے اساتذہ کے لئے تنخواہیں جاری کیں، گاؤں اور دیہاتوں میں جمعہ قائم کروایا۔ خلیجی ممالک سے افطاری منگوائی اور قربانی کے جانور لوگوں میں تقسیم کئے۔ (1)

2.5: سیاسی خدمات

شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ شروع میں جمعیت علماء اسلام پاکستان سے وابستہ تھے۔ جس کے ٹکٹ پر 1993ء میں قومی اسمبلی کا امیدوار نامزد ہوئے۔ بعد میں جمعیت اہل حدیث مکران

(1) حافظ اسماعیل ضامرانی، مقالہ: شیخ عبد الغفار ضامرانی، سہ ماہی "رژن" کیچ، 1434ھ رجب، 2013ء جون، جلد اول، شمارہ اول، ص:18۔

ڈویژن کے امیر منتخب ہوئے۔ تاہم شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، دعوتی اور سماجی خدمات کے میدان میں مصروفیات اس قدر زیادہ تھیں کہ سیاست کے لئے وقت نہیں نکال سکے۔ (1)

باب دوم

بلوچی زبان اور بلوچی تفسیر کا تعارف

سب سے پہلے بلوچی زبان کا تعارف، پس منظر، نسلی تاریخ حروف تہجی اور رسم الخط کا تذکرہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد بلوچی تفسیر کا تعارف اور خصوصیات و قابل نقد امور زیر بحث لائے جائیں گے۔ یہ باب دو فصلوں پر مشتمل ہو گا۔

فصل اول: بلوچی زبان کا تعارف

فصل دوم: بلوچی تفسیر کا تعارف

فصل اول: بلوچی زبان کا تعارف

بلوچی زبان کے تعارف کے سلسلے میں قدرے تفصیل سے اس کے خاندانی پس منظر، لہجوں ،رسم الخط اور لسانی جغرافیہ پر نظر ڈالنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

1.1: زبانوں کے خاندان

(1) عزیز الرحمٰن ضامرانی، مولانا، انٹرویو، محولہ بالا۔

ماہرین لسانیات نے دنیا بھر کی مختلف زبانوں کو آٹھ خاندانوں میں تقسیم کی ہے۔

1	2	3	4
سامی	ہند چینی	دراوڑی	مونڑا
5	6	7	8
افریقی بانتو	امریکی	ملایا	ہندیورپی

(1) سامی:

سامی زبان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پیغمبر نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی زبان تھی ۔پھر اس سے مختلف زبانیں وجود میں آئیں، جن میں سے آشوری (جس میں شام و بابل کی بہت سی گمشدہ زبانیں شامل تھیں) عبرانی، فینقی، عربی اور حبشی زبانیں قابل ذکر شاخیں ہیں۔

(2) ہند چینی:

اس خاندان میں چینی زبان کے علاوہ سامی زبان بھی ہے جس کی آٹھ شاخیں ہیں، تبتی یا ہمالوی (جو 23شاخوں پر مشتمل ہے،) برمی (جو26شاخوں پر مشتمل ہے)

(3) دراوڑی:

درواڑی خاندان کی پانچ شاخیں مشہور ہیں۔

1	2	3	4	5
تامل	تلگو	ملیالم	کڑی	براہوئی (جو بلوچستان میں بولی جاتی ہے)

(4) مونڑا:

اس خاندان کا تعلق بھی ہندستان کی چند زبانوں سے ہے مثلاً گونڈ، سنبتھان، سنڈلی، راج محلی اور سنھبل پوری۔

(5) امریکی:

امریکہ کے اصل باشندے جو ریڈ انڈین کہلاتے ہیں ان کی زبان "امریکی" کہلاتی ہے۔ اس کی بھی چند غیر مشہور شاخیں ہیں۔

(6) ملایا:

ہند کی زبانوں میں سے ایک ملایا ہے جس کی بہت سی شاخیں ہیں۔

(7) افریقی بانٹو:

افریقہ کے اصل باشندے "بانتوٹک" بولتے ہیں جس کی 150 شاخیں ہیں۔

(8) ہندیورپی:

یہ تمام خاندانوں میں سے وسیع تر خاندان ہے، جو مزید آٹھ خاندانوں میں تقسیم ہوتی ہے:[1]

1	2	3	4	5	6	7	8
ہند آریائی یاایرانی	ارمنی	بلقان سلائی	البانوی	.بیلینی	اٹالوی	کیلٹک	ٹیوٹونی

1.2: بلوچی زبان کا خاندان

بلوچی زبان کے خاندان کے تعین سے پہلے ہندیورپی زبانوں کی ذیلی تقسیم اس چارٹ میں ملاحظہ ہو

(1) طاہر حکیم بلوچ، مقالہ: لسانیات یازبانءِ علم، زبان زانتیءُ بلوچی زبان، تربت، بلوچستان اکیڈمی، 2016ء، اگست، ص:19۔

1	بنیادی ہندیورپی	Primitive -Indo- Europeon
2	ہندایرانی، ہند آریائی	Indo Iranian
3	ایرانی	Iranin
4	قدیم فارسی پہلوی	Pahlavi[1]

بلوچی زبان کے خاندان کا تعین کرتے ہوئے میجر ای موکلر نے اپنی کتاب "بلوچی گرائمر" میں لکھا ہے کہ:

"ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ آریائی زبان کی ایک شاخ ہے اور پہلوی زبان کی بہن معلوم ہوتی ہے، ایک ایسی شاخ جو یقیناً پہلوی کی طرح اور اس کے دوش بدوش (وقت کے ایک خاص حصے میں) قدیم فارسی سے نکلی ہوئی ہو"[2]

بلوچی فارسی سے نکلی ہوئی ہے یا نہیں؟ اس پر بلوچ محققین کی آراء مختلف ہیں۔ جن کی تفصیلات مختلف کتب میں موجود ہیں۔

ڈاکٹر شاہ محمد مری نے لکھا ہے کہ:

"ماہرین لسانیات کی کلاسی فیکیشن کے مطابق ہماری بلوچی زبان، آریائی زبانوں کے "انڈویورپین" خاندان انڈو ایرانی شاخ سے ہے۔ ان میں سے جو شاخ "ایرانی" کہلاتی ہے

(1) زبان زانتیءُ بلوچی زبان، ص:20، محولہ بالا

(2) میجر ای موکلر، بلوچی گرائمر، مترجم: محمد بیگ بلوچ، کوئٹہ، بلوچی اکیڈمی، 1988ء، ص:3۔

،بلوچی اس میں شامل ہے۔ہماری یہ قدیم ایرانی شاخ مزید تین ادوار میں منقسم ہے سب سے پرانا دور (1000 سال قبل مسیح) قدیم ایرانی کہلاتا ہے، جس کی اہم زبانیں تھیں: قدیم فارسی، میدی (Mwdie)، اوستا اور پہلوی۔ اوستا قدیم فارسی کی وہ صورت ہے جو زرتشتیوں کے مذہبی کتبوں پر کھدی ملتی ہے۔دوسرا دور (331 قبل مسیح) وسطی ایرانی کہلاتا ہے، جس میں پہلوی سوگدیائی اور بلکی زبانیں تھیں ۔تیسرا دور موجودہ ہے جس میں اہم زبانیں ہیں: جدید فارسی ،پشتو، کردی اور بلوچی۔یہ سب نئ ایرانی زبانیں کہلاتی ہیں ۔(1)

البتہ سید ظہور شاہ ہاشمی نے بلوچی کو "اوستا" سے نکلی ہوئی زبان قرار دیاہے۔لکھتے ہیں کہ:

"محققین کے اجتہاد اور ہماری ناتمام کوشش کا ماحصل بلوچی زبان کی لسانی صلۃ القرابۃ کے بارے میں یہ ہے کہ اس کا مصدر و منبع بلا شبہ "اوستائی "زبان ہے، جس کا شمار آریائی گروپ کی قدیم ترین اور اہم ترین زبانوں میں سے ہوتا ہے ۔جیسے علوم الالسنۃ کے تلامذہ کے علم میں ہے کہ آریائی ان زبانوں کے گروپ کا نام ہے جس کو اینگلو امریکن "آرین

(1) مری، شاہ محمد، ڈاکٹر، بلوچی زبان وادب، کوئٹہ، گوشہ ادب، 2014ء، ص:33۔

" کہتے ہیں۔ فرانساوی ان کو " انڈو یورپین " اور جرمن " انڈو جرمن "کا نام دیتے ہیں۔ (1)

1.3: بلوچی زبان میں کتابت کا آغاز وارتقاء

بلوچی زبان کی تحریری تاریخ زیادہ قدیم نہیں، کیونکہ یہ تحریر کی زبان کبھی رہی نہیں ہے ۔عبد القادر شاہوانی نے بلوچی زبان میں تحریر وکتابت کے آغاز سے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

" بلوچی روایات کے مطابق بلوچی شاعری کا آغاز 1450ء کو ہوا، بلوچی زبان میں لکھنے کا رواج 1840ء میں شروع ہوا جب بلوچستان پر انگریزوں کا قبضہ ہوا، جنہوں نے اپنے سیاسی و انتظامی مقاصد کے پیش نظر بلوچی میں لکھنے اور پڑھنے پر توجہ دی ۔1840ء میں کیپٹن لیچ (Leach) نے جنرل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں بلوچی ادب سے متعلق بلوچی اشعار لکھے۔اس کے بعد انہوں نے انگریزی اوررومن رسم الخط میں بلوچی صرف ونحو، لغت اور لہجے کی کتاب لکھی۔اسی سلسلے میں 1874ء میں گلیڈ سٹون نے "بلوچی ہینڈ بک "نامی کتاب لکھی۔1875ء میں لالہ ہتورام نے "بلوچی نامہ " لکھی

(1) ہاشمی، ظہور شاہ، سید، بلوچی زبان وادب کی تاریخ، کراچی، سید ہاشمی اکیڈمی، 1986ء، ص:52۔

۔1877ء میں رچرڈ برٹن نے اپنے سفر نامہ "سفر نامہ سندھ" میں تین بلوچی اشعار شامل کئے۔1850ء سے لے کر 1880ء تک ایل ڈیمز نے جتنے بلوچی اشعار جمع کئے تھے ان میں سے چند اشعار جنرل ایشاٹک سوسائٹی بنگال میں شائع کئے، 1891ء میں ایل ڈیمز نے بلوچی اشعار سے چند کہانیاں ترتیب دے کر "بلوچی ٹیکسٹ بک" میں شائع کئے ۔1904ء میں لاہور سے "دی بلوچ ریس" شائع کرایا۔اسی طرح 1905ء میں لانگ ورتھ ڈیمز نے جمع کردہ بلوچی کلاسیکی اشعار میں سے ایک حصہ رومن رسم الخط میں لکھ کر لندن فوک لور سوسائٹی گلاسکو یونیورسٹی پریس سے "دی پاپولر پوئٹری آف دی بلوچیز"
(The popular poetry of the baloches)کے نام سے ایک ہزار کی تعداد میں شائع کرائی۔اس کی مقبولیت کی بناء پر 1907ء میں (Royal asiatic society)نے اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا۔اس کے بعد 1963ء میں میر خدابخش مری نے اس کتاب کے رومن رسم الخط کو بدل کر اردو ترجمہ کے ساتھ "قدیم بلوچی شاعری "(Balochi

old poetry) کے نام سے شائع کی۔[1]

اس ابتدائی اور اجمالی جائزے کے بعد عبدالقادر شاہوانی نے بلوچی زبان کی تحریر و کتابت کی تاریخ پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "1917ء میں انگریزوں نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے بائبل سوسائٹی پنجاب کے زیر اہتمام "یوحنا" کا بلوچی میں ترجمہ شائع کیا۔اس کے رد عمل میں بلوچستان کے مذہبی علماء کرام نے بولان کے مقام ڈھاڈر سے مکتبہ درخانی کے ذریعے اسلامی کتب و رسائل بلوچی زبان میں شائع کرنا شروع کیا ،اور بلوچی زبان میں پہلی مرتبہ ترجمہ قرآن مولانا حضور بخش جتوئی نے لکھ کر شائع کیا۔1951ء میں مولانا خیر محمد ندوی نے بلوچی ماہنامہ "اومان "جاری کیا جب بلوچی کا باقاعدہ رسم الخط بھی ایجاد نہیں ہوا تھا۔1957ء میں "بلوچی دیوان" کے نام سے ایک انجمن بنائی گئی،میر غلام محمد شاہوانی اس کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔"بلوچی دیوان " کے زیر اہتمام میر گل خان نصیر کے بلوچی اشعار پر مشتمل کتاب "گلبانگ "شائع ہوئی۔اس کے بعد بلوچی رسائل و جرائد کا ایک سلسلہ چل پڑا،جن میں لالہ غلام شاہوانی کا ماہنامہ

(1) شاہوانی،عبدالقادر،بلوچی زبان وادب،کوئٹہ،بلوچی اکیڈمی،1991ء ص:5۔

"نوائے وطن "، آزاد جمال دینی کا ماہنامہ "بلوچی "وغیرہ قابل ذکر ہیں۔1958ء میں حاجی عبدالقیوم کی سربراہی میں بلوچی اکیڈمی کوئٹہ کا قیام عمل میں لایا گیا جو بلوچی کتب و رسائل کی نشرواشاعت کا سب سے بڑا مرکز ہے، جہاں سے سیکڑوں کتابیں شائع ہوئی ہیں۔[1]

1.4: بلوچی زبان کا رسم الخط:

بلوچی زبان 1840ء سے پہلے تحریر سے ناواقف تھی۔نہ صرف بول چال میں غیر تحریری ،بلکہ اس کا کلاسیکل اور فوک ادب بھی غیر تحریری رہا ہے۔ انگریز محققین نے بلوچی کو سب سے پہلے رومن میں لکھنا شروع کیا: بائیں سے دائیں،اور سب سے پہلے ایک انگریز سیاح لیچ(Leach)نے بلوچی زبان و ادب پر تحقیق شروع کی۔جرنل آف ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال میں لیچ کی رپورٹ شائع ہونے کے بعد دوسرے اسکالروں کو اس طرف دلچسپی ہوئی۔انہوں نے بلوچستان کے کونے کونے سے بلوچی زبان وادب کے شعر ونثر کے ذخیرے جمع کرنا شروع کئے۔

ڈاکٹر شاہ محمد مری نے لکھا ہے کہ:

یوں لانگ ورتھ ڈیمز، ہتورام اور برٹن کی عظیم خدمات کی بدولت بلوچی کلاسیکل نظمیں اور فوک وقت اور بے حسی میں دھنس کر گم نہ ہوئیں۔اسی طرح میئر کی لکھی بلوچی کلاسیک

---

(1) شاہوانی، بلوچی زبان وادب، ص:7، محولہ بالا۔

(لندن1900ء)، پیٹرس کی " اے ڈسکریشن آف مکرانی بلوچی ڈائلکٹ (1877ء)لارڈ بروس کی " مینوئل اینڈ و کابلری آف بلوچی لینگویج"اور "نوٹس آن بلوچی ٹرائیبز آف ڈیرہ جات" خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ان ساری تحریروں میں رومن رسم الخط استعمال ہوا ہے۔"[1]

ڈاکٹر شاہ محمد مری مزید لکھتے ہیں کہ:

بلوچی زبان کے رسم الخط کا ابتدائی دور رومن رسم الخط قرار پاتا ہے ۔اس کے بعد رسم الخط کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے جب بلوچ محققین اور اسکالرز نے خود بلوچی زبان میں لکھنا شروع کیا۔ چنانچہ انہوں نے دائیں سے بائیں کی طرف لکھنا شروع کیا۔اور بڑے پیمانے پر یہ کام مولانا محمد فاضل درخانی (ڈھاڈر بولان)اوران کے رفقاء سے پہلے محمد حسین عنقاء نے شروع کیا اس کثیر جہتی سکالر نے 1920ء سے عربی اردو اسکرپٹ میں بلوچی لکھنی شروع کی ۔ان کے بعد نسیم تلوی ،یوسف عزیز مگسی،عبدالعزیز کرد، محمد امین کھوسہ، مولانا خیر محمد ندوی، قاضی عبدالصمد سر بازی وغیرہ نے اس رسم الخط کی آبیاری کی ۔ان لوگوں نے عربی رسم الخط میں موجود

(1) مری، بلوچی زبان وادب، ص:68، محولہ بالا۔

حروف تہجی کی مخصوص اشکال وضع کرکے بلوچی طرز تحریر
اپنایا۔ ترقیم و تنسیخ کے پیہم عمل سے بلوچی اب اسی رسم الخط
میں لکھی جارہی ہے۔ (1)

1.5: بلوچی زبان کا لسانی جغرافیہ

بلوچی زبان کی اصل جنم بھومی تو "بلوچستان " ہے جو آج کل پاکستان کا ایک صوبہ ہے، تاہم قدیم دور میں موجودہ بلوچستان کے حدود اربعہ اور محل وقوع کچھ یوں تھے: کہ بلوچوں کا وطن بلوچستان مجموعی طور پر 647000 مربع کلو میٹر پر مشتمل تھا، 347190 مربع کلو میٹر پاکستان میں، تقریباً 200000 مربع کلو میٹر جنوب مشرقی ایران میں اور 100000 مربع کلو میٹر مغربی افغانستان میں تھا۔

اس تمام خطے میں بلوچی زبان بولی جاتی ہے، چنانچہ بلوچی زبان پاکستان کے علاوہ ایران ، افغانستان "صوبہ نیمروز" " خلیجی ریاستوں (بالخصوص اومان اور یو اے ای میں) مشرقی افریقہ (کینیا ، یوگینڈا، تنزانیہ، زائرے، روانڈا اور برونڈی) شمالی امریکہ ، یورپ (سویڈن، ڈنمارک، انگلینڈ، پرتھ آسٹریلیا اور ترکمانستان کے ماری علاقے میں بولی جاتی ہے۔ (2)

1.6: بلوچی زبان کے لہجے

---

(1) مری، بلوچی زبان وادب، ص:68، محولہ بالا۔

(2) مری، بلوچی زبان وادب، ص:40، بتلخیص، محولہ بالا۔

یہ ایک فطری امر ہے کہ زبان کا جس قدر پھیلاؤ ہو گا۔اسی قدر اس میں نئے نئے الفاظ و لہجے وجود میں آتے جائیں گے ،علاقوں (میدانی ،پہاڑی ،سمندری اور صحرائی) میں فرق اور وہاں کے موسموں میں تغیر ،انسانی رنگ روپ اور خدوخال کی طرح زبان میں بھی تبدیلیاں لاتے ہیں۔
چنانچہ بلوچی زبان تین بڑے لہجوں میں تقسیم ہوتی ہے:

سلیمانی لہجہ

یہ لہجہ "مشرقی لہجہ " بھی کہلاتا ہے جو قدیم مشرقی بلوچستان یعنی ڈیرہ اسماعیل خان ،ڈیرہ غازی خان ،راجن پور ،ملتان ،مری ،بگٹی ،سبی ،نصیر آباد ،جیکب آباد ،لاڑکانہ ،شکار پور ،سانگڑھ ،اور نواب شاہ میں بولا جاتا ہے۔

سلیمانی لہجے کی ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کی سندھی اور سرائیکی کے ساتھ زبردست لین دین موجود ہے۔ مثلاً یہ چند الفاظ سندھی اور بلوچی میں یکساں مستعمل ہیں:

آنو (انڈا) بانگ (اذان) بَھت (چاول) زال (بیوی) وغیرہ۔

سلیمانی لہجے کی دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں بہت سے وہ حروف مستعمل ہوتے ہیں جو مکرانی لہجے میں استعمال نہیں ہوتے ۔مثلاً غ،ف،ث،ذ،ژ۔ جیسے دروغ (سلیمانی لہجہ) دروگ (مکرانی لہجہ) پس (باپ) (سلیمانی لہجہ) پت (مکرانی لہجہ) وغیرہ

رخشانی لہجہ

رخشانی لہجہ درج ذیل علاقوں میں بولا جاتا ہے ۔قلات ،خاران ،نوشکی ،افغانستان ،ایرانی بلوچستان ،اور ترکمانستان۔

مسٹر الفنبائن نے رخشانی لہجے کو مزید ذیلی قسموں میں یوں تقسیم کی ہے۔ کلاتی، چاغی، خارانی ،افغانی، سرحدی، پنجگوری۔

اس لہجے کی خاص بات یہ ہے کہ یہ بہت میٹھی بلوچی ہے ،نرم، رواں اور سینٹرل ایشیاء کے "آیئے گا ،جایئے گا" جیسے تکریمی طرز تخاطب پر مشتمل ہے ،ایران اور افغانستان کی فارسی کے اثرات رخشانی بلوچی پہ بہت ہیں۔ رخشانی لہجے اور مکرانی لہجے میں بہت سے حروف کے استعمال میں بھی فرق ہے۔ مثلاً "خ" خاران (رخشانی لہجہ) ھاران (مکرانی لہجہ) نیز اس میں بہت سے الفاظ میں واو معروف استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ مکرانی لہجے میں یائے معروف مثلاً شادی کے لئے رخشانی لہجے میں سُور اور مکرانی لہجے میں سیر استعمال ہوتا ہے۔

مکرانی لہجہ

مکرانی لہجہ پاکستان میں مکران ڈویژن، کراچی، خلیجی ممالک اور ایرانی بلوچستان کے بہت سے حصوں میں بولا جاتا ہے، مکرانی لہجے کے بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو رخشانی اور سلیمانی بلوچوں کے لئے بالکل اجنبی ہیں جیسے بھوک کے لئے شُدِیگ کا لفظ، جبکہ رخشانی لہجے میں گُژنگ استعمال ہوتا ہے۔

بعض الفاظ کی ادائیگی میں بھی فرق ہے مثلاً گیا، گُرت (رخشانی لہجہ) گُت (مکرانی لہجہ)، میں جاتا ہوں۔ مَن رَویں (رخشانی لہجہ) مارواں (مکرانی لہجہ)[1]- اکثر محققین نے رخشانی اور مکرانی کو لہجہ "مغربی لہجہ" قرار دیا ہے ،اور سلیمانی لہجہ کو مشرقی لہجہ ،جب کہ بعض محققین مثلاً صورت خان نے بلوچی کے چار لہجے شمار کئے ہیں ،:تربت اور اس کے آس پاس کا لہجہ ،پنجگور اور اس کے اردگرد کا

---

(1) زبان زانتیءُ بلوچی زبان، ص:324، محولہ بالا۔

لہجہ، مری بگٹی کا لہجہ، پنجاب و سندھ کا لہجہ۔[1]

فصل دوم: "بلوچی تفسیر": تعارف، خصائص اور مآخذ

فصل دوم پانچ مباحث پر مشتمل ہے۔

نمبر شمار	مباحث	تفصیل
1	بحث اول	"بلوچی تفسیر" کا تعارف
2	بحث دوم	معاون مؤلف کا تعارف
3	بحث سوم	"بلوچی تفسیر" کی خصوصیات
4	بحث چہارم	"بلوچی تفسیر" نقد و نظر کے آئینے میں

(1) زبان زانتیءُ بلوچی زبان، ص:329، محولہ بالا۔

5	بحث پنجم	”بلوچی تفسیر“ کے مآخذ

بحث اول: بلوچی تفسیر کا تعارف

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 31 مئی 2004) کی تفسیر بنام ”بلوچی تفسیر“ بلوچی زبان میں ایک عمدہ اور جامع تفسیر ہے، جو ایک ضخیم جلد پر مشتمل ہے، تفسیر عثمانی کے طرز پر نہ زیادہ طویل نہ بہت مختصر، یہ تفسیر شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم کارناموں میں سے ہے۔ جسے بلوچی زبان میں ”بقول مولانا علی محمد ابو تراب کے“ ہم بلا مبالغہ تفسیر ماثورہ کا نام دے سکتے ہیں۔ جس کے پچیس پارے آپ نے اپنی زندگی میں مکمل کئے، باقی پانچ پارے آپ کے فاضل بھتیجے حافظ محمد اسماعیل ضامرانی مدنی نے پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

شیخ ضامرانی کی یہ تفسیر مولانا علی محمد ابو تراب کی کوششوں سے 2012ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔ چنانچہ مولانا علی محمد ابو تراب لکھتے ہیں کہ:

”راقم نے اس تفسیر کی اشاعت کے لئے عزیزم مکرم مولانا عبد الغفور دامنی، مولانا عبدالغنی ضامرانی، حافظ محمد اسماعیل اور حافظ عطاء الرحمٰن بن شیخ عبدالغفار ضامرانی سے مفصل مشاورت کے بعد طباعت کے لئے منصوبہ بندی کو آخری شکل دی اور ادارہ جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ کے اصرار پر یہ

بھاری ذمہ داری اپنے ناتواں کندھوں پر قبول کی"۔[1]

بحث دوم: معاون مؤلف کا تعارف

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "بلوچی تفسیر" کی تالیف کے دوران بطور معاون اور کاتب اپنے بھتیجے شیخ محمد اسماعیل ضامرانی کو ساتھ رکھا۔ شیخ اسماعیل ضامرانی 1984 کو ضامران میں پیدا ہوئے، حفظ قرآن کا کچھ حصہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن فیصل آباد میں مکمل کیا، باقی حصے معہد تعلیم الاسلام الندور ضامران تربت میں مکمل کئے۔ اپنے گاؤں کے معہد تعلیم الاسلام الندور ہی سے شعبہ کتب کی تعلیم کا آغاز کیا۔ کچھ سال جامعہ ستاریہ کراچی، جامعہ احسان منظور کالونی، جامعہ دراسات الاسلامیہ کراچی میں پڑھا۔ مگر رسمی طور پر فراغت نہ ہو سکی۔ شیخ اسماعیل ضامرانی کے اساتذہ میں نمایاں نام درج ذیل ہیں: شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ جن سے علمی اصول و قواعد سیکھے، باقاعدہ درساً قرآن پاک کی کچھ سورتوں کے ترجمے پڑھے، ان کے علاوہ شیخ ضیاء الحق بھٹی، شیخ عبدالعظیم حسن زئی، شیخ ابراہیم کبیر، شیخ معاذ، شیخ یوسف کشمیری اور شیخ یوسف طیبی قابل ذکر ہیں۔ شیخ اسماعیل ضامرانی مرکزی جمعیت اہل حدیث مکران کے ناظم تبلیغ کے طور پر دعوت دین میں مصروف ہیں۔ جماعتی تعصب سے پاک خالصتاً توحید و سنت کے داعی ہیں۔ اپنے گاؤں الندور کی جامع مسجد میں خطیب ہیں۔ شیخ عبدالغفار ضامرانی کے قائم کردہ مدرسہ معہد تعلیم الاسلام الندور کے مدیر ہیں۔ آپ نے شیخ عبدالغفار ضامرانی کی وفات کے بعد ان کی بلوچی تفسیر کے باقی ماندہ شروع کے پانچ پاروں کا ترجمہ و تفسیر مکمل کیا۔ اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر ساٹھ صفحات کا مقالہ لکھا۔ جو شیخ اسحاق بھٹی کی کتا

---

(1) ابوتراب، علی محمد، شیخ، مقدمہ بلوچی تفسیر، کوئٹہ، ادارہ جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق، 2012ء، ص:4۔

ب "دبستان حدیث" کا حصہ بن گیا،[1]

بحث سوم: "بلوچی تفسیر" کی خصوصیات

"بلوچی تفسیر" میں شیخ عبدالغفار ضامرانی نے جن التزامات اور خصوصیات کی رعایت کا اہتمام کیا ہے۔ ان کا مفصل تذکرہ باب سوم میں آئے گا۔ جو ان کے منہج کے تحقیقی مطالعہ پر مشتمل ہے، تاہم چند اور نوعیت کی خصوصیات تین ذیلی عنوانات کی صورت میں پیش خدمت ہیں:

ذیلی عنوانات	
3.1	بلوچی تفسیر کی لسانی خصوصیات
3.2	بلوچی تفسیر کے فکری امتیازات
3.3	بلوچی تفسیر کا اصلاحی پہلو

3.1 بلوچی تفسیر کی لسانی خصوصیات

بلوچی تفسیر کی لسانی خصوصیات میں تین امور قابل ذکر ہیں جو حسب ذیل ہیں:

تین قابل ذکر لسانی خصوصیات	
3.1.1	بلوچی کے تمام لہجوں کی رعایت

(1) یہ معلومات براہ راست "معاون مولف" سے حاصل کی گئیں۔ بروز بدھ 13 مارچ 2019ء۔

3.1.2	عربی الاصل الفاظ کا بھرپور استعمال
3.1.3	خاص نکتے کے لئے اصطلاحات کا اہتمام

3.1.1 بلوچی کے تمام لہجوں کی رعایت

بلوچی زبان کے تین لہجے ہیں: سلیمانی لہجہ، رخشانی لہجہ، مکرانی لہجہ۔ شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ مکران کے باشندے تھے، مگر انہوں نے اپنی تفسیر میں تینوں لہجوں کی جو رعایت کی ہے، ان کے چند نمونے پیش خدمت ہیں:

1۔اردو کے لفظ "بعد" کے لئے بلوچی میں متعدد الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مکرانی لہجے میں "بعد" کے لئے "رَنْد" متعارف ہے، جبکہ سلیمانی اور رخشانی لہجے میں "پَد" اور "پَدا" مستعمل ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ان دونوں لہجوں کی رعایت کی ہے۔ کبھی رند اور رندا کا لفظ لائے ہیں۔ اور کبھی پد اور پدا کا لفظ۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 233 کے ذیل میں حاشیہ نمبر 4 کے عنوان سے لکھا ہے:

"پت ءِ مرگ ءَ پد آئی سیادءُ وارثانی ذمہ داری انت کہ اے چکّ ءِ ھیال داری ءَ بکن انت الخ"[1] یعنی باپ کی وفات کے بعد اس کے رشتہ داروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بچے کی نگرانی اور حفاظت کا بندوبست کریں۔

2۔اسی طرح بلوچی لہجوں میں "کہا ہے" کے معنی کی ادائیگی کے لئے مختلف لہجے

---

(1) ضامرانی، عبدالغفار، شیخ، بلوچی تفسیر، کوئٹہ، ادارہ جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق، 2012ء، ص: 89۔

ہیں: رخشانی لہجے میں گُشْتَگَ، گُشْتَ ہے، جبکہ مکرانی لہجے میں گُشْتُ اور گُوَشْتُ دونوں مستعمل ہیں، چنانچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں کبھی گُشْتُ استعمال کرتے ہیں تو کبھی گُوشْتَگ، ملاحظہ ہو سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 50 کی تفسیر میں حاشیہ نمبر 4۔

"وتی صحابیاں گُشت کہ ایاشمازان اِت کہ شمئے پروردگارءَ چے گوشتگ؟ آیان گشت کہ اللہ ءُ آئی رسول بہتر زان انت"[1]

ترجمہ: "اپنے صحابہ کرام سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمھارے پروردگار نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں"

الغرض اس طرح کے نمونے پوری تفسیر میں جابجا موجود ہیں۔ اور تمام لہجوں کی رعایت کسی بھی تحریر میں ایک اچھی اور مثبت بات ہے تاکہ اس زبان کا ہر لہجہ بولنے والا اس تفسیر سے مستفید ہو سکے۔ مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو۔ ص: 805، 941، 953 وغیرہ۔

3.1.2 عربی الاصل الفاظ کا بھرپور استعمال

بلوچی زبان میں عربی الفاظ بکثرت پائے جاتے ہیں، اس کی وجہ بلوچستان میں عربوں کی آمد کا تاریخی پس منظر ہے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ موجودہ بلوچستان کے قدیم جغرافیائی محل وقوع سے متعلق مؤرخین کا خیال یہ ہے کہ عہد قدیم میں موجودہ بلوچستان ایران اور ہندوستان کے درمیان علاقہ غیر کی مانند تھا، یعنی بفرزون، اور کئی حصوں میں منقسم تھا، موجودہ افغانستان اس وقت خراسان کہلاتا تھا، جس میں ہرات اور غزنی شامل تھے۔ دوسرا سیستان (سجستان) جس میں دریائے

---

(1) بلوچی تفسیر، ص: 865، محولہ بالا

ہلمند، زرنج اور ازبکستان کے بعض علاقے شامل تھے اور تیسرا بلوچستان جس میں سیستان اور ازبکستان کے علاقوں کے علاوہ گنداوہ (قنذابیل) قیقان (قلات) یا تز قانہ، طوران، قصدار (خضدار) اور مکران، پنجگور (فنزبور) وغیرہ شامل تھے۔[1]

مذکورہ بالا بلوچستانی حدود میں عربی زبان کی آمد کب ہوئی؟ اس حوالے سے ایک عمومی خیال یہ پایا جاتا ہے کہ یہاں عربی زبان اس وقت پہنچی جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں 23ھ بمطابق 643ء کو ربیع بن زیادؓ کے ہاتھوں مکران فتح ہوا اور یہیں سے مسلمان آگے بڑھ کر 44ھ بمطابق 664ء میں خضدار پر قابض ہوئے اور اسے دارالحکومت بنایا[2] اور یوں عربی زبان اس خطے میں پھیل گئی ۔۔۔ تاہم بعض محققین نے تاریخی شواہد کی روشنی میں زمانہ قبل اسلام سے یہاں پر عربی زبان کی آمد ثابت کی ہے ۔ بہر حال بلوچستان میں ما قبل اسلام سے عربی زبان آئی ہو یا بعد از اسلام، دونوں صورتوں میں اس کی آمد سے بلوچی زبان میں عربی کی آمیزش بہت زیادہ ہوئی۔

قدیم بلوچ شعراء اور ادباء بلا تکلف اپنی نظم و نثر میں عربی الاصل الفاظ کا بھرپور استعمال کرتے آرہے ہیں ۔ مگر اب جدید محققین اور ماہرین بلوچی دو گروہوں میں تقسیم ہیں، ایک جماعت حسب سابق اس بات پر قائم ہے کہ بلوچی میں رائج عربی الفاظ بدستور استعمال ہونے چاہئے، جبکہ جدت پسند طبقہ یہ خواہاں ہے کہ کسی نہ کسی طرح بلوچی کا دامن عربی کے الفاظ سے چھڑا لیا جائے ۔ لیکن شیخ ضامرانی نے اپنی "بلوچی تفسیر" میں عربی الاصل الفاظ کا بھرپور استعمال کیا ہے تاکہ بلوچی

(1) اختر علی خان بلوچ، بلوچستان کی نامور شخصیات، کراچی، رائل بک ڈپو، 1994ء، ج3 ص:314۔

(2) ایضاً

زبان کا رشتہ دینی ورثے اور دینی اصطلاحات سے کٹنے نہ پائے، چنانچہ:

1۔ عربی ناموں کو وہ عربی حروف تہجی کے مطابق لکھتے ہیں: جیسے محمد،[1] جسے جدید ماہرینِ زبان مھمد لکھنے پر مصر ہیں، احمد کو اھمد بنا دیا گیا ہے، محمود کو مھمود لکھا جا رہا ہے۔ الغرض عربی تلفظ اور حروف تہجی کے ساتھ ناموں کا لکھنا شیخ ضامرانی کی تفسیر کی وہ خصوصیت ہے جو بلوچی زبان کو دینی ورثے سے جوڑ دیتی ہے۔

2۔ بلوچی اور عربی کے باہمی تعلق و آمیزش سے متعلق دوسری بات یہ ہے کہ بلوچی کے حروف تہجی کو نہایت محدود کیا گیا ہے اور یکے بعد دیگرے تمام عربی حروف ہجا کو بلوچی سے نکال دینے کی کوشش کی گئی ہے لہذا جس لفظ میں عربی حروف ہجا پائے جاتے ہیں انہیں غیر عربی حروف ہجا سے بدل کر ادا کیا جاتا ہے۔ جیسے قرآن کو کرآن، فضل الرحمٰن کو پزلُ رامان وغیرہ وغیرہ، مگر شیخ ضامرانی نے پورے اعتماد اور اہتمام کے ساتھ عربی حروف ہجا پر مشتمل بلوچی الفاظ کو اسی شکل و ہیئت کے ساتھ لکھا ہے۔ مثلاً

"قران ءِ وانگ ءِ وہد اچو کا فرانی پیا شور کنگ، آئی تہا غورءُ فکر نہ کنگ ءِ آئی فہمگ ءِ کوشست نہ کنگ۔[2]

ان عبارات میں ت۔ف۔غ۔ یہ حروف جو اصلاً عربی کے ہیں اور انہیں جدید ماہرین بلوچی نے بلوچی حروف ہجا سے نکال دیا ہے۔ چنانچہ وہ اس عبارت کو یوں لکھتے ہیں۔ "کران ءِ وانگ"، "چو

---

(1) بلوچی تفسیر، ص860، محولہ بالا۔

(2) بلوچی تفسیر، ص:862، محولہ بالا۔

کاپرانی"، "گورءُ پکر"، آئی پھمگ" جیسی شکل میں لکھتے ہیں۔

یہ اہتمام شیخ ضامرانی کی تفسیر کی وہ خصوصیت ہے جو بلوچی زبان وادب کی ایک عظیم خدمت شمار کئے جانے کے لائق ہے۔اور عربی الاصل الفاظ اور حروف ہجا کا استعمال تفسیر ہذا کے ہر صفحے پر ملے گا۔ مثلاً533،515،488،470،105،89،77،72،63،33وغیرہ۔

3.1.3 خاص نکتے کے لئے اصطلاحات کا اہتمام

"بلوچی تفسیر" کی ایک قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ تفسیر کے دوران مصنف جب کسی خاص نکتے کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے مختلف اصطلاحات کی صورت میں عنوان دیتے ہیں۔ مثلاً:

1۔ دلگوش: دل کا معنی تو دل ہے۔ گوش کا معنی ہے کان، مطلب ہوتا ہے دل کے کانوں یعنی مکمل توجہ کے ساتھ یہ بات ملاحظہ ہو ۔یہ اصطلاح پوری تفسیر میں جابجا ملتی ہے ۔مثلاً ص:669،350،424۔

2۔ آگاہی: خبر دار کرنا۔ اس اصطلاح کا بھی عموماً استعمال اسی نوعیت کے کسی خاص نکتے اور بات کی طرف توجہ مبذول کرانے کے لئے ہوتا ہے۔ مثلاً ص: 659 پر آگاہی کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"آگاہی: افسوس کہ مرچی بازیں مسلمانان وتی دعوتءِ بنیاد
وتی پیرءُ بزرگانی بے بنیادءُ دروگیں کسّہانی سرا ایرکنگ

انت"[1]

یعنی: افسوس کہ آج کل بعض مسلمانوں نے اپنی دعوت کی بنیاد اپنے پیر و بزرگوں کے بے بنیاد اور جھوٹے قصوں پر رکھی ہے۔

3۔ فائدہ: فائدہ کے عنوان اور اصطلاح سے مصنف اسی نوعیت کی نکات اور علمی نوادرات بیان کرتے ہیں اور تفسیر کے بے شمار مقامات پر اس نوعیت کے "فوائد" ملیں گے۔ مثلاً 333،670۔

3.2: "بلوچی تفسیر" کے فکری امتیازات

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کی "بلوچی تفسیر" گوناگوں خصوصیات سے بھرپور ہے، جدید تمدن اور نظریات کے تناظر میں یہ تفسیر بہت سے فکری خصائص پر مشتمل ہے، مختلف فکری موضوعات کے حوالے سے مصنف نے دوٹوک انداز میں قرآن و سنت کی روشنی میں مختصر مگر جامع طور پر اپنے نتائج فکر پیش کئے ہیں۔ ذیل میں چند نکات کی شکل میں یہ فکری خصائص بیان کئے جاتے ہیں:

3.2.1: مغربی جمہوریت پر تنقید

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ مغربی جمہوریت کے بہت بڑے ناقد تھے، مغربی جمہوریت پر بھرپور اور جامع تنقید انہوں نے اپنی ایک مستقل تصنیف "الجمہوریہ کفر و نظام غیر معقول "میں کی

(1) بلوچی تفسیر، ص:659 محولہ بالا۔

ہے، جو غیر مطبوع ہے۔ تاہم "بلوچی تفسیر" میں بھی انہوں نے کئی مقامات پر مغربی جمہوریت کے تصور پر کھل کر عالمانہ تنقید کی ہے۔

سورۃ الحج کی درج ذیل آیت:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۴۱﴾[1]

ترجمہ: وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین پر اقتدار و اختیار دیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوۃ ادا کریں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں۔ اور تمام کاموں کی عاقبت اللہ کے لئے ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی حکومت کے مقاصد و اہداف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مغربی جمہوریت پر تنقید بھی کی ہے:

"اے آیت ءِ تہا اسلامی ملکانی بنکی ھدف ءُ مقصد بیان کنگ بوتگ انت، کہ خلافت ءِ راشدہ ءُ اید گہ بازیں اسلامی حکومتانی زمانگ ءَ آیانی سرا عمل کنگ بوتگ، گڈا تاریخ گواہ انت کہ آ پیمین عدل ءُ انصاف ءُ امن ءُ سکون ءُ وشحالی دگہ کس ءَ آورت نہ کتگ، ءُ آزمانگ ءَ چو کہ مسلمان سربلند ءُ کامیاب بوتگ انت، تاریخ آئی درور ءَ ہم پیش داشت نہ کنت، مروچی کہ مسلمانان اے بنکی ھدف ءُ مقصد ویل کتگ انت، ءُ آیان کارمرزنہ کن انت پمشک ءَ اے ملکانی تہا فساد ءُ خونریزی ءُ بے

(1) سورۃ الحج (22): 41

ایمنی ہچ ہبرے نہ ئے ، تا ہما و ہدا کہ کہ اسلامی حکومت
قرآن پاک ءِ بیان کتگیں اصول ءُ نماز ءِ ادا کنگ ءُ زکات ءِ
دیگ امر بالمعروف ءُ نہی عن المنکر ، اے درائیں چیزانی سرا
عمل نہ کن انت ، ءُ اللہ پاک ءِ دین ءِ بدل ءَ آ مغربی نظام ءُ
جمہوریت دُ بے دینیءَ ویل نہ کن انت آ ہجبرہ شحال بوت نہ
کن انت ، آپہ بن کا فرانی دست ءِ چیرءَ بنت ءُ غلامی ءِ زندگی
گوازین انت "[1]

"اس آیت میں اسلامی حکومت کے بنیادی مقاصد کا بیان ہے
کہ خلافت راشدہ اور دیگر اسلامی حکومتوں میں جب ان
مقاصد کی پاسداری کی گئی تو تاریخ گواہ ہے کہ اس جیسا عدل
وانصاف اور امن سکون اور خوشحالی کہیں دیکھنے کو نہ ملی۔ اور
اس دور میں مسلمان جس طرح کامیاب اور سر بلند تھے
تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

آج مسلمانوں نے جب ان بنیادی مقاصد واہداف
کو ترک کر دیا ہے تو ان میں قتل وخونریزی اور فساد وبدامنی کا
دور دورہ ہے جب تک اسلامی حکومت قرآن پاک میں بیان
کردہ اصول اور نماز وزکوۃ کی ادائیگی اورامر بالمعروف و نہی

(1) بلوچی تفسیر، ص:802، محولہ بالا۔

عن المنکر جیسی ذمہ داریوں پر عمل نہیں کرتی اور اللہ تعالیٰ
کے پاک دین کے بدلے مغربی نظامِ جمہوریت کو نہیں
چھوڑے گی وہ کبھی خوشحال نہیں بن سکتی۔ وہ ہمیشہ کے لئے
کفار کی غلامی اور زیردستی میں چلے جائیں گے۔"

مصنف نے مزید اہداف و مقاصد پر روشنی ڈالنے کے بعد مغربی جمہوریت کے مقابلے میں بطور مثال سعودی طرز حکومت کو پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"جیسا کہ سعودی حکومت ان تمام چیزوں پر عمل پیرا ہے اور
اس نے یہ بندوبست کیا ہے کہ ملک کے اماموں اور دعوت
دین سے وابستہ علماء کی معاونت کرتی ہے۔ اگرچہ ابھی تک
ابتدائی پیمانے پر ہے مگر پھر بھی یہ احکامات نافذ ہیں تو ہم دیکھ
سکتے ہیں کہ خوشحال اور پر امن ہیں، یہ اس وقت تک ان کو
نصیب ہوتی نہیں ہو گی جب تک کہ وہ انہی اسلامی اہداف کی
تکمیل کے جذبے سے حکومت کرتے رہیں گے، اب جو
حکومت ان چیزوں کو درخوراعتناء نہیں سمجھتی تو اسے ڈرنا
چاہیے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ اس حکومت کی مدد کریں گے
؟"۔[1]

مغربی جمہوریت پر تنقید کے حوالے سے دو باتوں کی وضاحت اس موقع پر ضروری ہے۔

---

(1) بلوچی تفسیر، ص: 802 محولہ بالا۔

پہلی بات یہ ہے کہ علمی وفکری طور پر اگرچہ مصنف نے جمہوری نظام پر بھرپور تنقید کی ہے ،اور اپنی مستقل تصنیف میں اسے کافرانہ نظام قرار دیاہے۔ مگر عملی طور پر وہ پاکستان میں اسلامائزیشن کے عمل تطہیر سے گزرنے والی ''جمہویت'' کا حصہ بھی رہے،اور جمعیت علماء اسلام'' پاکستان کے تحت کسی زمانے میں جمہوری جدوجہد میں شریک بھی رہے اور مکران سے جمعیت نے انہیں ''MNA'' کا ٹکٹ بھی ایک دفعہ جاری کیا تھا۔ اس کے بعد وہ جمعیت اہل حدیث مکران کے تحت بھی سیاسی جدوجہد کرتے رہے۔[1]

3.2.2 اسلامی نظام کی فوقیت کا اثبات

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''بلوچی تفسیر'' میں مغربی نظام جمہوریت پر صرف تنقید پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ انہوں نے متعدد مقامات پر اسلامی نظام حکومت اور نظام سیاست ومعیشت کے مثبت پہلو بھی اجاگر کئے ہیں۔ اور اسلامی نظام کی دیگر نظاموں کے مقابلے میں برتری مدلل انداز میں ثابت کیاہے۔

(الف) اسلامی نظام حکومت میں عہدہ کی حیثیت

اسلامی نظام حکومت میں عہدہ اور سربراہی کو ایک مسؤلیت اور امانت قرار دیا گیاہے، کوئی ایسا حق نہیں ہے جسے حاصل کرنے کے لئے انسان جدوجہد کرے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ألإمام راع و مسؤل عن رعيته[2]

(1) عزیزالرحمٰن ضامرانی، انٹرویو، محولہ بالا۔

(2) صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، رقم الحدیث: 893 محولہ بالا

یعنی امام (سربراہ حکومت) نگران ہے اور جن کی نگرانی ان کے سپرد ہے ان کے بارے میں اس کو جواب دہی کرنی ہوگی۔ اسی تناظر میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ نساء کی آیت نمبر 58 :

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ﴾[1]

ترجمہ: "بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے حق داروں کے حوالے کرو۔

کے ذیل میں تفصیلی بحث کے بعد لکھا ہے:

ہمے پیما عہدہ ءُ منصب ہر چیکہ ہست حاکم ءُ کماشان باید انت کہ آیاں امانت داریں ،عاقلیں ،ءُ زانتکاریں مسلمانان بہ دینت ،ہر کس کجام منصب ءِ کہ لائق انت آئرا ہما منصب دیگ بہ بیت ۔ہشک ءَ سیاسی ءُ وارشتی بنیاد ءَ منصب ءُ عہدہ دیگ جائز نہ انت،ءُ قرآن ءِ خلاف انت[2]

"اسی طرح عہدہ اور منصب جتنے بھی ہیں حاکم اور معتبر لوگ انہیں امانت دار، عقلمند اور صاحب تجربہ لوگوں کے سپرد کریں، جو جس منصب کے لائق ہے اسے اسی کے سپرد کریں ،سیاسی اور وراثتی بنیادوں پر عہدہ اور منصب دینا جائز نہیں ہے قرآن کی تعلیمات کے خلاف ہے"

---

(1) سورۃ النساء (4) : 58

(2) بلوچی تفسیر، ص:502 محولہ بالا۔

(ب) حکمرانوں کی شرط اطاعت

اسلامی نظام حکومت میں حکمرانوں کی اطاعت کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کی آیت ہے

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ﴾[1]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو اور اولو الامر کی"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

> "(اولی الامر منکم) سے مراد صاحب اختیار لوگ ہیں، بعض کے نزدیک اس سے مراد حکام وامراء ہیں، اور بعض کے نزدیک علماء و فقہاء، تاہم دونوں اعتبار سے دونوں مراد ہو سکتے ہیں"۔[2]

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو واضح کرنے کے بعد لکھا ہے:

> "پھر امراء اور حکام کی اطاعت بھی فرض ہے کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات نافذ کرنے والے ہوتے ہیں۔ یا امت کے اجتماعی مصالح کا انتظام کرتے ہیں، تاہم حکمرانوں کی اطاعت مقید اور مشروط ہے، مستقل چیز نہیں

---

(1) سورۃ نساء (4) : 59

(2) بلوچی تفسیر، ص:206، محولہ بالا۔

ہے اسی وجہ سے ''اولی الامر'' کی باری پر ''أطیعوا'' کا لفظ ذکر نہیں کیا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ حکمرانوں کی اطاعت اس وقت تک جائز اور ضروری ہے کہ وہ اللہ اور رسول کے راستے پر ہوں وگرنہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی میں ان کی پیروی نہیں کی جاسکتی۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: لا طاعة لمخلوق فی معصیةالخالق(مسند أحمد، تحقیق: احمد شاکر، حدیث نمبر: 20534) اسی طرح ایک اور روایت میں ہے: لاطاعة فی معصیة الله: ''کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں'' (صحیح مسلم ،کتاب الأمارہ ،باب لاطاعة فی معصیة الله)
یعنی اگر حاکم کسی وقت ایک ایسا حکم نافذ کرے جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے خلاف ہے تو اس میں حاکم کی فرمانبرداری فرض نہیں ہے''[1]

تو یہ بات اسلامی نظام حکومت کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت ہے کہ اس میں حکمرانوں کو مطلق العنان نہیں چھوڑا گیا کہ جو حکم وہ نافذ کریں اس کا ماننا ضروری ہو، بلکہ انہیں قرآن و حدیث کا پابند بنایا گیا ہے کہ اس کے مطابق حکم ہو تو مانا جائے ورنہ رد کر دیا جائے۔

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:206، محولہ بالا۔

(ج) نفاذ اسلام امن کا ذریعہ ہے:

قرآن پاک کی آیت:

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ [1]

ترجمہ: "اور تمھارے لئے قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو! تاکہ تم بچ سکو (خون ریزی سے)"۔

اس آیت کے ذیل میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی نظام کی افادیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"بزاں ہر ملک کہ آئی تہا اسلام ءِ نظام قصاص جاری بہ بیت آملک امن ءُ سکون بیت ، سعودی مسلمانانی چم ءِ دیما انت ۔اودا کہ اسلامی قانون ہست انت آ امن ءُ سکون ءِ تہا چہ درھیں ملکاں دیما انت" [2]

"جس ملک میں اسلام کا نظامِ قصاص جاری ہو اس ملک میں امن و سکون کا راج ہو گا ۔ سعودی حکومت مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے ہے جہاں اسلامی قانون ہے وہ امن و سکون کے حوالے سے دوسرے تمام ملکوں سے زیادہ ترقی یافتہ ہیں"۔

(د) اسلامی نظام معیشت غربت کے خاتمہ کا ذریعہ ہے

---

(1) سورۃ البقرہ (2) : 179

(2) بلوچی تفسیر، ص:66، محولہ بالا۔

سورۃ بنی اسرائیل کی آیت:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ﴾[1]

ترجمہ: "اور قتل نہ کرو اپنی اولاد کو تنگدستی کی وجہ سے، ہم تمہیں رزق دیں گے اور انہیں بھی"

شیخ ضامرانی نے مختلف احادیث وآیات کی روشنی میں اس آیت کی تفسیر کرنے کے بعد لکھا ہے:

"حقیقت ءَ اگن چارگ بہ بیت گڈا اشر سمجھا کئیت کہ معیشت ءِ نہ پجگے اصل سبب آبادی ءِ بازی نہ انت ،بلکیں وسائلانی غیر منصفانہ تقسیم انت۔ اگن اسلامی نظام ءِ معیشت زورگ بہ بیت گڈا دنیا یا ہچ غریب پہ شدا بزگ نہ بیت ۔دنیائے تہا ہنوں وسائل بازانت بلے آچیزے مردمانی دستاینت، ءُ چو دادر نیاینت۔"[2]

"حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو معیشت کے برداشت نہ کرنے کی وجہ آبادی میں اضافہ نہیں ہے بلکہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ اگر اسلامی نظام معیشت اختیار کیا جائے تو دنیا میں کوئی غریب بھوک کی وجہ سے پریشان نہ ہو گا۔ دنیا میں اب وسائل کی بہت فراوانی ہے لیکن وہ چند مخصوص

---

(1) سورۃ الانعام (6) : 151

(2) بلوچی تفسیر، ص: 362، محولہ بالا۔

لوگوں کے قبضے میں ہیں اور ان کے ہاتھ سے نہیں نکلتے"۔

3.2.3 عقل پرستی پر تنقید

جدید دور میں بعض عقل پرست دینی امور اور شرعی احکامات کو اپنی عقل پر پیش کر کے رد و قبول کا فیصلہ اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ اگر وہ ان کے عقلی پیمانوں پر پورا اترتا ہے تو قابل قبول، اگر ان کے عقل و فہم میں نہ آنے والی بات یا حکم ہے تو اسے رد کر دیتے ہیں۔

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے عقل پرستوں پر اپنی تفسیر میں کھل کر تنقید کی ہے، سورۃ المؤمن کی درج ذیل آیت:

﴿اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا﴾[1]

ترجمہ: "آگ ان پر پیش کی جائے گی صبح شام"

اس آیت کی تفسیر میں عذاب قبر کے اثبات پر دلائل سے مفصل بحث کی ہے، اور آخر میں "دلگوش" کے عنوان سے لکھا ہے:

"ہے وڑازانگ لوٹیت کہ ہر مردم ہر کجا کہ بمریت آئی قبر ہما
انت اگاں آئرا رسترے بو ارتائی قبر ہمائی لاپ انت ءُ آئی
ساب ءُ واد دریا ہما دابنت، اللہ ءِ دست ءَ ہیچ کار گراں نہ انت
۔پمشا اے وڑیں جاگہاں عقل ءِ گیشیں تاچینگ مردم ءَ پہ
گمراہی ءِ چات ءَ سرکنت۔اے ہبر ءِ سراسر جمیں یقین آرگ

(1) سورۃ المؤمن (40): 46

لوٹیت کہ برزخ ءِ عذاب بر حق انت توری آئی شکل کجام بہ بیت"۔[1]

"اسی طرح جاننا چاہیے کہ جو آدمی جہاں وفات پاتا ہے اس کی قبر وہی ہے۔ اگر اسے کوئی جانور کھا جائے تو اس کی قبر اس کا پیٹ ہی ہو گا اور اس کا حساب و کتاب سب اسی پیٹ میں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی کام مشکل نہیں، وہ ہر کام پر قادر ہے، اسی وجہ سے ایسی چیزوں میں عقل دوڑانا انسان کو گمراہی تک لے جاتا ہے۔ اسی بات پر بھرپور یقین رکھنا ضروری ہے کہ برزخ کا عذاب برحق ہے، چاہے اس کی شکل کچھ بھی ہو"۔

3.2.4 خاندانی منصوبہ بندی پر فاضلانہ تبصرہ

عصر حاضر کے فکری مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ملکی معیشت کے حوالے سے خاندانی منصوبہ بندی کے کردار اور اہمیت کا مسئلہ ہے، ملکی معیشت کی کمزوری کا سبب آبادی میں اضافہ کو گردانا جاتا ہے کہ آبادی میں اضافے کی وجہ سے ملکی معیشت پر بوجھ بڑھ جاتا ہے کہ وسائل کم ہیں اور افراد زیادہ، شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس فکر پر تنقید کی ہے۔

سورۃ الانعام کی آیت:

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:1065، محولہ بالا۔

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ﴾ ۚ [1]

ترجمہ:(اے پیغمبر! ان سے) کہو: آؤ، میں تمھیں پڑھ کر سناؤں کہ تمھارے پروردگار نے (درحقیقت) تم پر کون سی باتیں حرام کی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو۔ ہم تمھیں بھی رزق دیں گے اور ان کو بھی"۔

اس آیت کی تفسیر میں حاشیہ نمبر 4 میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

اس طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۳۱﴾ [2]

ترجمہ:" اور قتل نہ کرو اپنی اولاد کو بھوک کے خوف کی وجہ سے ہم انہیں بھی رزق دیں گے او ور تم کو بھی، بے شک ان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے"۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے، آپ نے فرمایا کہ:"یہ کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ یہ کہ تم اولاد کو بھوک وافلاس کے خوف سے قتل کرو کہ وہ تمھارے ساتھ کھانا کھائے گا۔ میں نے پوچھا کہ پھر

---

(1) سورۃ الانعام (6): 151

(2) بنی اسرائیل (17): 31

کون سا گناہ ؟تو آپ نے فرمایا کہ :یہ کہ تو اپنے ہمسایے کی بیوی سے بدکاری کرے"(صحیح بخاری ،کتاب الادب ،باب قتل الولد خشیة أن یأکل معه)" [1]

اس تشریح کے بعد شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید لکھا ہے:

"مروچ ءَ اے خاندانی منصوبہ بندی کہ شنگ انت۔ آئی نیمگ ءَ تو ار جنوکانی گشگ ہمیش انت کہ چہ بازیں چکے آرگ ءَ معیشت سرگردانی کنئیت ،ءُ آیانی رودینگ گران بئیت ۔ قرآنءِ اے آیت ءُ پیغمبرءِ اے حدیث اشی نہ منت ،ءُ اشی رداکن انت کہ چکانی کشگ پہ اے ترس ءَ کہ آمعیشت سرا ڈول بہ ینت یک بے حقیقتیں ہبرے ،ءُ مزنین گناہے ،اے جائز نہ انت پرچہ کہ اشانی روزیءِ ،ءُ رودینگے ذمہداری اللہ ءَ زرتہ۔ اللہ کس ءَ بے روزی نہ کنت۔ شیک سعدی رحمۃ اللہ علیہ یک لطیفہءِ ذکر کنت کہ یک مردے ءَ چکے دنتاں رست انت ۔ گڈا پت چہ چکے دنتانانی ردگ ءَ پریشان بوت جنین ءَ گوشت تو پرچہ پریشانءِ۔ پت ءَ گوشتکہ اشی دنتان رستگ انت نوں اے نان لوٹیت۔ چک مات ءَ گوشت آن کس کہ دندان دہد آناں دہد۔" تو پریشان مبو آئی کہ اشرا دنتاں داتہ آئرا روزی ہوں انت۔ حقیقت ءَ اگن چارگ بہ بیت گڈا اشر سمجھا

(1) بلوچی تفسیر، ص:362، محولہ بالا۔

کثیت کہ معیشت ءِ نہ پچگے اصل سبب آبادی ءِ بازی نہ انت بلکیں و سائلانی غیر منصفانہ تقسیمانت ۔اگن اسلامی نظام معیشت زورگ بہ بیت گڈا دنیایا ہیچ غریب پہ شدا بزگ نہ بیت ۔دنیائے تہاہنوں وسائل سک باز انت بلے آچیزے مردمانی دستاینت،ءُچو دادر نیاینت"۔(1)

"آجکل جو خاندانی منصوبہ بندی کا رواج ہے،اس کی دعوت دینے والوں کا کہنا یہی ہے کہ زیادہ بچے پیدا کرنے سے معیشت پر بوجھ پڑتا ہے۔اور ان کو پالنا مشکل ہوگا، قرآن پاک کی یہ آیت اور پیغمبر کی یہ حدیث مبارک اس بات کی تردید کرتی ہیں ۔کہ اولاد کو اس وجہ سے قتل کرنا کہ وہ معیشت پر بوجھ بن جاتی ہیں ایک بے بنیاد بات ہے اور بڑا گناہ ہے ،یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ان کی روزی اور پرورش کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے،اللہ کسی کو بے روزی نہیں کرتا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لطیفہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی کو اولاد ہوئی ۔بچے کے جب دانت نکلنے لگے اس کا باپ ان دانتوں کے نکلنے سے پریشان ہوگیا۔بیوی نے پریشانی کی وجہ پوچھی،باپ نے جواب دیا کہ اس کے دانت بڑے ہوگئے تو

(1) بلوچی تفسیر،ص:362، محولہ بالا۔

روٹی مانگنا شروع کرے گا۔بیوی نے کہا :"آن کس کہ دندان دہد آنان دہد"، یعنی جو دانت دیتا ہے وہ کھانا بھی دے گا، آپ پریشان مت ہوں۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو اچھی طرح یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ معیشت کا ناکافی ہونا آبادی میں اضافہ کے سبب نہیں بلکہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔اگر اسلامی نظام معیشت اختیار کیا جائے تو دنیا میں کوئی غریب پریشان نہیں ہو گا۔دنیا میں اب وسائل بہت زیادہ ہیں لیکن چند افراد کے قبضوں میں ہیں ان کے ہاتھ سے نہیں نکلتے"۔

مزید بحث بنی اسرائیل کی آیت نمبر 31 کے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

3.2.3 اسلامی احکامات کے تمسخر کا برا انجام

بلوچی تفسیر کا مؤلف شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ جس علاقے سے تعلق رکھتے تھے وہ کمیونیزم سے شدید متأثر تھا، جدید ذہن اسلامی احکامات کے بارے میں معاندانہ رویّہ رکھتا تھا اور اسلامی احکامات کا تمسخر اڑانا ایک محبوب مشغلہ بن چکا تھا تو شیخ ضامرانی نے اپنی تفسیر میں ایسے لوگوں کو بُرے انجام سے خبر دار کیا چنانچہ سورۃ المائدہ کی آیت:

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۭ ﴾[1]

ترجمہ: "اور یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ہاتھ تو خود ان کے بندھے ہوئے ہیں ،اور جو بات انہوں نے کہی ہے اس کی وجہ سے ان پر لعنت پڑتی ہے ورنہ اللہ کے دونوں ہاتھ پوری طرح کشادہ ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے، او(اے پیغمبر!) جو وحی تم پر نازل کی گئی ہے وہ ان میں سے بہت سوں کی سرکشی اور کفر میں مزید اضافہ کرکے رہے گی"۔

اس آیت کی تفسیر میں "دلگوش" کے عنوان سے لکھا:

> " یہ بات واضح رہے کہ یہودی اللہ پر ایمان رکھتے تھے اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ اللہ بخیل نہیں ہے ، لیکن پھر بھی بے خبری اور مسلمانوں سے ضد و عناد میں زبان سے اللہ اور اس کے احکامات کی بے ادبی کرتے ،اسی بات پر وہ لعنت کے حقدار ٹھہرے اسی وجہ سے یہ جاننا ضروری ہے کہ جو آدمی لاپروائی سے دین ،اللہ یا اس کے احکامات کی بے ادبی اور گستاخی کرے گا، اگرچہ دل میں یہ بات دل سے ناپسند ہو اور اس کا یہ عقیدہ بھی نہ ہو تب وہ لعنت کا حقدار ہو گا، اور یہ بات کفر ہے، اور انسان کو اسلام سے نکال دے گی"۔[2]

---

(1) سورۃ المائدہ(5) : 64۔

(2) بلوچی تفسیر، ص:281، محولہ بالا۔

3.2.6 : مسلک حنفیّت کی تائید

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ اوّلاً حنفی تھے بعد میں سلفی بن گئے، اور سلفی بھی کسی حد تک متشّدد، مگر پھر بھی ان کی حقیقت پسندی اس بات سے ظاہر ہوتی ہے کہ جن مسائل میں انہیں احناف کی رائے دلائل کے اعتبار سے قوی معلوم ہو تو اس کی تائید بھی کرتے ہیں، چنانچہ سورۃ المائدہ کی آیت:

﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ﴾[1]

ترجمہ: "اور ہم نے اس (تورات میں) ان کے لئے یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان"

کے ذیل میں چند فوائد ذکر کئے ہیں، فائدہ نمبر 4 میں لکھتے ہیں:

> "اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر زمین کے مالک نے کسان کو قتل کیا تو اس کے بدلے مالکِ زمین کو قتل نہیں کیا جائے گا ، سوائے احناف کے، اور چند اہل علم کے کہ وہ کہتے ہیں مالک ہی قتل ہو گا، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بارے میں حدیث کہ غلام کے بدلے میں آزاد کو قتل نہ کیا جائے گا صحیح نہیں ہے۔ اس وجہ سے حنفیوں کی رائے زیادہ صحیح اور بہتر ہے، آیت کا ظاہر بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔"[2]

---

(1) سورۃ المائدہ (5): 45

(2) بلوچی تفسیر، ص:273، محولہ بالا۔

3.2.7: جدید مفکرین سے اخذ واستفادہ

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کی "بلوچی تفسیر" بیشتر طور پر قدیم تفسیری مآخذ کا خلاصہ ہے ، تاہم مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے جدید مفکرین سے اخذ واستفادہ سے بھی کام لیاہے، چنانچہ بعض مقامات پر مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات پر بھی اعتماد کیا ہے ۔سورۃ کہف کی آیت نمبر 83 میں "ذوالقرنین کون ہے" کے عنوان سے بحث کے دوران لکھاہے:

> "ابوالکلام آزاد کہتے ہیں: جو خصوصیات یہاں ذکر کی گئی ہیں وہ صرف فارس کے اس حکمران میں پائی جاتی ہیں جسے یونانی سائرساور عبرانی خوارس اور عرب اسے کیخسرو کے نام سے یاد کرتے ہیں "(ترجمان القرآن ص:401،400، طبع 1976 جولائی، اسلامی اکادمی لاہور)[1]

3.2.8 : فرقہ واریّت کی مؤثر تردید

"بلوچی تفسیر" کے فکری امتیازات میں قابل ذکر امر یہ ہے کہ اس میں کئی مقامات پر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ واریت کی مذمت کی ہے ،اس کے نقصانات گنوائے ہیں اور قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا مدلل رد کیاہے۔

سورۃ المؤمنون کی آیت:

﴿وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۵۲ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

(1) بلوچی تفسیر، ص:711, محولہ بالا۔

زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۵۳﴾[1]

ترجمہ: "اور حقیقت یہ ہے کہ یہی تمھارا دین ہے، (سب کے لئے) ایک ہی دین! اور میں تمھارا پروردگار ہوں، اس لئے دل میں (صرف) میرا رعب رکھو۔ پھر ہوا یہ کہ لوگوں نے اپنے دین میں باہم پھوٹ ڈال کر فرقے بنالئے۔ ہر گروہ نے اپنے خیال میں جو طریقہ اختیار کر لیا ہے، اسی پر مگن ہے"۔

اس آیت کے ذیل میں شیخ ضامرانی نے فرقہ واریت کے موضوع پر جامع بحث کی ہے:

"اس آیت میں فرقہ واریت کی مذمت کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ فرقہ بندی پر زور دیتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ وہ اس چیز کو نہیں دیکھ رہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی کی کتنی آیات میں مذمت بیان کی ہے۔ اور انہیں اس بات کی دعوت دی ہے کہ وہ توحید پر قائم رہیں اور اس پر یکجا ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪)[2]

ترجمہ: "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو" یعنی گمراہی سے بچنے کے لئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو،

---

(1) سورۃ المؤمنون (23): 52،53

(2) سورۃ آل عمران (3): 103

وحی کہ جو وہ قرآن و حدیث ہے۔ آگے صاف صاف کہا ہے کہ(وَّ لَا تَفَرَّقُوْا) کہ گروہ گروہ مت بن جانا، اور ایک اور مقام میں فرمایا:

(اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ؕ)(1)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر سے کہہ رہے ہیں کہ تجھ ان فرقہ بندوں سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ ان کا فیصلہ میرے پاس ہے کہ میں خود ان کو گروہ در گروہ ہونے کی سزا دیتا ہوں۔

سورۃ روم میں اللہ تعالیٰ مؤمنین کو حکم دیتا ہے کہ:

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۳۱ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۳۲ (2)

ترجمہ: ”اور نماز قائم کرو، اور ان لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہو جو شرک کا ارتکاب کریں۔وہ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکرے کر لیا، اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے، ہر گروہ اپنے اپنے طریقے پر مگن ہے“

(1) سورۃ الانعام(6): 159

(2) سورۃ الروم(30): 31،32

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے ابن کثیر کے حوالے سے لکھا ہے:

"ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کی فرقہ بندی کی مذمت کی ہے۔ اور یہ امت بھی فرقہ بندی میں پڑ گئی ہے ٹکڑوں ٹکڑوں میں بٹ گئی ہے، یہ سب گمراہی میں ہیں سوائے ایک جماعت کے جو اہل السنہ والجماعۃ کے نام سے متعارف ہے، وہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا ہے اور انہی پر قائم ہیں اور صحابہ وتابعین اور مسلم ائمہ کے منہج پر قائم ودائم ہیں، (تفسیر ابن کثیر)"(1)

اس کے بعد شیخ ضامرانی نے مزید لکھا ہے کہ:

"زانگ لوٹیت کہ صحابہ ءُ تابعین ءُ ائمہ مجتہد نیانی تہاوت ماوت ءَ اختلاف بوتگ، بلے آفرقہفرقہ نہ بوتگ انت، رندی اینانی پییا، بلکیں آیاں یک ءَ دگر ءِ پشت نماز کتگ، ءُ اشاں بیت اللہ ءِ تہا چار مصلی جوڑ کت، گڈا اے چاریں مصلیملک عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پروشت انت، ءُ کلیں مسلمانے لاچار کت انت کہ یکیں امام ءِ پشت نماز بوان انت، ءُ تاہنو بیت اللہ ءِ تہا یک مصلی ءِ ہست، ءُ قیادت مذہبی اودا مسلک سلفی ءِ سرا

(1) بلوچی تفسیر، ص:821، محولہ بالا۔

ینت۔"[1]

"جاننا چاہئے کہ صحابہ و تابعین اور مجتہد ائمہ کے درمیان بھی اختلاف تھا، لیکن بعد والوں کی طرح وہ فرقے میں نہیں بٹے ہوئے تھے، بلکہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھتے تھے ۔جبکہ انہوں نے تو بیت اللہ میں چار مصلّے بنائے ،ملک عبدالعزیز نے یہ سلسلہ ختم کر دیا اور تمام مسلمانوں کو مجبور کیا کہ وہ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھیں اور اب تک بیت اللہ میں ایک ہی مصلّی ہے اور مذہبی قیادت ادھر سلفی مسلک کے ہاتھ میں ہے۔"[2]

بیت اللہ میں مذہبی قیادت سلفیوں کے ہاتھ میں ہے اس کی حقیقت سے قطع نظر شیخ ضامرانی نے مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس مقام پر دل چسپ بات کی ہے کہ:

"مفتی رشید احمد نے اپنی ایک کیسٹ میں شکایت کی ہے کہ مذہبی قیادت سلفی علماء کے پاس ہے، اسی وجہ سے وہ اپنی عورتوں کو وصیت کرتے ہیں کہ حرم میں امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ہماری خواتین کی نیت نہیں کرتے ہیں ۔اور اس کیسٹ کا عنوان ہے :"غیر مقلدین کا آپریشن "،مطلب یہ کہ مفتی صاحب کی یہ بات فرقہ بندی کی طرف دعوت دینے کے مترادف ہے جو کہ

(1) بلوچی تفسیر، ص:821، محولہ بالا۔

(2) بلوچی تفسیر، ص:821، محولہ بالا۔

مسلمانوں کو دی جارہی ہے فلا حول ولا قوۃ اِلا باللہ "۔[1]
شیخ ضامرانی نے اس مقام کے علاوہ درج ذیل مقامات پر بھی فرقہ بندی کا موضوع زیر بحث لایا ہے:
سورۃ آل عمران آیت نمبر 102، سورۃ الانعام آیت: 159، سورۃ الزمر آیت: 32 وغیرہ

3.3: بلوچی تفسیر کا اصلاحی پہلو

شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کی "بلوچی تفسیر" علم تفسیر کے بیشتر فنی تقاضوں کی جامع تفسیر ہے، بطور خاص اصلاحی تناظر میں یہ متعدد پہلوؤں کو سموئے ہوئے ہے، ان اصلاحی پہلوؤں میں سے چند پہلو قدرے تفصیل سے حسبِ ذیل ہیں:

3.2.1: سلف صالحین کے واقعات و تجربات کا ذکر

بلوچی تفسیر میں مؤلف نے جابجا سلف صالحین کے واقعات اور تجربات بیان فرمائے ہیں، جو "احسن القصص" کے بمصداق عملی زندگی میں رہنمائی اور جذبہ عمل کا ذریعہ ہیں۔ ایسے واقعات اور تجربات میں سے چند پیش خدمت ہیں:

(I) مولانا ابو الکلام آزاد کا تجربہ

سورۃ القمر کی درج ذیل آیت:

---

(1) بلوچی تفسیر، ص: 821، محولہ بالا۔

﴿وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۲۲﴾[1]

ترجمہ: "اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمان القرآن۔ج۔1 ص:17 کے حوالے سے لکھا ہے:

> "مولانا ابو الکلام آزاد فرماتے ہیں کہ میں نے تجربے کے لئے سورۃ البقرہ کا مجرد ترجمہ ایک پندرہ برس کے لڑکے کو دیا، جو اردو کی آسان کتابیں روانی کے ساتھ پڑھ لیتا تھا، پھر ہر موقع پر سوالات کر کے جانچا، جہاں تک مطلب سمجھ لینے کا تعلق ہے وہ ایک مقام پر بھی نہ اٹکا، اور تمام سوالوں کا جواب دیتا گیا"۔[2]

(ii) قاضی فضیل بن عباس رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

سورۃ الحدید کی آیت:

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ﴾[3]

---

(1) سورۃ القمر(54):17

(2) بلوچی تفسیر، ص:1178، محولہ بالا۔

(3) سورۃ الحدید(57) : 16

ترجمہ: ”کیا اب تک ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الہی سے اور جو حق اتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں“۔

اس آیت کے تحت شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے:

”قاضی فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم متقی بزرگ تھے ،ان کے بارے میں لکھا ہے کہ پہلے وہ ایک بڑے چوراور ڈاکو تھے، ایک بار چوری کی نیت سے ایک گھر میں جاتے ہیں ،جب گھر کے قریب پہنچتے ہیں تو وہ گھر والا اسی آیت کی تلاوت کررہا ہوتا ہے کہ:” کیا اب تک ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الہی اور جو حق اتر چکا ہے اس سے نرم ہو جائیں، جب فضیل کے کانوں میں آیت پڑتی ہے تو کہتا ہے:”بلی واللہ قد آن“ ”اللہ کی قسم وہ وقت آپہنچا“، تو اسی موقع پر توبہ کرلیتے ہیں، بعد میں بڑے عبادت گزار بزرگ بن جاتے ہیں (کتاب التوابین ،لِابن قدامہ المقدسی، کتاب السیر)۔ [1]“

(iii) لقمان حکیم کا حکمت بھرا قصہ

لقمان حکیم ایک دانا شخصیت گزرے ہیں، ان کی حکمت بھری باتوں سے تاریخ و حکمت کی

(1) بلوچی تفسیر، ص:1199، محولہ بالا۔

کتابیں بھری پڑی ہیں۔ قرآن پاک کی ایک سورۃ بھی ان سے منسوب ہے،اس سورت میں بھی ان کی بہت سی حکیمانہ باتیں منقول ہیں۔اسی سورۃ کی آیت نمبر 12 کی تفسیر میں شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب مگر پر حکمت واقعہ نقل کیا ہے:

"لقمان علیہ السلام ایک حبشی غلام تھے۔اس کے مالک نے اسے ایک بکرا ذبح کرنے کے لئے دیا۔اور کہا کہ اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت سے دو بہترین ٹکڑے اس کی خدمت میں لائیں۔اس نے ذبح کر کے دل اور زبان لا کر خدمت میں پیش کئے۔ تھوڑی دیر بعد مالک نے ایک اور بکرا دیا کہ اسے بھی ذبح کر ڈالو،اور اس کے گوشت میں سب سے بدترین دو ٹکڑے لا کر پیش کرو۔اس بار بھی اس نے زبان اور دل لا کر پیش کر دیئے،تو مالک نے اس سے وجہ پوچھی کہ یہ کیسی بات ہے، میں نے دو بہترین ٹکڑے کی فرمائش کی تو تم نے زبان و دل لائے اور جب دو بدترین ٹکڑے کا مطالبہ کیا تو بھی تم نے یہی دو چیزیں لائیں ؟۔لقمان حکیم نے جواب دیا کہ اگر یہ دونوں (زبان و دل) ٹھیک ہو جائیں تو ان سے اچھی چیز کوئی نہیں،اور اگر یہ دونوں بگڑ جائیں تو ان سے بدتر چیز بھی کوئی نہیں۔(تفسیر ابن کثیر)[1]"

---

(1) بلوچی تفسیر،ص:949، محولہ بالا۔

3.2.2: ادعیہ مأثورہ کا ایک وسیع ذخیرہ

اصلاح نفس کا اعلیٰ ترین معیار اتباع سنت ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾[1]

ترجمہ: ”آپ کہہ دیجئے! کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کیا کرو۔

جناب رسول اللہ ﷺ کی اتباع ایک ہمہ پہلو عمل ہے جو زندگی کے تمام شعبوں اور امور پر مشتمل ہے، تاہم اس کا ایک خاص پہلو ان مسنون دعاؤں کا اہتمام ہے جو مختلف مواقع پر آپ سے منقول ہیں۔ بلوچی تفسیر کی ایک نمایاں خصوصیت یہی ہے کہ مصنف نے اس میں متعلقہ مقامات پر ادعیہ مأثورہ کا ایک وسیع ذخیرہ جمع کیا ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

(i) پریشانی اور مصیبت کے وقت کی دعا:

سورۃ البقرہ کی آیت:

﴿الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۱۵۶ۭ﴾[2]

ترجمہ: ”جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں“

اس آیت کے تحت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”یعنی زارو فریاد نہیں کرتے ہیں بلکہ تقدیر خداوندی پر راضی

---

(1) سورۃ آل عمران(3): 41

(2) سورۃ البقرۃ(2):156

ہو کر کہتے ہیں : اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ،اور حدیث میں آیا ہے کہ اس کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھنی چاہئے :"اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا"(اے اللہ مجھے اس مصیبت پر اجر دے ،اور جانے والے کی جگہ اچھا بدلہ عطا فرما)۔(صحیح مسلم ،کتاب الجنائز ،باب مایقال عندالمصیبة)(1)

(ii) دشمن سے حفاظت کی دعا

سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر27 کے ذیل میں لکھا ہے:

"اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر محمد ﷺ کی مبارک عادت یہ تھی کہ جب بھی انہیں کسی دشمن کا اندیشہ ہوتا تو یہ دعا پڑھ لیتے :(اللھم إنا نجعلك فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم)(اے اللہ ہم ان کے مقابلے کے سامنے آپ کو پیش کرتے ہیں اوران کے شر سے آپ کی پناہ میں آتے ہیں) (سنن أبی داود ،باب ما جاء ما یقول الرجل إذا خاف قوما) (2)

---

(1) بلوچی تفسیر،ص:59، محولہ بالا۔

(2) بلوچی تفسیر،ص:1061، محولہ بالا۔

(iii) مجلس کے گناہوں کا کفارہ

سورۃ الطور کی آیت نمبر 48 کی تفسیر میں لکھا ہے:

"حدیث میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے :(سبحانک اللھم ،وبحمدک وتبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولا اِلٰہ غیرک)(سنن اَبی داوٗد، تفریع استفتاح الصلاۃ)

بعض کا کہنا ہے کہ مجلس سے اٹھنے کے بعد کی دعا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:جو شخص مجلس سے اٹھااور یہ دعاپڑھی تواس مجلس میں کئے گئے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور یہ دعا یہ ہے:

(سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أنلا إله إلاأنت ،أستغفرك وأتوب إليك)(سنن إبى داؤد ،كتاب الأدب ،باب فى كفارة المجالس) [1]

(1) بلوچی تفسیر، ص:1168، محولہ بالا۔

بحث چہارم: "بلوچی تفسیر": نقد و نظر کے آئینے میں

"بلوچی تفسیر" کے خصائص اور خوبیوں کے تذکرے کے بعد ایک محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس تفسیر پر ناقدانہ نظر ڈالے اور اس میں جو خامیاں اور قابل نقد امور ہیں، انہیں بھی پوری دیانت اور غیر جانبداری کے ساتھ واضح کرے تاکہ اس تفسیر سے استفادہ کرنے والوں کے سامنے تفسیر ہذا کا یہ پہلو بھی مکمل طور پر واضح رہے اور ان کے لئے اس سے استفادہ علی وجہ البصیرۃ آسان ہو جائے۔

"بلوچی تفسیر" ایک انسانی کاوش ہونے کے ناطے کئی خامیوں پر مشتمل ہے۔ تاہم ان میں سے چند بنیادی خامیاں مختلف عنوانات کی صورت میں حسب ذیل ہیں:

4.1: ردّ تقلید میں آپ کا رویّہ

"بلوچی تفسیر" کے مؤلف شیخ عبدالغفار ضامرانی مسلک حنفیت چھوڑ کر سلفی فکر سے وابستہ

ہو چکے تھے، تقلید کی تردید مین آپ نے بہت محنت کی اور ردّ تقلید میں بسا اوقات اس حد تک چلے گئے ہیں جو علمی لحاظ سے درست اور قابل قبول رویہ ہر گز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

رد تقلید میں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز سے اپنی تفسیر میں شدت کا رویہ اپنایا ہے، اس کی چند مثالیں حسب ذیل عنوانات کی صورت میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

4.1.1: تقلید کو تمام گمراہیوں کی جڑ قرار دینا

قران کریم کی وہ آیات جو شرک کی رد میں نازل ہوئی ہیں، اور ان میں شرک کو آباءواجداد کا عمل قرار دیا گیا ہے، ایسی بیشتر آیات کو شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقلید کے رد میں پیش فرمائی ہیں۔ چنانچہ سورۃ اعراف کی آیت:

﴿وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ﴾[1]

ترجمہ: اور لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اس طریق پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے۔

اس آیت کے ذیل میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

> ”دنیا میں جتنے گمراہ مذاہب ہیں ان سب کی بنیاد یہی تقلید ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اور منتخب کردہ پیغمبروں کے راستے سے دوری ہے۔ اور اپنے آباء اجداد کے دین و مذہب

(1) سورۃ الاعراف(7): 28

کی پیروی ہے"[1]

حالانکہ تقلید اس نوعیت کے مشرکانہ طرز فکر و عمل کا ہرگز نام نہیں ہے۔ بلکہ تقلید کا صحیح مفہوم جو فقہاء و محدثین نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ:

"التقلید :العمل بقول من لیس قوله احدی الحجج بلا حجة منها [2]

تقلید کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا قول مأخذ شریعت میں سے نہیں ہے، اس کے قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کر لینا۔

اس تعریف سے یہ واضح ہو گیا کہ مقلد اپنے امام کے قول کو مأخذ شریعت نہیں سمجھتا، کیونکہ وہ صرف قرآن و سنت اور انہی سے مستنبط اجماع و قیاس ہیں۔ البتہ مقلد چونکہ اس وجہ سے ان کے قول پر عمل کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ قرآن و سنت کے علوم میں پوری بصیرت رکھتے ہیں لہذا ان کا قول میرے لئے زیادہ قابل اعتماد ہے۔

اب اس عمل میں کون سی بات ایسی ہے جسے "گناہ" یا "شرک" قرار دیا جا سکے۔ اگر کوئی شخص کسی امام کو شارع (قانون ساز) یا بذات خود واجب الاطاعت قرار دیتا ہو تو بلا شبہ اس عمل کو شرک کہا جا سکتا ہے، لیکن کسی کو شارح قانون قرار دے کر اپنے مقابلے میں اس کی فہم و بصیرت پر اعتماد کرنا تو افلاس علم کے اس دور میں اس قدر ناگزیر ہے کہ اس سے کوئی مفر نہیں۔

4.1.2: شیخ ضامرانی کے نزدیک تقلید کی حیثیت

---

(1) بلوچی تفسیر، ص373، محولہ بالا۔

(2) ابن نجیم، فتح الغفار شرح المنار، طبع مصر 1355ھ، ج2ص:37۔

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی طرز فکر ایک اور مقام پر تقلید کو قرآن و سنت سے روکنے کے مترادف قرار دیتا ہے۔ سورۃ انعام کی آیت:

﴿وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۲۶﴾[1]

ترجمہ: اور پھر یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی دور رہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

اس آیت کی تشریح میں بھی حسب معمول شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

> ''افسوس کہ آج کل کے مقلد حضرات نے یہی راستہ اپنایا ہے کہ لوگوں کو قران و حدیث کی طرف جانے سے یہ کہہ کر روک دیتے ہیں کہ قرآن وحدیث کا براہ راست سمجھنا ہمارے بس میں نہیں ہے، حالانکہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ فقہی کتب کے مقابلے میں قرآن وحدیث کا سمجھنا ہزار درجہ آسان ہے۔''[2]

تقلید کو قرآن و سنت سے روکنے کی صورت قرار دینا دراصل تقلید کے مفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، اصل صورت حال یہ ہے کہ کسی امام یا مجتہد کی تقلید صرف اس موقع پر کی جاتی ہے جہاں قرآن و حدیث سے کسی حکم کے سمجھنے میں کوئی دشواری ہو، خواہ اس بناء پر کہ قرآن و سنت کی عبارت کے

---

(1) سورۃ الانعام (6) : 26

(2) بلوچی تفسیر، ص:316، محولہ بالا۔

ایک سے زائد معنی نکل سکتے ہوں، خواہ اس بناء پر کہ اس میں کوئی اجمال ہو، یا اس بناء پر کہ اس مسئلے میں دلائل متعارض ہوں چنانچہ قرآن و سنت کے جو احکام قطعی ہیں، یا جن میں کوئی اجمال و ابہام، تعارض یا اس قسم کی کوئی الجھن نہیں ہے، وہاں کسی امام و مجتہد کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں۔[1]

چنانچہ مشہور حنفی عالم علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

فالأمر المتفق عليه : المعلوم من الدين بالضرورة لايحتاج إلى التقليد فيه لاحد الاربعة كفرضية الصلوة والصوم والزكوة والحج و نحوها ،و حرمة الزنا واللواطة و شرب الخمر والقتل والسرقة والغصب ومأأشبه ذلك،والامر المختلف فيه هو الذى يحتاج إلى التقليد فيه"[2]

"پس وہ متفقہ مسائل جن کا دین میں ہونا بداہتاً معلوم ہے، ان میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کی ضرورت نہیں، مثلا نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ کی فرضیت اور زناء، لواطت، شراب نوشی، قتل، چوری اور غصب وغیرہ کی حرمت۔ دراصل تقلید کی ضرورت ان مسائل میں پڑتی ہے جن میں علماء کا اختلاف رہا ہو، لہذا تقلید کو قرآن و سنت سے روکنے کے مترادف قرار دینا ہرگز درست نہیں۔

4.1.3: تقلید یا تحریف معنوی؟

---

(1) عثمانی، محمد تقی، مفتی، تقلید کی شرعی حیثیت، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، 2004ء، ص:11۔

(2) نابلسی، عبدالغنی، علامہ، خلاصۃ التحقیقفی حکم التقلید والتلفیق، استنبول، مکتبہ الیشیق، ص:4۔

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقلید کے رد میں اتنی شدت سے کام لیا ہے کہ بسا اوقات تقلید کو تحریف معنوی کا ہم معنی قرار دیا ہے، سورۃ النور کی آیت:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۵۴﴾[1]

ترجمہ: آپ کہئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ وہی ہے جسکا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمھارے ذمہ وہ ہے جسکا تم پر بار رکھا گیا ہے اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو راہ پر جالگوگے اور رسول کے ذمے صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے؛

اس آیت کی روشنی میں شیخ ضامرانی نے تقلید کے موضوع پر قدرے تفصیلی بحث کی ہے ،اسی ضمن میں لکھا ہے:

> "اسی طرح حنفی علماء اپنے امام کے موقف کی تائید میں قرآنی آیات میں تحریف معنوی بھی کرتے ہیں ،جیسا کہ علامہ کوثری نے کہا ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی عورت کو رقم ادا کی اور اس کے عوض اسکے ساتھ ہم بستری کی تو اس پر شرعی حد قائم نہیں ہوگی، کیونکہ قرآن میں مہر کو "اجر" (مزدوری) کہا گیا ہے۔ گویا اس نے مہر ادا کر دی، تو یہ زنا شمار نہیں ہوگا ،علامہ کوثری کی مراد یہ آیت ہے: ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ

(1) سورۃ النور(24):54

مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ﴾[1] حالانکہ
تمام مسلمان متفق ہیں کہ یہاں "اجورھن" سے مراد وہ مہر
ہے جو نکاح کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ اور قرآن میں اجور کا
لفظ شرعی نکاح کے معنی میں آتا ہے۔ لیکن علامہ کوثری اپنے
امام کی خاطر اس طرح کی آیات کو اپنے غلط مذہب کی تائید
کے لئے دلیل اور حجت بناتا ہے"[2]

علامہ کوثری کا استدلال اپنی جگہ قابل غور اور محل نظر، مگر ان کے اس طرح کے استدلات سے پورے عمل تقلید کو "تحریف معنوی" سے تعبیر کرنا بھی درست نہیں۔

4.2: شرک کے حکم میں شدت

"بلوچی تفسیر" بلاشبہ توحید و سنت کی تعلیمات کی واضح تشریحات پر مشتمل ہے۔ اور شرک و بدعت کی تردید میں مؤثر دلائل و براہین کا حامل، تاہم شرک کی رد میں بسا اوقات مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان امور کو بھی شرک قرار دیا ہے جو اصطلاحی طور پر باقاعدہ شرک کے زمرے میں نہیں آسکتے ۔ایسے امور میں سے چند حسب ذیل ہیں:

4.2.1: مختلف ناموں کو شرکیہ قرار دینا:

---

(1) سورۃ النساء(4): 24

(2) بلوچی تفسیر، ص851، محولہ بالا۔

شیخ ضامرانی نے ایسے اسماء کو شرک قرار دیا ہے جن کے معنی میں شرک کا تصور پایا جاتا ہے ،چنانچہ سورۃ اعراف کی آیت:

﴿فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ١٩٠﴾[1]

ترجمہ: جب اللہ نے انہیں صالح اولاد عطا کی تو وہ اس میں شرک کرنے لگے جو انہیں اللہ نے دیا تھا بلند بالا ہے اللہ اس چیز سے جو شرک کرتے ہیں۔

اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ:

> "بچوں میں شریک دار کرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ بچے کا شرکیہ نام رکھنا جیسا کہ پیر بخش، امام بخش، رسول بخش وغیرہ شرکیہ نام، دوسری صورت یہ ہے کہ والدین کا عقیدہ ہی یہی ہو کہ یہ بچہ ہمیں فلاں بزرگ کے دربار کی زیارت سے نصیب ہوا اور یہ بچہ ہمیں فلاں بزرگ نے عطا کیا"[2]

لیکن درست بات یہ ہے کہ اگر بچے کا نام رکھتے ہوئے عقیدہ بھی یہی ہو کہ فلاں پیر نے یہ بچہ عطا کیا ہے تو ایسے نام کو شرک کہا جاتا ہے، اگر عقیدہ یہ نہ ہو محض امام بخش، پیر بخش نام رکھنا شرک نہیں کہلایا جا سکتا، اگرچہ یہ معنوی طور پر غلط ہے۔

---

(1) سورۃ اعراف(7): 190

(2) بلوچی تفسیر، ص421، محولہ بالا۔

4.2.2: شرک فرقہ بندی کی شکل میں:

شیخ ضامرانی نے تقلید کی بنیاد پر بننے والے مختلف مسالک اور مذاہب کو فرقہ بندی قرار دیتے ہوئے انہیں بھی "شرک" میں شمار کیا ہے چنانچہ سورۃ الروم کی آیت:

﴿مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۳۲﴾[1]

ترجمہ: ان لوگوں میں سے جو دین میں تفرقہ ڈالے اور مختلف گروہ بن گئے، ہر گروہ خوش تھا اس چیز کے ساتھ جو اس کے پاس تھی۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

> "اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ بندی کرنے والے مشرک ہیں، اور فرقہ بندی قرآن و سنت کو چھوڑ کر تقلید شخصی سے پیدا ہوتی ہے، ہر فرقہ ایک امام کو منتخب کرے اور اسی کی تقلید کو اپنے اوپر واجب کر دے، اگر مسلمان اپنے مرکز یعنی قرآن و سنت کو ترک نہ کریں تو کبھی ان کے اندر فرقہ بندی نمودار نہ ہو سکے"۔[2]

تقلید کا مطلب امام کو شارع قرار دینا نہیں بلکہ شارح قرار دینا ہے کہ قرآن و سنت کا جو مفہوم انہوں نے سمجھا ہے ہمیں اس کے فہم و بصیرت پر اعتماد ہے۔ یہ بات نہیں کہ قرآن و سنت کو

---

(1) سورۃ الروم (30): 32

(2) بلوچی تفسیر، ص: 942، محولہ بالا۔

چھوڑ کر امام کی پیروی لازم ہے۔

4.3: فرقہ واریت کا تصور اور اس کا حل

شیخ ضامرانی نے اپنی تفسیر میں "تقلید" کے رد میں کئی مقامات پر تبصرہ فرمایا ہے، اور اسی مقصد کی خاطر وہ ان مقامات پر "فرقہ واریت" بھی زیر بحث لائے ہیں، مگر فرقہ واریت کا جو تصور اور اس کا جو حل انہوں نے پیش فرمایا ہے وہ بہت ہی کمزور ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾[1]

ترجمہ: "اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں مت بٹ جاؤ"

اس آیت کے ذیل میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فرقہ بندی" پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اور اسی ضمن میں لکھا ہے:

> "اگر فرقہ بندی کی تاریخ پر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں اس کا سبب یہ نظر آتا ہے کہ لوگوں نے اصل مرکز یعنی قرآن و سنت چھوڑ دیا تھا، جاننا چاہئے کہ قرآن و حدیث کے فہم و تعبیر میں اگر کچھ اختلاف ہو تو یہ مضر نہیں اور نہ فرقہ بندی کا سبب ہے۔ اس نوعیت کا اختلاف عہد صحابہ و تابعین میں بھی ہوا ہے، لیکن مسلمان مختلف گروہوں میں تقسیم نہ تھے

---

(1) سورۃ آل عمران (3):103

۔کیونکہ سب کا مرکز قرآن وحدیث تھا،سب نے اختلافات رفع کرنے کے لئے ہمیشہ قرآن وسنت کی طرف رجوع کیا ہے، لیکن جب لوگوں میں شخصیت پرستی آگئی تو ان کا مرکز تبدیل ہوگیا۔اس کی جگہ شخصیات کے آراء وفتاوی نے لے لی ،اختلاف کے وقت ہر ایک اپنے امام کی طرف رجوع کرنے لگا، اس طرح قرآن وسنت کو ترک کر دیا گیا،یہیں سے مسلمانوں کی جماعت ٹکڑوں میں بٹ گئی۔یہ بیماری بعد میں تقلید شخصی کے نام سے مشہور ہوئی۔[1]

حالانکہ مسالک نہ فرقہ واریت ہیں اور نہ یہ حل ممکن ہے کہ کبھی اختلافات ہی نہ ہوں یہ فطری عمل ہے جو تاقیامت جاری رہے گا۔

4.4:اکابرین اہل سنت والجماعت کے بارے میں آراء

اہل علم کا باہمی اختلاف اور ایک دوسرے پر تنقید کرنا علمی دنیا میں ایک معمول کی حیثیت سے چلا آرہاہے ، مگر تنقید میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ غلطی کے حجم اور نوعیت کے مطابق نکیر ہونی چاہیئے۔ چھوٹی غلطی پر شدید نکیر کرنا بذات خود قابل تنقیدی طرز عمل ہے۔اور پھر تنقید میں شائستگی اور تہذیب اور محتاط تعبیرات اپنانا بھی ایک ضروری امر ہے، شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بسا اوقات اہل سنت والجماعت کے اکابرین پر تنقید میں بہت حد سے زیادہ شدت اپنائی ہے، معمولی

(1) بلوچی تفسیر،ص:145، محولہ بالا۔

علمی اختلافات کو بنیاد بنا کر شرک و بدعت اور ہوس پرستی کا فتویٰ لگا یا ہے۔ ذیل میں چند اکابرین اہل سنت سے متعلق شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند تبصروں کو بطور نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔

4.4.1: علامہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الرائق کے مصنف علامہ ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ پر جو تنقید کی ہے، ان کے اپنے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

> "ابن نجیم حنفی صاحب بحر الرائق کہ آئرا احناف دومی نعمان گش انت، آصاحبءِ کنزءِ اے عبارت (کہ ذمیءِ عہدءِ ذمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ءِ بدوءُ درگشگ ءَ جمہور سنیانی نزدیک ءَ پر شیت بلے مئے مذہب ءَ نہ پر شیت) حاشیہ ءِ سرا نبشتہ کنت کہ : نفس المؤمن تسیل اِلی قول المؤلف (اِلی قول الجمہور) فی مسئلۃ السب ولکن اتباعنا المذہب"[1]

> "ابن نجیم حنفی صاحب بحر الرائق (جسے احناف نعمان ثانی کہتے ہیں) انہوں نے کنزالد قائق کے اس متن (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنے سے ذمی کا عہد ذمہ جمہور کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے مذہب میں نہیں ٹوٹتا) پر حاشیہ میں لکھا ہے : نفس المؤمن تمیل إلی قول

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:851، محولہ بالا۔

المخالف (إلى قول الجمهور) فى مسئلة
السب ولكن اتباعنا للمذهب واجب"

اس عبارت سے علامہ ابن نجیم نے ایک حنفی کے لئے یہ مسئلہ بتادیا ہے کہ وہ مسلک حنفیت پر قائم رہے۔اس میں وہ کون سی بات ہے جسے قرآن وسنت سے دور رکھنے کا سبب قرار دیا جائے؟ مگر شیخ ضامرانی نے علامہ ابن نجیم پر یہی تنقید ہے۔

4.4.2: مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید

اہل سنت والجماعت کے ہاں کرامات اولیاء حق ہیں۔ چنانچہ اولیاء اور بزرگوں کے تذکروں میں بعض ایسے واقعات جو خرق عادت میں آتے ہیں، ان کو خرافات کہنا بے اعتدالی ہے۔ وہ کرامات کے ذیل میں آسکتی ہیں اگر مخبر صادق ہے۔ مگر شیخ ضامرانی نے مجدد الف ثانیؒ سے منسوب اسی نوعیت کے ایک واقعے کو من گھڑت اور خرافات قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اسی طرح حضرات القدس نامی کتاب جو شیخ بدرالدین سر ہندی نے مجدد الف کی سیرت پر لکھی ہے، وہ بھی اسی طرح کی خرافات سے بھری ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ "مجدد کے بھائی شیخ مسعود ی قندہار کے لئے روانہ ہوئے تھے، ایک دن صبح کے وقت آپ نے اپنے محرمان اسرار سے فرمایا کہ شیخ مسعود کو میں نے قندہار جانے والے قافلے میں تلاش کیا پتا نہ چلا، قندہار میں بھی تلاش کیا۔ وہاں بھی دکھائی نہ دیا ۔ بلکہ سرہند سے قندہار تک ہر منزل کو دیکھا لیکن وہ بھائی نظر

نہ آیا۔بلکہ تمام روئے زمین کو چھان مارا کہیں نہ پایا
۔(حضرت القدس۔کرامت نمبر 29۔ صفحہ 159۔ طبع قومی
ہجرہ کونسل اسلام آباد)"[1]

ایسے واقعات اگر مخبر صادق کے ذریعے ثابت ہوں تو انہیں کرامات کی قبیل سے گردانا جاتا ہے۔اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے الکرامۃ حق لہذا اسے بھی کوئی کرامت ہی کا واقعہ قرار دیا جاتا ہے۔

4.4.3: تفسیر صاوی کے مصنف پر نقد

سورۃ محمد کی آیت:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۠ ۲۸﴾[2]

ترجمہ: "یہ اس لئے کہ انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی، چنانچہ اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

اس آیت کے ذیل میں شیخ ضامرانی نے قرآنی احکامات سے روگردانی کرنے والوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ایک ملحد جو صاف انکار کرتے ہیں دوسرے موؤل جو تاویل کی صورت میں احکامات شریعہ کا انکار کرتے ہیں۔

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:314، محولہ بالا۔

(2) سورۃ محمد(47):9

دوسری قسم سے متعلق لکھتے ہیں:

"دوسری قسم تاویل کرنے والوں کی ہے۔ یہ وہبدعتی ہیں جو قرآن وسنت کے ظاہری حکم کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے اور یہی کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کے ظاہر پر جانا انسان کو کفر تک لیجاتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر صاویٰ والے نے صاف کہا ہے: (ولایجوز تقلید ماعدا المذاهب الاربعة ،ولو وافق قول الصحابه والحديث الصحيح والآية ،فالخارج عن المذاهب الاربعة ضال مضل ،وربما اداه ذلك للكفر ،لأن الأخذ بظوا هر الكتاب والسنة من أصول الكفر)(تفسير صاوى على تفسير الجلالين سورة كهف آيت 24)[1]

اس عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد شیخ ضامرانی نے نہایت سخت تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"اس طرح کی غلاظت کو دیگر مقلدین نے بھی پیش کیا ہے، گویا کہ مقلدین کے نزدیک ان کے اماموں کا رتبہ صحابہ سے بلند ہے۔ پیغمبر سے بلند ہے نعوذ باللہ من ذلک اللہ تعالیٰ سے بھی بلند ہے۔ یہ سب تقلید شخصی کا کرشمہ ہے"۔

شیخ ضامرانی نے مزید لکھا ہے:

"ان کو اگر کفر کا نام نہ دیا جائے تو کیا نام دیا جائے، جو شخص ان باتوں پر راضی ہو اس کے ایمان جانے کا شدید خطرہ ہے

(1) بلوچی تفسیر، ص:1127،، محولہ بالا۔

میرے محترم استاد مفسر قرآن عبدالغنی جاجروی رحمۃ اللہ علیہ
(شاگرد خاص مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ) نے میرے
سامنے فرمایا کہ:"جو شخص تفسیر صاوی کے مصنف کو مسلمان
سمجھے اس کا ایمان خطرے میں ہے"[1]

4.4.4:حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پر نقد

سورۃ انعام کی آیت نمبر 19 کے ذیل میں بہت سے اکابرین اہل سنت کا تذکرہ کرتے ہوئے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بارے میں لکھا ہے،

"اب معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے خود کو قرآن و حدیث کا
پابند نہیں بنایا ان کا حال یہی ہے وہ گمراہی میں سرگرداں ہیں
،انہیں کچھ خبر نہیں کہ ان کی زبان سے کیا بات نکلتی ہے
،دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کہتے ہیں
کہ عارف باللہ ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہوتا ہے "
جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر
کر سکتا ہے، چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں
"(کلیات امدادیہ ،ص:36 فناء کے مراتب کا بیان ۔ طبع

(1) بلوچی تفسیر، ص:1127

دارالاشاعت کراچی)۔[1]

4.4.5: شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی پر تنقید:

تقلید کے سطحی تصور کے تحت شیخ ضامرانی نے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی پر بھی کچھ ایسی تنقید کی ہے جس کی علمی بنیاد نہایت کمزور ہے، سورۃ الحجرات کی پہلی آیت:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ﴾[2]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس آیت کے ذیل میں حسب معمول بڑی شد و مد کے ساتھ رد تقلید کو موضوع سخن بنایا ہے، متعدد ائمہ اکابر کی عبارت نقل کی ہے۔ اسی ضمن میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کے تذکرے میں لکھا:

> "اسی طرح محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں:
> فالحاصل أن مسئلة الخيار من مهمات المسائل ،خالف ابو حنيفة الجمهور وكثير من الناس من المتقدمين والمتأخرين صنفوا رسائل فی تردید مذهبه فی هذا المسئلة ،و رجح شاه ولی الله المحدث الدهلوی فی رسائل مذهب الشافعی من جهة الاحاديث والنصوص ،وكذلك قال شيخنا يترجح مذهبه ،وقال الحق والإنصاف أن الترجيح للشافعی فی هذه المسئلة ،و نحن مقلدون

(1) بلوچی تفسیر، ص:313، محولہ بالا۔

(2) سورۃ الحجرات (49):1

يحب علينا تقليد امامنا أبى حنيفة والله أعلم)"[1]

اس عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد شیخ ضامرانی نے تبصرہ کیا ہے کہ:

"یہاں پر خود اقرار کر رہے ہیں کہ اس مسئلے میں ہمارا مذہب غلط ہے اس کے باوجود اسے چھوڑنے پر آمادہ نہیں، کہ مقلد کے لئے اپنے امام کی اتباع فرض ہے اگرچہ وہ حق پر نہ ہو ۔حقیقت میں تقلید کا یہ رنگ بڑی گمراہی ہے، بلکہ کفر تک لیجانے والا ہے"[2]

4.4.6: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی پر تنقید

اہل علم کی بعض آراء اور عبارات پر گرفت کرنا اگرچہ ایک علمی مشق ہے، جو ہمیشہ سے اہل علم کے مابین جاری رہی ہے، مگر اس میں توازن برقرار رکھنا ضروری ہے، کسی کی تمام تر علمی و دینی خدمات کو محض ایک واقعے یا چند عبارات کے تناظر میں کوئی حتمی رائے قائم کرلینا یقیناً قرین انصاف نہیں ہے ۔ شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اسی نوعیت کی رائے قائم کیہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"اسی طرح کے خرافات مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب" امداد المشتاق إلی اشرف الاخلاق" میں بھی لکھتے ہیں، فرمایا

(1) بلوچی تفسیر، ص:1144، محولہ بالا۔

(2) بلوچی تفسیر، ص:1144، محولہ بالا۔

(یعنی امداد اللہ نے) کہ ایک موحد سے لوگوں نے کہا اگر
حلوہ وغلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ، انہوں نے بشکل خنزیر ہو
کر گوہ کو کھالیا۔ پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھالیا۔ اس کو
حفظ مراتب کہتے ہیں جو واجب ہے "(ص:83 طبع ممتاز
اکیڈمی لاہور) اس طرح کے خرافات سے ان کی کتابیں
بھری ہوئی ہیں"[1]

ظاہر ہے کہ بعض باتیں محض بطور تمثیل اور فرضی کہانی کے لوگوں کو سمجھانا مطلوب ہوتا ہے ۔ان سے کوئی حکم شرعی اخذ نہیں کیا جاتا۔

4.4.7: علامہ زاہد الکوثری پر تنقید:

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ علامہ زاہد الکوثری پر تنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، علامہ زاہد الکوثری نے مہر اور اجرت کے مسئلے پر جو موقف اختیار کیا تھا اس پر شیخ ضامرانی نے نقد فرماتے ہوئے اسے تحریف معنوی قرار دیا ہے۔

قرآن کریم کی آیت:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ﴾[2] سے استدلال کرتے ہوئے شیخ کوثری نے اس بات کو شرعی حد کے قابل قرار نہیں دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت

(1) بلوچی تفسیر، ص:314، محولہ بالا۔

(2) سورۃ النساء(4):24

سے اجرت کے بدلے ہم بستری کرے تو اس پر شرعی حد قائم نہیں ہو گی۔ شیخ کوثری کے اس موقف پر نقد کرتے ہوئے شیخ ضامرانی نے فرمایا ہے کہ قرآن میں مذکور "اجور" کے لفظ سے جو مہر کے معنی میں آیا ہے عام اجرت مراد لینا قرآن میں تحریف معنوی کے مترادف ہے، اگر علامہ کوثری کی بات درست مانی جائے تو ہر مرد و عورت کے لئے یہ راستہ کھل جاتا ہے کہ وہ اجرت دے کر بدکاری کیا کریں کیونکہ اس کے بقول ہر آدمی جو اجرت ادا کرے وہ مہر قرار پائے گا اور جائز ہو گا۔ فلاحول ولا قوۃ إلا باللہ (1)

اس عبارت میں شیخ کوثری نے فرمایا کہ ااس پر شرعی حد نہیں ہے۔ شرعی حد نہ ہونے سے ان کی یہ مراد نہیں ہے کہ انہوں نے اس کو جائز قرار دے دیا ہے۔ بلکہ اس پر تعزیری سزا ہو گی ۔ کیونکہ شرعی حد ادنی سے شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔

4.4.8: علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید:

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف "الفقہ الاکبر" کی نسبت میں اہل علم کا اختلاف معروف ہے ، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ الفقہ الاکبر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ ان کے شاگرد ابی مطیع البلخی کی کتاب ہے۔ اور بہت سے دیگر اہل علم کی رائے بھی یہی ہے۔

شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی اس تحقیق کے مقابلے میں چند دیگر اہل علم مثلاً امام عبد القاہر بغدادی (م 429ھ)، ابو المظفر اسفرائینی (م 471ھ) اور ابن ندیم اور ملا علی

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:851، محولہ بالا۔

قاری وغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ کتاب امام ابو حنیفہ ہی کی ہے۔[1]

تاہم شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"چونکہ احناف اسماء وصفات کے معاملے میں ماتریدی ہیں، اور ان کا عقیدہ اس باب میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق نہیں ہے اسی وجہ سے ان کی کوشش ہے کہ اس کتاب کی نسبت امام ابو حنیفہ سے ختم کریں"[2]

4.4.9: مفتی رشید احمد لدھیانوی تنقید:

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ (بانی جامعۃ الرشید کراچی) ان اہل علم میں سے ہیں جو شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ پر کئی مقامات پر ان پر جرح وتنقید کی ہے۔ سورۃ المؤمنون کی آیت نمبر 53:

﴿كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ٥٣﴾[3]

ترجمہ: ہر گروہ خوش ہے جو کچھ اس کے پاس ہے اسی کے ساتھ"

اس آیت کے ذیل میں فرقہ واریت پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

"جاننا چاہیئے کہ صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین کا باہم اختلاف تو تھا مگر ان میں فرقہ بندی نہیں تھی، بلکہ انہوں نے ایک

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:305، محولہ بالا۔

(2) بلوچی تفسیر، ص:305، محولہ بالا۔

(3) سورۃ المؤمنون(23):53

دوسرے کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔اور آج کے لوگوں نے
بیت اللہ میں چار مصلی بنائے۔ملک عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے
ان چاروں مصلی کا خاتمہ کرکے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے
نماز پڑھنے کا پابند بنایا، تمام مسلمان مجبور ہیں کہ ایک امام کے
پیچھے نماز پڑھیں ، ابھی تک بیت اللہ میں لوگ ایک امام کے
پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور وہاں مذہبی قیادت پر سلفی مسلک کے
لوگ فائز ہیں۔

مفتی رشید احمد اپنی کیسٹ میں یہی شکایت کرتے سنائی دیتے
ہیں کہ مذہبی قیادت سلفیوں کی ہے ،اسی وجہ سے وہ اپنی
خواتین کو وصیت کرتے ہیں کہ امام حرم کے پیچھے نماز نہ پڑھا
کریں کہ وہ ہماری خواتین کی نیت نہیں کرتے ہیں ،اور اس
کیسٹ کا عنوان ہے:"غیر مقلدین کا آپریشن "یعنی یہ فرقہ
بندی کی طرف ایک دعوت ہے جو مسلمانوں کو دے رہے
ہیں۔فلاحول ولا قوۃ اِلا باللہ "[1]

حالانکہ یہ فرقہ واریت سے زیادہ ایک انتظامی مصلحت کی طرف توجہ دلانا ہے اس کے علاوہ
ص:1143، 851، 298وغیرہ مقامات پر بھی انہوں نے مفتی رشید احمد پر تنقید کی ہے۔

(1) بلوچی تفسیر، ص:821، محولہ بالا۔

4.4.10: مفتی محمد تقی عثمانی پر تنقید

مفتی محمد تقی عثمانی نے عوام اور تقلید کے موضوع پر فرمایا ہے کہ:

> "ان پر ہر حال میں تقلید ہی واجب ہے اور اپنے امام یا مفتی کے قول سے خروج جائز نہیں، خواہ اس کا کوئی قول ان کو بظاہر حدیث کے خلاف ہی معلوم ہوتا ہو"[1]

مزید فرمایا کہ:

> "ایسی صورت میں اس قسم کے عوام کو اگر اس بات کی اجازت دے دی جائے کہ وہ کسی حدیث کو اپنے امام کے قول کے خلاف پائیں تو قولِ امام کو ترک کر دیں، تو اس کا نتیجہ بسا اوقات شدید گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہوگا"[2]

مفتی صاحب کی اس جیسی عبارات پر تبصرہ کرتے ہوئے شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

> "حقیقت یہ ہے کہ گمراہی یہ نہیں کہ آدمی صحیح حدیث اپنا لے اور امام کی بات ترک کر دے، بلکہ گمراہی اور بڑی گمراہی یہی ہے کہ صرف امام کے قول کی خاطر آدمی صحیح حدیث کو چھوڑ دے۔ لیکن جب دل ٹیڑھے ہو جائیں تو یہ چیز

---

(1) عثمانی، محمد تقی، مفتی، درس ترمذی، مرتب: رشید اشرف سیفی رحمۃ اللہ علیہ، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، 2005ء، ج:1، ص:122۔

(2) ایضاً۔

سمجھ میں نہیں آسکتی۔"[1]

آخر میں شیخ ضامرانی نے مفتی محمد تقی عثمانی پر مزید تنقید کرتے ہوئے قرآن کریم کی وہ آیت پیش فرمائی ہے جو خالص کفار و مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ فرماتے ہیں کہ:

"سچ کہا قرآن نے ﴿فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾[2] "یعنی جب وہ ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ نے ان کے دل بھی ٹیڑھے کر دیئے۔"[3]

مفتی تقی عثمانی کی ان عبارات کا مقصد یہ ہے کہ ایک عام آدمی کے سامنے صرف ایک ہی حدیث ہوتی ہے جبکہ شرعی حکم کے لئے اس مسئلہ سے متعلق تمام احادیث کا پیش نظر ہونا ضروری ہے۔ اگر عام آدمی صرف ایک حدیث کو لیکر اختلاف کرے گا تو اس سے انتشار ہوگا۔ اس انتشار سے بچنے کے لئے مفتی تقی عثمانی نے مذکورہ باتیں تحریر کی ہیں۔

مفتی تقی عثمانی کا وہ مطلب نہیں ہے جو شیخ ضامرانی نے سمجھا ہے۔

4.5: فضائل اعمال اور تبلیغی نصاب پر تنقید:

شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عامۃ الناس کی اصلاح اور دینی ترغیب کے نقطہ نظر سے دو کتابیں تالیف فرمائیں، فضائل اعمال اور تبلیغی نصاب، یہ دو کتابیں محض وعظ و نصیحت اور

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:298، محولہ بالا۔

(2) سورۃ الصف (61):5

(3) بلوچی تفسیر، ص:298، محولہ بالا۔

موعظت و عبرت کے مقاصد سامنے رکھ کر ترتیب دی گئی ہیں، ظاہر ہے ایسی کتابوں میں اس طرح کی کمزور و ضعیف روایات بھی موجود ہیں جو عموماً دیگر محدثین کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں نہ با قاعدہ حدیث کی کتابیں شمار کی جاتی ہیں نہ عقائد کی، لہذا ان پر تنقید کرنا جو کتب حدیث کے معیار اور کتب عقائد کی حساسیت کے پیش نظر کی جاتی ہے خود ایک مناسب طرز عمل نہیں ہے۔

لیکن شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بلوچی تفسیر میں جا بجا ان کتابوں پر تنقید کی ہے، ان میں موجود خارق عادت واقعات کو چھان چھان کر پیش کیا ہے اور انہی چند واقعات کی بنیاد پر پوری کتاب کو مشکوک اور نا قابل استفادہ ٹھہرادیا ہے۔

چنانچہ ایک جگہ تبلیغی جماعت والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

> " یہی حال ہے تبلیغی نصاب اور فضائل اعمال کا کہ تبلیغی جماعت والوں نے انہیں قرآن و حدیث کا مقام دیا ہوا ہے، قرآن و حدیث کی بجائے انہی کی دعوت دیتے ہیں، حالانکہ یہ بھی خرافات اور شرکیہ کہانیوں سے بھری پڑی ہیں"۔(1)

اصل میں بات یہ ہے کہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں، تبلیغی جماعت نے کبھی بھی فضائل اعمال اور تبلیغی نصاب کو قرآن و حدیث کا درجہ نہیں دیا۔ یہ محض غلط فہمی ہے۔ دوسری باتیہ بھی درست نہیں کہ وہ خرافات اور شرکیہ کہانیوں سے بھری پڑی ہیں۔ محدثین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث قابل قبول ہے یا نہیں اس میں حافظ ابن حجر کا مسلک یہ ہے کہ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں قابل قبول ہے۔

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:313، محولہ بالا۔

چنانچہ اس صورت حال میں شیخ ضامرانی کی یہ باتیں غیر مناسب معلوم ہوتی ہیں۔
اسی طرح سورۃ النحل کی آیت نمبر 125 کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہونی چاہیے نہ کہ شخصیاتکے اقوال، فلسفیوں کے اصول کے استدلال پر، اور نہ کہ تبلیغی نصاب پر، کیونکہ ہدایت کا صحیح اور سیدھا راستہ قرآن و حدیث سے ملتاہے اور یہی حق ہے - فماذا بعد الحق إلا الضلال "حق کے بعد گمراہی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں"[1]

تبلیغی نصاب صرف انتظامی طور پر ابتدائی تعلیم کے لئے ہے۔ تاکہاس کو پڑھ کر قرآن کریم وسنت رسول کی طرف رجوع اور میلان کو پروان چڑھایا جاسکے۔

4.6: تفسیری آراء میں تفرّد

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "بلوچی تفسیر" میں عموماً جمہور مفسرین کی متفقہ آراء کا خلاصہ پیش کیاہے، تاہم چند مقامات پر انہوں نے ایسی آراء کو ترجیح دی ہے جو جمہور مفسرین کی آراء کے خلاف ہیں؟ ایسی تعبیرات اور آراء میں چند حسب ذیل ہیں:

4.6.1: تارک صلوۃ کے بارے میں رائے

(1) بلوچی تفسیر، ص:659، محولہ بالا۔

عمداً تارک صلوۃ کے متعلق ائمہ ثلاثہ (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کا فتویٰ ہے کہ وہ مرتکب کبیرہ ہے مگر کافر نہیں ہے، جبکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔[1]

سورۃ المدثر کی آیت :﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۴۳﴾[2]

ترجمہ: "تمھیں کس چیز نے جہنم میں ڈالا۔ کہتے ہیں کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے"

اس آیت کے ذیل میں تارک صلاۃ سے متعلق تفصیلی بحث کرتے ہوئے شیخ ضامرانی نے امام احمد بن حنبل کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے لکھا ہے:

"خبر دار! میرا پسندیدہ مذہب امام احمد بن حنبل کا مذہب ہے
، کہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے۔ دلائل اسی
طرف ہیں"[3]

پھر انہوں نے سورۃ مریم آیت نمبر 59، سورۃ توبہ آیت نمبر 5، آیت نمبر 11، سورۃ روم آیت نمبر 31 اور چند صحیح احادیث سے اپنے موقف پر استدلال کیا ہے۔

4.6.2: معراج کے بارے میں نظریہ

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:1283، محولہ بالا۔

(2) سورۃ المدثر(74) : 42،43

(3) بلوچی تفسیر، ص:1283، محولہ بالا۔

معراج کے بارے میں اہل علم کا اختلاف معروف ہے، بعض کے نزدیک معراج حالت منام میں ہوئی اور عند البعض بیداری کی حالت میں، اس حوالے سے سورۃ النجم کی آیت:

(مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ١١)[1] ترجمہ: "دل نے جھوٹ نہیں بولا جو کچھ اس نے دیکھ لیا"

اس آیت کے تحت علامہ ضامرانی نے لکھا ہے:

> "علامہ محمد الامین بن محمد المختار شنقیطی صاحب اضواء البیان کہتے ہیں کہ: "صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی ہے ،بلکہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے "(اضواء البیان ،سورۃ الاسراء) اور آیت کے سیاق سباق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد جبریل امین ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ۔ اور صحیح بات وہی ہے جو علامہ شنقیطی نے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب "[2]

بحث پنجم: "بلوچی تفسیر" کے مآخذ

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "بلوچی تفسیر" کی تالیف میں جن کتابوں سے مدد لی ہے

(1) سورۃ النجم (53):11

(2) بلوچی تفسیر، ص:1170، محولہ بالا۔

،موضوعات کے اعتبار سے ان تمام کتب کی فہرست پیش خدمت ہے:

(الف): کتب تفسیر

1. جامع البیان عن تاویل آی القرآن، محمد بن جریر طبری(م310ھ)
2. معالم التنزیل، ابو محمد حسین بن مسعود، بغوی(م510ھ)
3. تفسیر القرآن العظیم، ابو الفداء اسماعیل بن عمرو بن کثیر دمشقی(م774ھ)
4. الجامع لأحکام القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی
5. الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، حافظ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی(م911ھ)
6. مفاتیح الغیب، فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن رازی
7. فتح القدیر فی الجمع بین الروایۃ والدرایۃ فی التفسیر۔۔۔ محمد بن علی بن محمد شوکانی
8. تفسیر ابی بکر بن مردویہ
9. التفسیر القیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم الجوزیہ۔
10. روح المعانی فی تفسیر الکتاب العظیم والسبع المثانی۔۔ سید محمود آفندی آلوسی(م1270ھ)
11. محاسن التاویل(تفسیر القاسمی) شیخ محمد جمال الدین القاسمی۔
12. تفسیر مظہری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی
13. تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان، الشیخ عبد الرحمن بن ناصر السعدی
14. معارف القرآن۔ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
15. حاشیہ بلوچی از مولانا خیر محمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ
16. ترجمان القرآن مولانا ابو الکلام آزاد

17. ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ
18. الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، امام ابی قاسم محمود بن عمر الخوارزمی الزمخشری
19. الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، علی بن احمد نیشاپوری (467ھ)
20. اضواء البیان فی ایضاح القرآن بالقرآن ،محمد الامین بن محمد المختار الجکنی الشنقیطی (1393ھ)
21. احسن البیان، ترجمہ: مولانا محمد جوناگڑھی، تفسیر: حافظ صلاح الدین یوسف،
22. تفسیر صاوی علی الجلالین

(ب): کتب حدیث واصول حدیث وشروحات

23. صحیح بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (م256ھ)
24. صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری، نیشاپوری (م280ھ)
25. سنن ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورہ الترمذی (م290ھ)
26. سنن نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی (م302ھ)
27. سنن اَبی داوَد، سلیمان بن الاَشعث السجستانی (م275ھ)
28. سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی
29. موَطا، امام مالک بن انسؒ (م179ھ)
30. مسند الاِمام احمد، امام احمد بن حنبل الشیبانی (م241ھ)
31. صحیح ابن حبان، امام ابوحاتم بن حبان البستی (م354ھ)

32. مصنف عبدالرزاق، امام ابو بکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی(م211ھ)

33. سنن دارقطنی، امام علی بن عمر الدارقطنی(م385ھ)

34. معجم کبیر الطبرانی، علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(م360ھ)

35. معجم صغیر الطبرانی، علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی(م360ھ)

36. مسند اَبی یعلی، امام ابو یعلی احمد بن علی التمیمی(م307ھ)

37. مستدرک حاکم، امام ابو عبداللہ بن محمد عبداللہ الحاکم(م405ھ)

38. الاستذکار، اابن عبدالبر(م463ھ)

39. الترغیب والترہیب، شیخ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری

40. مسند طیالسی، امام ابو داؤد سلیمان الطیالسی(م204ھ)

41. نیل الاوطار، محمد بن علی بن محمد شوکانی

42. نصب الرایہ للزیلعی، حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعی۔

43. تلخیص الجبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر، حافظ ابن حجر عسقلانی۔

44. فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، علامہ محمد عبدالرؤف المنازل(م1031ھ)

45. التمہید لمافی المؤطا من المعانی والاسانید، ابن عبدالبر۔

46. فتح الباری، حافظ ابن حجر عسقلانی(م852ھ)

47. سنن الکبریٰ للبیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی(م458ھ)

48. دلائل النبوۃ۔ امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقی(م458ھ) تحقیق، مقبل بن ھادی الوادعی

49. فیض الباری شرح بخاری، علامہ انور شاہ کشمیری(م1352ھ)

50. مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی(م807ھ)

51. کتاب الضعفاء الکبیر، امام عقیلی

52. تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، علامہ حافظ جمال الدین

53. الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر القرطبی (م463ھ)

54. ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، محمد ناصر الدین البانی

55. دیوان الضعفاء، شمس الدین ذہبی

56. مقدمہ الجرح والتعدیل، ابن ابی حاتم الرازی

57. سلسلہ الاحادیث الصحیحہ، شیخ ناصر الدین البانی

58. سلسلہ الاحادیث الضعیفہ، شیخ ناصر الدین البانی

59. درس ترمذی، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی

(ج) کتب فقہ واصول فقہ

60. المبسوط، ابو بکر بن سہل السرخسی

61. کتاب الأم، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی (م204ھ)

62. المجموع شرح المہذب، یحیی بن شرف نودی

63. مجموع فتاوی شیخ ابن تیمیہ

64. مجموع فتاویٰ، شیخ محمد بن صالح عثیمین

65. تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ، ناصر الدین البانی

66. التحبیر فی اصول الفقہ، ابن ابی الحاجّ

67. التحریر فی اصول الفقہ، ابن الہمام

68. صفۃ صلاۃ النبی، ناصر الدین البانی

69. احسن الفتاویٰ مفتی رشید احمد لدھیانوی

70. تقریر ترمذی (شیخ الہند) مطبوع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

71. المحلّیٰ، ابن حزم اندلسی (م456ھ)

72. المغنی، ابن قدامہ

73. بدایۃ المجتھد، ابن رشد

74. سعایۃ شرح وقایہ، علامہ عبد الحی لکھنوی

75. فتاویٰ ارکان اسلام، شیخ محمد بن صالح عثیمین

76. اصول الدین، عبد القاہر البغدادی

77. الفقہ الاکبر (منسوب) امام ابو حنیفہ

78. التبصیر فی الدین، ابو المظفر الاسفرائنی (471ھ)

79. التعلیق المیسر علی شرح الفقہ الاکبر، شیخ وھبی سلیمان غاوجی

80. الفصل فی الملل والاھواء والنحل، امام ابن حزم اندلسی (م456ھ)

81. العقیدۃ الواسطیۃ، ابن تیمیہ

(ہ) لغت و متفرقات

82. مفردات القرآن، امام راغب اصفہانی

83. لسان العرب، ابن منظور الافریقی

84. صفۃ الصفوۃ، ابن جوزی

85. الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، قاضی عیاض بن موسی الیحصبی

86. احقاق الحق، زاہد الکوثری

87. زادالمعاد، ابن القیم جوزیہؒ

88. الروضہ الندیہ، نواب صدیق حسن خانؒ

89. امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی۔

90. کلیات امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

91. دلائل الخیرات، طبع تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

92. فضائل اعمال، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی

93. فضائل صدقات، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی

باب سوم

"بلوچی تفسیر" کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

شیخ عبدالغفار ضامرانی نے "بلوچی تفسیر" میں جو منہج اختیار کیا ہے اسے دو فصلوں میں بیان کیا جاتا ہے:

فصل اول : تفسیر القرآن بالقرآن والسنہ میں بلوچی تفسیر کا منہج

فصل دوم : تفسیر القرآن بالرأی میں بلوچی تفسیر کا منہج

فصل اول: تفسیر القرآن بالقرآن والسنہ میں بلوچی تفسیر کا منہج:

فصل اول دو مباحث پر مشتمل ہے۔

بحث اول : تفسیر القرآن بالقرآن میں بلوچی تفسیر کا منہج

بحث دوم : تفسیر القرآن بالسنہ میں بلوچی تفسیر کا منہج

1.1: بحث اول: تفسیر القرآن بالقرآن میں بلوچی تفسیر کا منہج

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بلوچی تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن کا بھرپور التزام کیا ہے، اور تفسیر القرآن بالقرآن میں ان کے منہج کے متعدد پہلو ہیں، جن میں سے چند مناہج حسب ذیل ہیں:

(1) شیخ ضامرانی کا تفسیر القرآن بالقرآن میں ایک منہج یہ ہے کہ کسی آیت کی تفسیر میں صرف ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں اوراس کے ذریعے زیر بحث آیت کی تفسیر کرتے ہیں مثلاً

سورۃ الاعراف کی آیت:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاً﴾[1]

اس کی تفسیر میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"یہ آیت اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت ہر دور کے تمام لوگوں کے لئے ہے، وہ آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا، اب نجات کا دارومدار نہ یہودیت میں ہے نہ عیسائیت میں اور نہ کسی اور دین میں، بلکہ نجات صرف دین اسلام اور محمد ﷺ کی پیروی میں ہے۔ قرآن پاک میں اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۸۵﴾[2]

ترجمہ: "جو دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرتا ہے وہ ہرگز قابل قبول نہ ہوگا، اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا"۔[3]

یہاں پر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ اعراف کی آیت نمبر 158 کی تفسیر سورۃ اٰل عمران کی آیت نمبر 85 سے کی۔ یہ تفسیر القرآن بالقرآن کی ایک مثال ہے۔

سورۃ الطور کی آیت:

(1) سورۃ الاعراف (7): 158

(2) سورۃ اٰل عمران (3): 85

(3) بلوچی تفسیر، ص: 409۔ محولہ بالا

﴿كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ٢١﴾[(1)]

ترجمہ: ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے" اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

رَهِيْنٌ بمعنی مرھون ہے، یعنی رہن میں رکھی ہوئی چیز، مطلب یہ کہ ہر کسی کو اس کے کئے ہوئے عمل کا بدلہ ملے گا، اگر نیک تھا تو اسے نیکیوں کا بدلہ ملے گا، اگر بد تھا تو اسے بد اعمالیوں کا بدلہ ملے گا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ﴾[(2)]

ترجمہ: "جو نیک عمل کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے جو برا عمل کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر آتا ہے"

(2) تفسیر القرآن بالقرآن کے سلسلے میں شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کسی ایک آیت میں جو بنیادی بات مذکور ہے وہی بات قرآن پاک کے جن دیگر آیات میں موجود ہے تو وہ ان تمام قرآنی مقامات کی نشاندہی بھی فرماتے ہیں، چنانچہ اس دنیا میں مُردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں سورۃ بقرۃ کی آیت:

﴿فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٧٣﴾[(3)]

ترجمہ: "ہم نے کہا اس گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر لگا دو (وہ جی اٹھے گا) اسی طرح اللہ مردوں

(1) سورۃ الطور (52): 21

(2) سورۃ حٰم سجدہ (41): 46

(3) سورۃ البقرۃ (2): 73

کو زندہ کر کے تمھیں تمھاری عقلمندی کے لئے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔"

اس آیت کی تشریح میں شیخ ضامرانی فرماتے ہیں کہ:

"جس طرح اللہ نے مردہ زندہ کیا، اسی طرح وہ قیامت میں بھی تمام مُردوں کو قبر سے زندہ کر کے اٹھائے گا، اور یہ کام اللہ کے لئے ہرگز مشکل نہیں۔ قرآن پاک کی اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ مقامات میں اسی دنیا میں مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک مقام یہی آیت ہے ۔باقی چار مقامات درج ذیل ہیں:

1. (ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ) [1]

2.(فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۟ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ) [2]

3. (فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ)[3]

4. (وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی)[4]

---

(1) سورۃ البقرۃ(2):56

(2) سورۃ البقرۃ(2):243

(3) سورۃ البقرۃ(2):259

(4) سورۃ البقرۃ(2):260

یہ تمام مقامات اسی ایک سورۃ میں موجود ہیں۔[1]"

تفسیر القرآن بالقرآن میں ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج بیان کرنے کے لئے یہی مثالیں کافی ہیں۔

1.2: بحث دوم: تفسیر القرآن بالسنہ

قرآن پاک کی تفسیر کا دوسرا معتبر مأخذ "حدیث و سنت" ہیں، قرآن پاک کی جو تفسیر

(1) بلوچی تفسیر، ص:34، محولہ بالا۔

آنحضرت ﷺ کے اقوال و سنن سے مأخوذ ہے، وہی سب سے زیادہ قابل اعتماد ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر قرآن میں سب سے زیادہ اعتماد روایاتِ حدیث پر کیا ہے۔ اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر القرآن بالسنہ میں جو منہج اپنایا ہے اس کے متعدد پہلو اور امتیازات ہیں، ان کو چند عنوانات کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔

1.2.1: روایاتِ حدیث کے ذریعے تفسیر بالمأثور کا اہتمام

شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بلوچی تفسیر میں اس بات کا خصوصی التزام فرمایا ہے کہ آیت کی توضیح و تشریح کسی نہ کسی روایتِ حدیث کے ذریعے کی جائے۔ مثلاً

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىِٕكَ رَفِيْقًا ؕ ۶۹﴾[1]

ترجمہ: "اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد احادیث کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔
>
> ترجمہ: "آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اسے

(1) سورۃ النساء(4):69

محبت تھی"،(صحیح بخاری ،کتاب الادب ،باب علامۃ الحبفیا للہ)

اس آیت کی شان نزول کے بارے میں ابو بکر بن مردویہ نے اپنی سند کے ساتھ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ آپ مجھے اپنی جان، اپنے گھر والوں اور اپنے بچوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں ،جب گھر میں آپ کی یاد آتی ہے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں، لیکن اب مجھے خوف ہے کہ وفات کے بعد آپ کا حشر نبیوں کے ساتھ ہو گا اگر میں جنت میں آگیا تو وہا ں آپ کی دیدار نہ کر سکوں گا۔اس واقعے پر یہ آیت نازل ہوئی اور اصحاب کو تسلی دی گئی کہ قیامت میں وہ پیغمبر کی دیدار کر سکیں گے ۔(تفسیر ابن کثیر ،امام بیہقی مجمع الزوائد میں کہتے ہیں کہ یہ روایت امام طبرانی نے المعجم الصغیر والاوسط میں لایا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں۔دیکھئے مجمع الزوائد جلد نمبر7ص:7 تفسیر سورۃ النساء)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں قیامت کے دن آپ کے ساتھ ہونا چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فأعنی علی نفسک بکثرۃ السجود یعنی نفلی نماز پڑھا کرو(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فصل السجود)۔اب

جو شخص قیامت کے دن ان پاکبازوں کی ہم مجلسی اور ہمراہی
چاہتا ہے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنے اوپر
فرض کرے۔(اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی ہمراہی نصیب فرمائے
)"[1]

تفسیر القرآن بالسنہ کے لئے مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو۔

1. سورۃ آل عمران آیت نمبر 14 کی تفسیر،[2]
2. سورۃ الحج آیت نمبر 24 کی تفسیر،[3]
3. سورۃ النور آیت نمبر 16 کی تفسیر،[4]

وغیرہ لاتعداد مقامات ہیں جہاں آیت کی توضیح و تفسیر مستند روایات حدیث کے ذریعے کی گئی ہے۔

1.2.2: اسرائیلی روایات سے عدم استدلال

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر "بلوچی تفسیر" میں اسرائیلی روایات سے حتی الامکان بھرپور پرہیز کیا ہے، تاہم جن آیات کے ذیل میں مفسرین نے اسرائیلی روایات لائے ہیں

(1) بلوچی تفسیر، ص:210، محولہ بالا۔

(2) بلوچی تفسیر، ص:117، محولہ بالا۔

(3) بلوچی تفسیر، ص:796، محولہ بالا۔

(4) بلوچی تفسیر، ص:838، محولہ بالا۔

،ان کا اجمالا تذکرہ کرکے بھرپور تنقید بھی کی ہے۔ چنانچہ "الغرانیق العلیٰ" والے قصّے کے سلسلے میں سورۃ الحج کی آیت نمبر 52 میں تفصیلی نقد کی ہے۔

﴿وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّیْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ ۚ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۙ۵۲﴾[1]

ترجمہ:" ہم نے آپ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا، شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ملا دیا، پس شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دانا اور با حکمت ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے کہ:

> جب بھی نبی اکرم ﷺ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تو شیطان یہ کوشش کرتا کہ اس کی تلاوت میں اپنی باتیں شامل کروائے، اور ان کے دل میں وسواس ڈال دے، تاکہ اسے گرانی اور دقت پیش آئے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی نگہبانی کی اور شیطان کی کوشش کو ناکام بنادیا اور آیات کی حفاظت فرمائی۔ اور یہاں پر اپنے پیغمبر کو تسلی دے رہے ہیں کہ شیطان اور اس کی یہ چالاکیاں صرف تمھارے ساتھ نہیں ہوئی ہیں بلکہ اس نے تم سے پہلے والے پیغمبروں کے

(1) سورۃ الحج، (22):52

پڑھنے میں بھی اپنی باتیں شامل کرنے کی مذموم کوشش کی ہے ، مگر جس طرح اللہ نے سابقہ پیغمبروں کے سامنے شیطان کی یہ کوشش ناکام بنادی ہے اور اپنے پیغمبروں کی حفاظت کی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمھاری بھی حفاظت کرے گا۔[1]"

اس تفسیر کے بعد شیخ ضامرانی نے ایک اسرائیلی روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس پر تنقید کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

"اس مقام پر کچھ مفسرین نے ایک جھوٹا واقعہ بیان کیا ہے جو قصہ الغرانیق العلی کے نام سے مشہور ہے۔ کہ آپ ﷺ سورۃ النجم کی تلاوت فرمارہے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہ(اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰیۙ۱۹ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی۲۰)[2]تو آپ ﷺ کی زبان سے یہ جملہ نکلا **(تِلْکَ الْغَرَانِیْقَ الْعُلٰی ،وَأنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجیٰ)**ترجمہ:"کہ یہ بلند شان والے معبود ہیں جن کی سفارش کی امید کی جاتی ہے "لیکن محدثین

(1) بلوچی تفسیر،ص:805، محولہ بالا

(2) سورۃ النجم(53) :20

نے یہ واقعہ جھوٹا اور من گھڑت قرار دیا ہے۔امام ابن کثیر
نے کہا ہے کہ : یہ واقعہ صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے
،امام بیہقی نے فرمایا کہ اس واقعہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔امام
ابن خزیمہ نے فرمایا کہ یہ بالکل جھوٹا قصہ ہے (فتح القدیر
للعلامہ شوکانی)اس بابت محدث العصر شیخ البانی نے پورا ایک
رسالہ لکھا ہے جس میں پوری تفصیل کے ساتھ واقعہ زیر
بحث لاکر ثابت کیا ہے کہ یہ جھوٹا واقعہ ہے۔"[1]

1.2.3: استنادِ حدیث کے سلسلے میں شیخ البانی پر اعتماد

احادیث کی صحت واستناد کے معاملے میں شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ تر شیخ ناصر الدین البانی پر اعتماد کیا ہے، چنانچہ ان کے منہج روایت میں بکثرت یہ بات دیکھنے کو ملتی ہے کہ کسی بھی روایت پر استنادی کلام میں وہ شیخ البانی سے استفادہ کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ النساء کی آیت:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا﴾[2]

ترجمہ:"کسی مومن کو دوسرے مومن کا قتل کر دینا زیبا نہیں مگر غلطی سے ہو جائے،(تو اور بات ہے)،جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے

(1) بلوچی تفسیر،ص:805، محولہ بالا

(2) سورۃ النساء(4) : 92

عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے۔ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ لوگ بطور صدقہ معاف کر دیں"

اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت ذمی کی دیت کے سلسلے میں یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:دیة المعاهد نصف دية الحّر (سنن أبی داؤد ،کتاب الدیات ،باب فی دیة الذمی) شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(ارواء الغلیل جلد:7ص:307)[1]

اس کے علاوہ بلوچی تفسیر کے صفحہ نمبر 1245،417،415،388،382،363،220 وغیرہ پر بھی مثالیں ملتی ہیں۔

1.2.4:ادعیہ ماثورہ کا تذکرہ

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ وہ مختلف احادیث میں موجود ادعیہ و اذکار کو بھی متعلقہ آیات کی تفسیر کے ذیل میں بیان فرماتے ہیں، چنانچہ سورۃ بنی اسرائیل کی درج ذیل آیت:

﴿وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۶۴﴾[2]

ترجمہ:"ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے گا بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھالا

(1) بلوچی تفسیر،ص:219، محولہ بالا

(2) سورۃ بنی اسرائیل(17) : 67

اور ان کے مال اور اولاد میں سے اپنا بھی ساجھالگااور انہیں (جھوٹے) وعدے دے لے، ان سے جتنے بھی وعدے شیطان کے ہوتے ہیں سب کے سب برابر فریب ہیں"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے ہمبستری کی مسنون دعا نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ سے ہم بستری کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:

(بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَيْطٰنَ وَجَنِّب الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا) ،

ترجمہ:"شروع اللہ کے نام سے، اے اللہ ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور جو کچھ ہمیں عطا فرمائیں گے وہ بھی شیطان سے محفوظ رکھ"

اس ہم بستری کے نتیجے میں جو اولاد پیدا ہوگی شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔(صحیح بخاری ،کتا ب الدعوات ،باب مایقول إذا أتی أهله) (1)

اسی طرح سورۃ المؤمنون کی آیت:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِۙ۝۹۷ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۝۹۸﴾ (2)

ترجمہ:"اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔اور اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آجائیں"

اس آیت کے تحت شیطان سے حفاظت کی درج ذیل متعدد مسنون دعائیں نقل کی ہیں۔

(1) (أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هُمَزِهٖ وَ نَفْخِهٖ وَنَفَسِهٖ)۔
(أبو داؤد ،کتاب الصلوة ،من رأی الاستفتاح بسبحانک)

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:678، محولہ بالا۔

(2) سورۃ المؤمنون(23): 97،98

(2) (أَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَتَخَبَّطَنِی الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتَ).
(سنن أبی داؤد ،کتاب الوتر،باب فی الاستعاذہ)

(3) (بِاسْمِ اللهِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِه وَعِقَابِهٖ وَ مِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ ،وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَأن يَحْضُرُوْن)[1]
(أبو داؤد ،کتاب الطب،باب کیف الرقی ،ترمذی ،أبواب الدعاۃ)

1.2.5: فضائل سُوَر وآیات والی احادیث کا بیان

شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سورتوں اور مختلف آیات کے فضائل کے سلسلے میں بھی متعدد احادیث نقل کئے ہیں؛

سورۃ البقرہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے شیخ ضامرانی نے لکھا ہے کہ:

"اس سورۃ کی فضیلت بہت سی احادیث میں آئی ہے۔ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اپنے گھروں کو قبر نہ بناؤ ،بے شک جس گھر میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت ہوتی ہے شیطان اس گھر میں نہیں جاسکتا۔"

(صحیح مسلم ،کتاب صلوۃ المسافرین،باب استحباب صلوۃ النافلہ فی بیتہ) [2]

سورۃ الملک کی فضلیت کے سلسلے میں چند روایات کا تذکرہ یوں کیا ہے:

(i) "اس سورۃ کی فضیلت متعدد احادیث میں آئی ہے:"

---

(1) بلوچی تفسیر،ص:829، محولہ بالا

(2) بلوچی تفسیر،ص:15، محولہ بالا۔

آپ ﷺ سونے سے پہلے ہمیشہ سورۃ الٓم سجدہ اور سورۃ الملک کو پڑھتے تھے پھر سو جاتے تھے۔

(ترمذی، فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ الملک)

(ii) آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ پاک کی کتاب یعنی قرآن مجید میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں، یہ سورت قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارش کرتی ہے، یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرا دیتی ہے۔

(سنن ترمذی، ابواب فضائل القرآن، ماجاء فی سورۃ الملک)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند حسن قرار دی ہے۔

(iii) آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ الملک (اپنے پڑھنے والے کو) قبر کے عذاب سے نجات دلاتی ہے۔

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج 3 ص:131، حدیث نمبر 1165) شیخ البانی کہتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے۔"[1]

مختلف آیات کی فضیلت کے سلسلے میں آیت الکرسی کی فضیلت بیان کرتے ہوئے شیخ ضامرانی نے لکھا ہے کہ:

"آیت الکرسی کی فضیلت احادیث میں بہت وارد ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"یہ آیت اعظم یعنی قرآن کی بڑی افضل ترین آیت ہے

(1) بلوچی تفسیر، ص:1245، محولہ بالا۔

(مسند احمد)اور فرمایا کہ:

جو شخص رات کو سوتے وقت یہ آیت پڑھے، اللہ کی طرف سے اس کے لئے ایک نگہبان مقرر ہو گا، صبح تک شیطان اس کے پاس نہیں آسکتا۔(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن ،باب فضل سورۃ البقرۃ)[1]"

1.2.6: مستند احادیث و آثار کی روشنی میں شان نزول کا بیان

بلوچی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے "تفسیر القرآن بالسنہ "والے منہج کے تحت شان نزول کے بیان میں بھی مستند احادیث وآثار سے مدد لی ہے۔ چنانچہ سورۃ النساء کی آیت:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ ۹۴﴾[2]

ترجمہ:"اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جارہے ہو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تم سے سلام علیک کرے تم اسے یہ نہ کہہ دو کہ تو ایمان والا نہیں"۔ اس آیت کی شان نزول میں شیخ نے لکھا ہے کہ:

"لہتے صحابہ چہ یک جاگہے ءَ گوزوک اتنت کہ اودا یک شپانکے پس چاریںگ ءَ ات، گڈا آئی گوں گندگ ءَ اشاں سلام دات ۔صحابیاں ہمے فہم ات کہ اے چہ وتی جان ءِترس ءَ و تا

(1) بلوچی تفسیر، ص:100، محولہ بالا۔

(2) سورۃ النساء(4): 94

مسلمان ظاہر کنت ،ءُ سلام دنت۔ اشاں بے پٹ ءُلوٹ کنگ
ءَ ہنچو کشت ،ءُ آئی پس مال ءِ غنیمت جاگہ ءَ زرت انت ،ءُ واجہ
ءِ خدمت ءَ حاضر بوت انت۔ ہمیشانی بابت ءَ اے آیت نازل
بوت۔(صحیح بخاری۔ کتاب التفسیر ،سورۃ النساء)[1]

"صحابہ کرام کا کہیں سے گزر ہوا ،وہاں ایک چرواہا بکریاں چرا
رہا تھا ،اس نے انہیں دیکھ کر سلام کیا ،صحابہ کرام نے سمجھا
کہ وہ اپنی جان بچانے کی خاطر خود کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے
۔انہوں نے بلا تحقیق اسے قتل کر ڈالا ،مال مویشی بطور
غنیمت لے گئے ،آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے
،ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔(صحیح بخاری
،کتاب التفسیر ،سورۃ النساء)

مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو۔ ص"424،288،209وغیرہ

فصل دوم

(1) بلوچی تفسیر، ص:221، محولہ بالا

تفسیر بالرأی میں بلوچی تفسیر کا منہج

تفسیر بالرأی میں "بلوچی تفسیر" کے منہج کو تفصیل سے بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ مختصراً تفسیر بالرأی کا مفہوم واضح کیا جائے اور اس حوالے سے ائمہ تفسیر کے اختلاف رائے کا پس منظر اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے۔

تفسیر بالرأی سے وہ تفسیر قرآن مراد ہے جو اجتہاد کی مدد سے کی جائے، یہ اس صورت میں ممکن ہے جب عربوں کے اسلوب کلام، عربی الفاظ اور ان کے وجوہ دلالت سے بخوبی واقفیت ہو، اس کے ساتھ ساتھ وہ اشعار جاہلی، اسباب نزول، ناسخ منسوخ اور ان امور سے نابلد نہ ہو جو مفسر کے لئے از حد ضروری ہیں۔[1]

تفسیر بالرأی کے سلسلے میں علماء کی جماعت میں اختلاف ہے، عند البعض تفسیر بالرأی جائز ہے اور عند البعض ناجائز۔ مگر فریقین کے دلائل و براہین کا بنظر غائر تجزیہ کرنے والے محققین کا کہنا ہے کہ یہ اختلاف و نزاع صرف لفظی ہے حقیقی نہیں۔ اس بات کی تشریح حسب ذیل ہے۔

رائے کی دو قسمیں ہیں:

1۔ ایک رائے وہ ہے جو کلام عرب کے موافق اور کتاب و سنت سے ہم آہنگ ہو، اور اس میں تفسیر کے تمام ضروری شرائط کو ملحوظ رکھا گیا ہو، اس قسم کی رائے بلاشک و شبہ جائز اور درست ہے۔ جن علماء نے تفسیر بالرأی کی اجازت دی ہے، ان کی مراد اسی قسم کی رائے ہے۔

2۔ دوسری قسم کی رائے وہ ہے جو قوانین عربیت کے خلاف ہو اور شرعی دلائل سے میل نہ کھاتی ہو

(1) حریری، غلام احمد، تاریخ تفسیر و مفسرین، فیصل آباد، ملک سنز پبلشرز، کارخانہ بازار، ص:228۔

اور اس میں تفسیر کے ضروری شرائط کا فقدان ہو، اس قسم کی رائے ممنوع و مذموم ہے۔[1]
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مانعین تفسیر بالرأی کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ائمہ سلف سے اس ضمن میں جو اقوال منقول ہیں، وہ اسی قسم کی تفسیر سے متعلق ہیں جو بلا علم و برہان ہو۔ جہاں تک لغت و شرع پر مبنی تفسیر کا تعلق ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ علماء سے بکثرت تفسیری اقوال منقول ہیں۔ اور ان کے یہ اقوال علم و تحقیق پر مبنی ہیں۔ جو اہل علم پر واجب بھی ہے، کہ جو بات معلوم نہ ہو اس کے بارے میں سکوت سے کام لیا جائے اور جو معلوم ہو اس کا برملا اظہار کر دیا جائے اور اسے چھپایا نہ جائے۔ قرآن کریم میں فرمایا:
(لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ)[2]
ترجمہ: "اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں"[3]

چنانچہ شیخ عبدالغفار ضامرانی نے اپنی "بلوچی تفسیر" میں تفسیر بالرأی کا جو منہج اپنایا ہے وہ پہلی قسم کی تفسیر بالرأی ہے جو جائز اور مطلوب ہے۔ تفسیر بالرأی کے سلسلے میں شیخ

(1) تاریخ تفسیر و مفسرین، ص:228، محولہ بالا۔

(2) سورۃ آل عمران،(3) : 187

(3) محمد حسین ذہبی، ڈاکٹر، التفسیر والمفسرون، قاہرہ، مکتبہ وحدہ، 2000ء، ج1 ص:189

عبدالغفار ضامرانی کا منہج جن نکات پر مشتمل ہے، وہ مختصراً چند عنوانات کی صورت میں پیش خدمت ہیں۔

2.1: لغوی تحقیق کا اہتمام

بلوچی تفسیر میں شیخ عبدالغفار ضامرانی نے لغوی تحقیق کا بھی اہتمام کیا ہے، مگر بقدر ضرورت اور اختصار کے ساتھ، چنانچہ جہاں کوئی مشکل لفظ آیا ہے اختصار کے ساتھ اس کی لغوی تحقیق پیش کی ہے مثلاً

(I) سورۃ الفجر کی آیت:

﴿وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ ۱۰﴾[1]

ترجمہ: "اور فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا"

کی لغوی تحقیق میں شیخ ضامرانی نے فرمایا ہے کہ:

"أَوْتَادْ جمع ہے، اس کی واحد وَتَدٌ ہے، جس کا معنی ہے کیل"[2]

(ii) سورۃ البلد کی آیت:

---

(1) سورۃ الفجر (89): 10

(2) بلوچی تفسیر، ص:1324، محولہ بالا۔

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ ۱۱﴾[1]

ترجمہ: مگر وہ گھاٹی پر سے ہو کر نہ گزرا،

اس آیت کی تفسیر میں عَقَبَۃٌ کی لغوی تحقیق میں فرمایا: "عَقَبَۃٌ اس نشیب و فراز والے راستے کو کہتے ہیں جو پہاڑوں کے درمیان میں ہے، جس سے گزرنا بہت مشکل ہو، یہ ایک تشبیہ ہے جو اسلام کے ساتھ دی گئی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دل کے ساتھ اسلام قبول کرنا اور اس پر ہر حال میں قائم رہ کر صبر کرنا بہت مشکل کام ہے، ہر کسی کے بس میں نہیں ہے"۔[2]

(iii) سورۃ الحجرات کی آیت:

عربی زبان کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ ایک ایک چیز کے لئے کئی اسماء میں موجود ہیں، پھر ہر چیز کی مختلف حیثیتوں اور مختلف مدارج کے لئے الگ الگ نام وضع کئے گئے ہیں۔ شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لغوی تحقیق کے ذیل میں کئی مقامات پر اس نوعیت کی تفصیلات بھی ذکر کئے ہیں ۔مثلاً سورۃ الحجرات کی آیت:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ﴾[3]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے، اور اس لئے کہ تم آپس

---

(1) سورۃ البلد(90): 12

(2) بلوچی تفسیر، ص:1327، محولہ بالا۔

(3) سورۃ الحجرات،(49): 13

میں ایک دوسرے کو پہچانو، کنبے قبیلے بنادیئے ہیں"

اس آیت کی لغوی تحقیق کے ذیل میں تفسیر قرطبی کے حوالے سے لکھا ہے:

شَعْبُ بڑے قبیلے کو کہتے ہیں، اس سے چھوٹے کو قَبِيْلَةٌ کہتے ہیں، اس کے بعد والے کو عَمَارَةٌ کہتے ہیں، اس کے بعد والے کو بَطَنٌ کہتے ہیں، اس سے چھوٹے کو اَلْفَخَذْ اور اس سے مزید چھوٹے کو فَصِيْلَةٌ کہتے ہیں، اس سے چھوٹے کو عَشِيْرَةٌ کہتے ہیں"[1]

(iv) سورۃ سبا کی آیت:

شیخ ضامرانی لغوی تحقیق کے سلسلے میں لغت عرب سے استدلال کرتے ہیں عربی محاورات کے ذریعے بھی مدعا واضح کرتے ہیں، چنانچہ سورۃ سبا کی آیت:

﴿وَّ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ۵۳﴾[2]

ترجمہ: "اس سے پہلے تو انہوں نے اس سے کفر کیا تھا، اور دور دراز سے بن دیکھے ہی پھینکتے رہے"۔

اس آیت کے ذیل میں شیخ ضامرانی فرماتے ہیں

قذف کہتے ہیں کسی چیز کے پھینکنے اور مارنے کو، عربی میں ایک محاورہ ہے کہ جو شخص بلا دلیل محض اپنے گمان کے مطابق بات کرتا ہے اس کو "رجم بالغیب" اور قذف بالغیب" سے تعبیر کرتے ہیں گویا کہ یہ شخص تاریکی میں تیر چلا رہا ہوتا ہے

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:1149، محولہ بالا

(2) سورۃ سبا(34) : 53

اس کا کوئی متعین ہدف نہیں ہوتا، گویا کہ یہ کفار کی عادت
ہے کہ جو بغیر دلیل کے صرف اپنے گمان کی بنیاد پر پیغمبروں
کی باتوں کا انکار کر بیٹھتے ہیں اور ان کو جھٹلاتے ہیں۔[1]

2.3: صرفی اور نحوی تحقیق کا التزام

قرآن پاک کے ترجمہ اور تفسیر میں جہاں مفہوم کی وضاحت کے لئے صرفی اور نحوی تحقیق کی ضرورت پڑی ہے تو وہاں پر شیخ ضامرانی نے صرف و نحو کے قواعد کی رو سے بحث بھی کی ہے۔ چنانچہ:

(i) ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾[2]

ترجمہ: "اسی نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا ہے تم انہیں دیکھ رہے ہو۔"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"بعض علماء نے "تَرَوْنَهَا" کو عَمَد کی صفت قرار دی ہے، اسی
طرح معنی یہ ہو گا کہ آسمانوں کے لئے ستون تو ہیں مگر تمہیں
نظر نہیں آتے، یہ تفسیر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر سے
منقول ہے۔ اور بعض اہل علم نے اسے عَمَد کی صفت نہیں مانی
ہے۔ تو اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے

(1) بلوچی تفسیر، ص:995، محولہ بالا

(2) سورۃ لقمان، (31): 10

آسمانوں کو بغیر ستون کے اسی طرح بنایا ہے جس طرح کہ
تمہیں نظر آتے ہیں، حافظ ابن کثیر نے بھی یہی دوسرا قول
مختار قرار دیا ہے"۔[1]

(ii) ﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ۷۵﴾[2]

اس آیت میں موجود لفظ "مَلَكُوْتْ" کی تفسیر میں لکھا ہے: "مَلَكُوْتْ مبالغہ کا صیغہ ہے، جیسا کہ رَغْبَةٌ سے رَغَبُوتْ اور رَهْبَةٌ سے رَهَبُوْتْ نکلا ہے۔[3]

اشعار سے استدلال

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ پاکیزہ شعری ذوق بھی رکھتے تھے، متعدد مقامات پر تفسیری مفہوم کو عربی، فارسی اور اردو کے اشعار کے ذریعے واضح فرماتے نظر آتے ہیں۔

(I) سورۃ البقرۃ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے بادشاہ وقت کے سامنے توحید کے ایسے دلائل پیش کئے کہ وہ لاجواب ہوگئے، ﴿فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ﴾[4] اس

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:948، محولہ بالا

(2) سورۃ الانعام(5): 75

(3) بلوچی تفسیر، ص:333، محولہ بالا

(4) سورۃ البقرۃ،(2):258

آیت کے ذیل میں شیخ ضامرانی نے لکھاہے کہ:

"توحید کے دلائل کے سامنے شرک کے دلائل کی حیثیت مکڑی کی جال سی ہے، جس کے بارے میں قرآن پاک میں آیاہے:﴿"وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ "﴾[1]

ترجمہ: کہ کمزور ترین مکان مکڑی کا مکان ہے "اس کے بعد شیخ لکھتے ہیں کہ:

"غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق میں توحید کے دلائل روز روشن کی طرح واضح ہیں، جیسا کہ شاعر نے کہاہے:

وَفِيْ كُلِّ شَيْئٍلَه آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى أَنهَّ وَاحِدٌ [2]

(ii) واقعہ افک کے ذیل میں آگاہی (نوٹ) کے عنوان سے شیخ نے لکھاہے:

"اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو علم غیب حاصل نہ تھا وگرنہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو سفر میں نہ بھلا دیتے اور نہ پریشان ہو جاتے۔

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار گر کسی گوید کہ دانم تو از و باور مدار [3]

(iii)سورۃ یونس کی آیت:

﴿وَّ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ﴾[4]

---

(1) سورۃ العنکبوت(29):41

(2) بلوچی تفسیر، ص:102، محولہ بالا

(3) بلوچی تفسیر، ص:836، محولہ بالا

(4) سورۃ یونس(10): 22

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ غیر اللہ سے مانگنے کو شرک قرار دینے کے بعد الطاف حسین حالی کے درج ذیل اشعار نقل فرماتے ہیں۔

اشعار	
کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر	جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر	جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
مگر مؤمنوں پر کشادہ ہیں راہیں	پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں	شہیدوں سے جاجا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے	نہ ایمان بگڑے نہ اسلام جائے[1]

مزید مثالوں کے لئے ملاحظہ ہو۔ ص:1338، 1355، 280، 775 وغیرہ

2.4: کتب سماویہ سے استدلال

شیخ ضامرانی نے ختم نبوت کے مسئلے پر دیگر کتب سماویہ سے بھی استدلال کیا ہے، چنانچہ سورۃ اعراف کی آیت:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ﴾[2]

ترجمہ: "جو لوگ اس رسول نبی امّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا

(1) بلوچی تفسیر، ص:504، محولہ بالا

(2) سورۃ الاعراف (7):157

ہوا پاتے ہیں"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے تفصیل سے بحث کی ہے اور تورات وانجیل میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کی بشارت اور اس کے علامات کی موجودگی بیان فرمائی۔ساتھ ساتھ تورات وانجیل کی صحت و استناد پر بھی بحث کی ہے اور ان میں تحریف لفظی و معنوی ہونے پر بھی مدلل بحث کی ہے۔چنانچہ شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"نوٹ: آج کل جو تورات موجود ہے اس کا بیشتر حصہ تبدیل کر دیا گیا ہے لہذا اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا ،اس میں تحریف ہوئی ہے،اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کی طرف ایسی بے ہودہ باتوں کو منسوب کیا گیا ہے جو کسی بھی طرح کسی آسمانی کتاب کے لائق نہیں۔جیسا کہ:

"خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہوا اور دل میں غم کیا"(پیدائش۔ب۔6۔6ص:9)

"اس نے (یعنی داؤد نے) ایک عورت کو دیکھا جو نہارہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی،تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کی اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اور ریّا کی بیوی ہے،داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلالیا وہ اس کے پاس آئی اور اس نے صحبت کی اور عورت حاملہ ہوگئی (سموئیل

۔ب۔11۔3۔ص:303)"

کوئی عقلمند انسان یقین نہیں کر سکتا کہ اس طرح کہ بے ہودہ

باتیں کسی آسمانی کتاب کی ہو سکتی ہیں۔"[1]

2.5: فقہی احکامات کے بیان کا التزام

شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "بلوچی تفسیر" میں فقہی احکامات کے بیان میں مولانا محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کا طرز اپنایا ہے، جس آیت کے تحت کسی فقہی جزئی یا مسئلے کے بیان کا موقع آیا آپ نے بیان فرمادیا۔ البتہ فرق یہ ہے کہ آپ مسلکاً اہل حدیث تھے، اس لئے آپ نے حنفی موقف اور دیگر مذاہب ثلاثہ کے مقابلے میں اپنا موقف مدلل انداز میں پیش فرمایاہے۔ آپ کے فقہی تفردات اور فقہی منہج کا تفصیلی جائزہ ہم باب چہارم میں پیش کریں گے۔ یہاں بطور مشتے نمونہ از خروارے صرف چند فقہی مسائل کی نشاندہی کریں گے کہ شیخ ضامرانی نے اپنی تفسیر میں فقہی مباحث کے بیان کا بھرپور التزام کیاہے۔

(I) عموماً فقہی مسائل میں روایات احادیث سے استدلال کیاہے، چنانچہ قرآن پاک کی سورۃ النساء کی آیت نمبر 23 میں:

﴿وَ حَلَاۤئِلُ اَبْنَاۤئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۙ۲۳﴾[2]

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:407، محولہ بالا

(2) سورۃ النساء(4) : 23

ترجمہ: "اور تمھارے صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمھارا دو بہنوں کا جمع کرنا، ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا ،یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے "

اس آیت کی تفسیر میں "بہت ہی ضروری مسئلہ "(چند ضروری مسائل) کے عنوان سے چار اہم فقہی مسائل تفصیلی دلائل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ ان میں پہلا مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ:

"ایک وقت میں دو بہنیں نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ:
(لایجمع بین المرأة و عمتها و لابین المرأة و أختها)
یعنی خاتون اور اس کی چچی کے ساتھ اور اس کی خالہ کے ساتھ بیک وقت نکاح نہیں کیا جاسکتا(صحیح البخاری ،کتاب النکاح ،باب لاتنکح المرأة علی عمتها)[1]

2۔ اہل کتاب کے ذبیحہ اور ان کے برتنوں کے استعمال سے متعلق شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل آیت کے تحت مختصر بحث کی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾[2]

ترجمہ: ”کل پاکیزہ چیزیں آج تمھارے لئے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمھارے لئے حلال ہے اور تمھارا ذبیحہ ان کے لئے حلال“۔

اس آیت کی تفسیر میں شیخ نے لکھا ہے کہ:

”اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، یعنی جن جانوروں کو

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:188،

(2) سورۃ المائدہ(5) : 5

اسلام نے ہمارے لئے حلال قرار دیاہے ،اگر انہیں یہود ونصاریٰ اپنے ہاتھ سے ذبح کریں توان کا کھانا مسلمانوں کے لئے جائز ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنے مذہب پر پابند ہوں۔اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔(تفسیر ابن کثیر)

دلگوش(خبر دار)! جن برتنوں کو یہود ونصاریٰ استعمال کرتے ہیں توان کے اندر مسلمانوں کے لئے کھانا جائز نہیں، الاّیہ کہ کوئی اور برتن وغیرہ دستیاب نہ ہو، توپھر ان کے زیر استعمال برتنوں کو استعمال کرنا درست ہے۔ ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں ہم ان کے برتنوں میں کھانا کھاتے ہیں، یہ ہمارے لئے جائز ہے ؟تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان برتنوں کے علاوہ کوئی اور برتن دستیاب ہو تو اس میں کھانا جائز نہیں ہے، ان میں مت کھاؤ، اگر کوئی برتن دستیاب نہ ہو تو ان کو اچھی طرح دھولو، دھو کر اس میں کھاؤ۔(صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید، باب آنیۃ المجوس والمیتۃ) (1)

ان مثالوں کے علاوہ اور بھی لاتعداد مقامات پر مصنف نے متعلقہ آیات کے ذیل بڑی تفصیل سے فقہی مسائل بیان کئے ہیں، ان میں سے چند مقامات یہ ہیں۔

،119،219

257،348،362،651،75،841،756،796،843،1143،1127،1220،1226،123

6،1277،1886وغیرہ.

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:256، محولہ بالا

2.6: ناسخ و منسوخ کا بیان

"بلوچی تفسیر" میں ناسخ و منسوخ سے متعلق بھی جامع بحث کی گئی ہے اور اس کے بعد مختلف مقامات پر ناسخ و منسوخ آیات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے یہ بحث سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 106 کے تحت ملتی ہے:

﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۱۰۶﴾[1]

ترجمہ: "جس آیت کو ہم منسوخ کر دیں، یا بھلا دیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور لاتے ہیں، کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

"نسخ کا معنی عربی میں "نقل کرنا" ہے۔ شرعی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ ایک حکم کو تبدیل کر کے اس کی جگہ کوئی اور حکم دینا۔ یہ نسخ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام کے زمانے میں سوتیلے بہن بھائیوں کا باہم نکاح جائز تھا بعد میں حرام ہو گیا، اسی طرح قرآن پاک میں بہت سے ایسے احکامات ہیں جو بعد میں منسوخ ہو گئے، اور ان کی جگہ دوسرے احکامات دیئے گئے۔"

اس کے بعد شیخ ضامرانی نے نسخ کی مختلف اقسام بیان فرمائے ہیں:

نسخ کی تین قسمیں ہیں۔

(1) سورۃالبقرۃ (2): 106

پہلی قسم مطلق نسخ ہے یعنی ایک حکم بدل کر اس کی جگہ دوسرا حکم دینا۔نہ اس کی تلاوت ہو تی ہے اور نہ اس کا حکم بر قرار ہے۔

دوسری قسم نسخ مع التلاوۃ ہے یعنی پہلے حکم کی آیت والفاظ قرآن پاک میں موجود ہیں اور ان کی تلاوت بھی ہوتی ہے، لیکن بعد میں کوئی دوسرا حکم آیا اور وہ بھی قرآن میں موجود ہے، یعنی ناسخ ومنسوخ دونوں قرآن کریم میں موجود ہیں۔

تیسری قسم یہ ہے کہ اس آیت کی تلاوت نہیں ہوتی یعنی وہ قرآن سے نکالی گئی ہے آپ ﷺ نے انہیں قرآن میں شامل تو نہیں کیا مگر ان کا حکم بر قرار ہے۔اور اس پر عمل بھی کیا جاتا ہے ۔اس کی مثال "الشیخ والشیخۃ إذا زنیا فارجموھما" ہے

﴿"مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ"﴾ سے نسخ کی دوسری قسم مراد ہے۔اور ﴿"اَوْ نُنْسِهَا"﴾ سے پہلی قسم مراد ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ ہم اس کی تلاوت کا اہتمام کراتے ہیں اور نہ اس کے حکم پر عمل کا، کہنا چاہیے کہ ہم اس کو بھلا دیئے ہیں اور آپ ﷺ کے دل سے نکال چکے ہیں۔

یہودیوں نے کہا کہ تورات نا قابل نسخ ہے یعنی اس کا کوئی حکم قابل واپسی اور قابل نسخ نہیں ہے ،انہوں نے قرآن کے بعض منسوخ احکام پر بات کی اور کہتے تھے اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو اس کا کوئی حکم منسوخ نہ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بیان کو جھوٹا قرار دیا کہ زمین وآسمان کا مالک اللہ تعالیٰ خود ہے اس کی مرضی جو چاہے کرے جس حکم اچاہے اپنی حکمت بالغہ کے تحت خاتمہ کرکے اس کی جگہ کوئی دوسرا حکم دے اس کی مرضی۔

حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ تمام مسلمانوں اور سلف صالحین کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک میں ناسخ ومنسوخ موجود ہیں ۔البتہ ابو مسلم اصفہانی معتزلی نے اس بات کا انکار کیا ہے لیکن

جمہور امت کے اجماع کے سامنے اس بات کی کوئی حیثیت نہیں۔(تفسیر ابن کثیر)[1]

شیخ ضامرانی نے جن مقامات پر نسخ سے متعلق بحث کی ہے، ان میں سے ایک مقام سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 106 کی تفسیر ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۱۰۶﴾[2]

ترجمہ: "اے ایمان والو! تمھارے آپس میں دو شخص کا گواہ ہونا مناسب ہے، جب کہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں، خواہ تم میں سے ہوں یا غیر لوگوں میں سے دو شخص ہوں، اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو اور تمھیں موت آجائے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو، پھر دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے، اگرچہ کوئی قرابت دار بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے ہم اس حالت میں سخت گناہ گار ہوں گے۔"

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے کہ:

"بعض علماء کے نزدیک اس آیت کا حکم منسوخ ہے، البتہ

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:45، محولہ بالا

(2) سورۃ المائدہ(5): 106

اکثر علماء کے نزدیک یہ منسوخ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا حکم اپنی
جگہ بر قرار ہے "(تفسیر ابن کثیر)[1]

نسخ سے متعلق مزید مباحث درج ذیل صفحات پر ملتے ہیں: 466، 95، 94، 66 وغیرہ ہیں۔

2.7: فرق باطلہ کی تردید

"بلوچی تفسیر" میں مصنف نے کچھ مقامات پر ان فرقوں پر کھل کر اظہار خیال کیا ہے جو اسلام کے لبادے میں اپنے کفریہ عقائد کی پرچار کرتے ہیں، بالخصوص قادیانیت اور انکار حدیث کے حوالے سے مصنف نے دوٹوک موقف اپنایا ہے اور ان کے کھلے کفر پر واضح رَدّ عمل دیا ہے۔

(I) قادیانیت سے متعلق سورہ احزاب کی آیت نمبر 40 کے ذیل میں ان کا موقف واضح طور پر موجود ہے کہ یہ کافر ہیں:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝۴۰﴾[2]

ترجمہ: "(لوگو!) تمھارے مردوں میں کسی کے باپ محمد ﷺ نہیں۔ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے"۔

اس آیت کے ذیل میں متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث طیبہ کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت کو مفصل بیان کیا ہے اور آخر میں فرمایا ہے:

---

(1) بلوچی تفسیر، ص:300، محولہ بالا

(2) سورۃ الاحزاب(33): 40

"اور یہ معنی بعض دیگر احادیث سے بھی ثابت ہے جو سب
اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی اور
پیغمبر نہیں آئے گا۔ اسی وجہ سے جو پیغمبری کا دعوی کرے گا
وہ دجال ہے، کذاب ہے، اس کی پیروی کرنے والے سب
کافر ہیں جیسا کہ قادیانی اور ذکری اور ان کے ہم خیال
جماعتیں ہیں، اور اس بات پر مسلمانوں کے درمیان کوئی دو
رائے نہیں"[1]

(ii) منکرین حدیث سے متعلق مؤلف نے اپنی تفسیر میں کئی مقامات پر بحث کی ہے تاہم سب سے مختصر اور جامع بحث سورۃ النساء کی آیت نمبر 150 کے تحت کی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًاۙ ۱۵۰﴾[2]

ترجمہ: "جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے بین بین کوئی راہ نکالیں"

اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

(1) بلوچی تفسیر، ص:974، محولہ بالا

(2) سورۃ النساء (4): 150

"یہ آیت منکرین حدیث کی صاف صاف تردید کرتی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں قرآن کافی ہے، اور وہ اللہ کے رسول کی احادیث کو نہیں مانتے ہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ یہ کفر ہے جیسا کہ آیت اسی جانب رہنمائی مہیا کرتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے مابین تفریق کرنا کفر ہے۔ کیونکہ رسول اللہ کا قاصد ہے اور وہ دینی احکامات میں اللہ کے حکم کے بغیر کچھ بھی از خود نہیں کہتا، چنانچہ فرمان خداوندی ہے:

﴿وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۴﴾[1]

ترجمہ: "محمد ﷺ اپنی خواہش کی بنیاد پر کچھ نہیں کہتا سوائے اس وحی کے جو ان پر اتاری جاتی ہے "۔ پیغمبر کی باتوں کو ماننا اللہ کی باتوں کو ماننے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾[2]

ترجمہ: "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی "[3]

---

(1) سورۃ النجم(53) : 3،4

(2) سورۃ النساء(4) : 80

(3) بلوچی تفسیر، ص:242، محولہ بالا

باب چہارم

"بلوچی تفسیر میں شیخ ضامرانی کے کلامی اور فقہی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

"بلوچی تفسیر "میں شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جمہو راہل سنت کے بر خلاف علمی مسائل میں جو رائے قائم کی ہے، اس کی دو قسمیں ہیں، کلامی مسائل اور فقہی مسائل۔

چنانچہ باب چہارم دو فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول : "بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے کلامی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

فصل دوم : "بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے فقہی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

فصل اول:"بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے کلامی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ نے اپنی "بلوچی تفسیر" میں متعدد مقامات پر کلامی مباحث زیر بحث لائے ہیں، ان میں سے چند مباحث میں ان کے افکار کا تجزیاتی مطالعہ پیش خدمت ہے۔

استواء علی العرش کا مسئلہ

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے مگر اس کو اس کی حاجت اور ضرورت نہیں اور کیفیتِ استوی ہمیں معلوم نہیں وہ عرش اور غیر عرش کا محافظ ہے:

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾[1]

ترجمہ: "رحمٰن عرش پر مستوی ہوا"

عقیدہ طحاویہ میں ہے: "هو مستغن عن العرش ومادونه ،محيط بكل شيء وفوقه ،وقد اعجز عن الاحاطة خلقه"۔[2]

امام اعظمؒ نے فرمایا ہے:

نقّربأن الله على العرش استوىٰ من غير أن يكون له حاجة إليه وإستقرار عليه،وهو الحافظ للعرش و غير العرش ـــــ ونعم ما قال الامام مالک ؒ، حيث سئل عن ذلك الاستواء فقال : الاستواء معلوم ،والكيف مجهول ،والسؤال عنه بدعة ،والإيمان به واجب "[3]

---

(1) سورۃ طٰہ (20):5

(2) طحاوی، امام جعفر طحاوی، عقیدہ الطحاویہ مع الشرح، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص:280۔

(3) ملا علی قاری، شرح فقہ اکبر، لاہور، دار نشر الکتب الاسلامیہ، ص:38۔

یعنی ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے مگر اسکو اس کی حاجت اور اس پر استقرار کی ضرورت نہیں ہے اور وہ عرش اور غیر عرش کا محافظ ہے اور امام مالکؒ نے بہت اچھی بات کہی ہے کہ استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول ہے، اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے"

استواء علی العرش اور اہل حدیث کا مسلک

استواء علی العرش کے مسئلے میں اہل حدیث کا عقیدہ امام ابن تیمیہ کے مطابق ہے۔ شیخ عبدالغفار ضامرانی سلفیؒ نے استواء کے مسئلے پر جو موقف اپنی تفسیر میں پیش کیا ہے وہ ابن تیمیہؒ کا موقف ہے۔

پہلے شیخ ضامرانی کی عبارت ملاحظہ ہو، پھر ابن تیمیہ کا موقف اور اس کے ساتھ مطابقت اور پھر مجموعی طور پر اس موقف پر نقد ملاحظہ فرمائیں:

سورۃ طٰہٰ کی آیت:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵﴾[1]

اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

"استواء علی العرش یعنی اللہ پاک کا عرش پر مستوی ہونا یہ کیسے ہے؟ یہ ہم نہیں جانتے۔ ہم یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے، لیکن کیسے؟ وہ اسی طرح جو اس کے لائق ہے۔ سلف صالحین کا مذہب یہی ہے۔

---

(1) سورۃ طٰہٰ (20): 5

امام دارالہجرہ مالک بن انسؒ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبداللہ قرآن پاک کی یہ آیت "(اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۵) ---اس میں استواء کا لفظ آیا ہے۔ استواء کی کیفیت کیا ہوگی؟ راوی کہتا ہے کہ امام مالک اس سوال پر ایسا ناراض ہو گئے کہ اس سے پہلے یوں ناراضگی کا اظہار میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ان کے پسینے نکل گئے، بعد میں جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو کہنے لگے کہ: استواء کی کیفیت عقل و فہم سے ماوراء ہے، یعنی استواء کی کیفیت معلوم نہیں ہو سکتی، اور استواء معلوم ہے (یعنی وہ مستوی ہے قرآن نے اس کی گواہی دی ہے کہ اللہ پاک عرش کے اوپر ہیں) اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کی کیفیت کے بارے میں پوچھنا بدعت ہے، امام مالک نے اس سوال کرنے والے کو کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم گمراہ ہو، پھر اسے مجلس سے نکالنے کا حکم دیا اور شاگردوں نے اسے نکال دیا"۔

اور یہی موقف ابن تیمیہؒ کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جہتِ فوقیت ثابت کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے ظاہرِ نصوص سے استدلال کرتے ہیں، چنانچہ ابن تیمیہ اپنے رسالہ میں "الحمویۃ الکبریٰ" میں لکھتے ہیں:

"کتاب اللہ اول سے آخر تک اور سنت رسول اللہ ﷺ اول سے آخر تک، پھر عام کلام صحابہ و تابعینؒ، پھر سارے ائمہ کا کلام بھی پوری طرح اس امر کی صراحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے اوپر ہے اور عرش کے اوپر ہے اور وہ آسمان کے اوپر ہے.[1] لقولہ تعالیٰ :

---

(1) بلوچی تفسیر ص:734، محولہ بالا۔

I. ﴿ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ ﴾[1]

II. ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ؕ ﴾[2]

III. ﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْهِ ﴾[3]

IV. ﴿اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ ﴾[4]

V. ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ۙ۱۶﴾[5]

اور احادیث میں قصہ معراج اور فرشتوں کا نزول وصعود الی السماء موجود ہے"[6]

علامہ ابن تیمیہؒ نے مزید لکھا ہے:

"نہ کتاب اللہ میں ،نہ سنت رسول اللہ میں ،نہ سلف امت
سے ،نہ صحابہ و تابعینؒ سے ،نہ ائمہ سے کوئی حرف اس کے

---

(1) سورۃ اٰل عمران (3): 55

(2) سورۃ النساء(4): 158

(3) سورۃ المعارج(70): 4

(4) سورۃ فاطر(35): 10

(5) سورۃ الملک(67): 16

(6) ابوزہرہ، حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ترجمہ: رئیس احمد جعفری ندوی، مقدمہ: غلام رسول مہر، تنقیح، تحقیق، اضافہ: ابو الطیب محمد عطاء اللہ حنیف، لاہور، المکتبہ السلفیہ، شیش محل روڈ، 1971ء، ص:410۔

خلاف نقل ہوا ہے اور نہ کسی نے اس میں سے یہ کہا کہ اللہ آسمان میں نہیں ہے اور نہ کسی نے کہا کہ وہ عرش پر نہیں ہے ،نہ یہ کہا کہ وہ ہر جگہ ہے ،نہ یہ کہا کہ سارے مقامات اس کی نسبت سے برابر ہیں ،نہ یہ کہا کہ وہ نہ داخل عالم ہے ،نہ خارج عالم ہے ،نہ کسی نے کہا کہ وہ نہ متصل ہے ،نہ منفصل ہے ،نہ کسی نے یہ کہا کہ اس کی طرف انگلیوں وغیرہ سے اشارہ حسیّہ نہیں کر سکتے۔"[1]

تجزیاتی مطالعہ

استوا علی العرش کے مسئلے میں شیخ عبدالغفار ضامرانی کا موقف علامہ ابن تیمیہ کے موقف کے موافق ہے اور یہ موقف عملاً تشبیہ و تجسیم والے موقف ہی کی مانند نظر آرہا ہے حلانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارک ہر قسم کی تشبیہ اور تجسیم سے پاک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾[2]

﴿ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا﴾[3]

(1) حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ص:410، محولہ بالا۔

(2) سورۃ الشوریٰ(42): 11

(3) سورۃ البقرہ(2): 23

﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا۝۶۵﴾[1]

آخر میں اختتامی تجزیے کے طور پر عرض ہے کہ اگرچہ اہل حدیث تجسیم و تشبیہ سے برأت کا اظہار کرتے ہیں مگر ان کا موقف عملاً تشبیہ و تجسیم ہی کی مانند نظر آرہا ہے اور یہ وہی بات ہے جس کی نشاندہی شیخ عزالدین بن عبدالسلام (المتوفی 660ھ) نے کی ہے، انہوں نے فرمایا کہ "حشویہ (تجسیم و تشبیہ کے قائلین) دو قسم کے ہیں: ایک وہ جو تشبیہ و تجسیم کھلے طور سے کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو مذہب سلف کی آڑ لے کر ایسا کرتے ہیں۔ حالانکہ سلف کا مذہب خالص توحید و تنزیہ تھا، تشبیہ و تجسیم ہرگزنہ تھا"[2]۔

1.2: صفت معیت کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ صفت معیت کے ساتھ بھی متصف ہے، معیت الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم، سمع، بصر اور احاطہ کے اعتبار سے اپنی مخلوق اور بندوں کے ساتھ ہے، اس کو معیتِ عامہ کہتے ہیں۔ دوسری معیتِ خاصہ ہے جو خاص مؤمنین کے لئے ہے اس معیت کا معنی بندوں کی نصرت، تائید اور حفاظت ہے۔ اس کی معیت اور قرب مخلوق کی معیت اور قرب کی طرح نہیں ہے۔[3]

سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے:

---

(1) سورۃ مریم (19) :65

(2) ایضاً

(3) طاہر محمود، مفتی، عقائد اہل سنت والجماعت، میانوالی، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، 2009ء، ص:72۔

﴿يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ﴾ (1)

ترجمہ: لوگوں سے چھپ جاتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپ سکتے اور وہ تمھارے ساتھ ہیں۔

سورۃ الحدید میں فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۴﴾ (2)

ترجمہ: اور وہ تمھارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو، اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ سب سے باخبر ہے۔

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ:

ایھاالناس أربعوا علیٰ انفسکم فإنکم لاتدعون أصمَّ ولاغائباً،إنه معکم إنه سمیع قریب ۔(3)

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنے نفسوں پر رحم کرو، کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، وہ تمھارے ساتھ ہے بے شک وہ سننے والا قریب ہے''

اللہ تعالیٰ کی صفات متشابہات میں سے ''صفتِ معیت'' کے حوالے سے شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ نے بھی دیگر اہل حدیث کی طرح تاویل کا طریقہ اختیار فرمایا ہے جو جمہور اہل سنت کا موقف ہے۔ چنانچہ ان کا موقف جمہور کے مطابق یہی ہے کہ معیت خداوندی سے مراد علم و قدرت کی معیت ہے۔

لہٰذا ''صفتِ معیت'' میں تجزیاتی مطالعے کا محور یہ بات ہوگی کہ شیخ ضامرانی نے اپنے اصولی

---

(1) سورۃ النساء (4): 108

(2) سورۃ الحدید (57): 4

(3) صحیح البخاری، رقم الحدیث 236، محولہ بالا

موقف "یعنی صفات متشابہات میں عدم تاویل" کو کیوں چھوڑدیا؟ اور اس حوالے سے وہ کس فکری تضاد کا شکار ہوئے؟ اس فکری تضاد کی نشاندہی ہی ہمارا اصل موضوع ہے۔

شیخ عبدالغفار ضامرانی نے متعدد آیات کے ذیل میں "صفتِ معیت" کے حوالے سے قدرے تفصیل سے اپنا موقف پیش کیا ہے۔ سورۃ طہ میں حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیۡ مَعَکُمَاۤ اَسۡمَعُ وَ اَرٰی ۴۶﴾[1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ڈرو مت، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں"

اس آیت کی تشریح میں شیخ ضامرانی نے معیتِ خداوندی" والی صفت پر تفصیل سے بحث کی ہے، لکھا ہے:

"یعنی میں تمھارے ساتھ ہوں اب تم پریشان مت ہو جانا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ اپنی معیت کی تفسیر بیان فرمارہے ہیں کہ میں تمھارے ساتھ ہوں علم ورؤیت کے اعتبار سے یعنی جاننے اور دیکھنے کے لحاظ سے، نہ بذاتہ ونفسہ (یعنی نہ کہ بذات خود)، اس آیت میں ان لوگوں کی ردّ موجود ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ بذات خود موجود ہے، لیکن یہ آیت ان کی تردید کررہی ہے کہ اللہ پاک بذاتہ ہر جگہ موجود نہیں بلکہ علم ورؤیت کے لحاظ سے ہمارے ساتھ موجود ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں اس کے علم اور دیکھنے کے دائرے میں ہیں، اور اس کی ذات عرش کے اوپر موجود ہے جیساکہ قرآن پاک کے بہت سے مقامات پر آیا ہے: ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ

---

(1) سورۃ طہ(20): 46

اسْتَوٰی۵ ﴾[1](سورۃ طہ) کہ اللہ پاک عرش کے اوپر ہے۔﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۵ ﴾(سورۃ یونس)اور سورۃ السجدہ کی آیت نمبر 4 میں ہے "پھر وہ عرش پر قائم ہوئے"۔

ہاں اس کا علم، دیکھنا اور قدرت ہر جگہ کام کرتے ہیں اور کوئی بھی اس کے علم وقدرت سے باہر نہیں ہے، اس طرح مع صرف بذاتہ ونفسہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ یہ طرف داری اور حمایت کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے الامیر مع فلان کہ امیر فلانی کے ساتھ ہے یعنی اس کی حمایت میں ہے۔(تفسیر قرطبی) اور اس طرح کی مثالیں عربی زبان میں بہت زیادہ ہیں، عربی زبان جاننے والے اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

اس آیت کا یہ معنی امام رازی نے بھی اپنی تفسیر میں یہی کیا ہے، فرماتے ہی کہ :فبیّن سبحانه و تعالیٰ أنه معهما بالحفظ و العلم فی جمیع ما ینالهما،''اللہ تعالیٰ نے یہ بات خوب واضح کی ہے کہ وہ نگہداری اور علم کے لحاظ سے ان کے ساتھ ہے نہ کہ بذات خود"،(تفسیر کبیر للرازی)۔اور اسی طرح مفتی شفیع نے بھی "معیت" کا یہی معنی مراد لیا ہے کہ:"معیت سے مراد نصرت وامداد ہے، جس کی پوری حقیقت و کیفیت کا ادراک انسان کو نہیں ہو سکتا (معارف القرآن ج 6ص:101)"[2]

الغرض شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ نے "صفت معیت" میں تاویل کا وہی طریقہ اپنایا ہے، جو

(1) سورۃ طہ (20) :5

(2) بلوچی تفسیر، ص:740، محولہ بالا۔

دیگر اہل حدیث حضرات نے بھی ایسے مواقع پر اپنایاہے۔

حالانکہ اہل حدیث حضرات کا کہنا ہے کہ ''صرف اللفظ عن ظاهره بلادليل مذموم''یعنی لفظ کو ظاہر سے بلا دلیل پھیر نا مذموم ہے ،اہل تحریف اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ایساہی کرتے ہیں۔علامہ عثیمین لکھتے ہیں:''اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۝۵﴾[1]اس لفظ کا ظاہری مطلب ہے کہ اللہ عرش پر مستوی ہوا،یعنی اس پر مستقر ہیں اور اس پر بلند ہوئے ہیں ،جب کوئی کہنے والا کہتاہے : اسْتَوٰى کا مطلب ہو :اسْتَولى ،یعنی اللہ عرش پر غالب ہوا،پس ہم کہتے ہیں:یہ تیرے نزدیک تاویل ہے،کیونکہ تونے لفظ کو اس کے ظاہر سے پھیر دیاہے،لیکن یہ تو حقیقت میں تحریف ہے کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے،بلکہ دلیل اس کے خلاف موجود ہے''[2]

تواہل حدیث حضرات کے جواب میں عرض ہے کہ ان کا یہ قول:''صرف اللفظ عن ظاهره بلادليل مذموم ''اسی طرح کا قول ہے:كلمة حق اريد بهاالباطل،تاکہ آیات استواء کو ان کے ظاہری معنی یعنی استقرار پر محمول کیاجاسکے اور اسی طرح دوسری آیات صفات کو بھی ظاہری معنی پر لے کر اپنے عقیدہ کے موافق بنایاجاسکے۔

تو پھر اہل حدیث حضرات ان آیات میں کیوں تاویل کرتے ہیں جو صفات متشابہات میں سے ''صفتِ معیت'' کے سلسلے میں نازل ہوئی ہیں؟

---

(1) سورۃ طہ (20): 5

(2) اشرفی،ابو حفص اعجاز احمد،مولانا،استواء علی العرش،لاہور،دارالنعیم،2015ء،نومبر،ص:455۔

قرآن پاک کی بے شمار آیات سے اللہ تعالیٰ کی "صفتِ معیت" پر روشنی پڑتی ہے، جن میں سے چند آیات حسب ذیل ہیں:

﴿وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ﴾[1]

ترجمہ: "وہ اللہ تمھارے ہی ساتھ ہے، جہاں کہیں بھی تم ہو"۔

﴿اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۠ ۵۴﴾[2]

ترجمہ: "یادرکھو کہ وہ ہر چیز کو احاطے میں لئے ہوئے ہیں"۔

﴿مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ﴾[3]

ترجمہ: "کبھی تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو، اور نہ پانچ آدمیوں کی کوئی سرگوشی ایسی ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو، اور چاہے سرگوشی کرنے والے اس سے کم ہوں یا زیادہ، وہ جہاں بھی ہوں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے"۔

﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۱۶﴾[4]

ترجمہ: "اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں"۔

---

(1) سورۃالحدید(57) :4

(2) سورۃفصلت(41) :54

(3) سورۃالمجادلہ(58) :7

(4) سورۃق(50) :16

﴿وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴾۸۵(1)

ترجمہ: "اور تم سے زیادہ ہم اس کے قریب ہوتے ہیں، مگر تمھیں نظر نہیں آتا"

﴿وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴾۳(2)

ترجمہ: "اور وہی معبود برحق ہے، آسمانوں میں اور زمینوں میں وہ تمھارے چھپے اور کھلے کو جانتا ہے (خواہ تم کوئی فعل کھلے کرو یا چھپا کر کرو، اس کو سب معلوم ہے) اور خوب جانتا ہے جو تم عمل کرتے ہو"۔

اب اہل حدیث حضرات کے نزدیک ان مذکورہ بالا تمام آیتوں میں تاویل (اصولی موقف کے تناظر میں) بھی نہیں ہو سکتی (اگرچہ وہ تاویل کر چکے ہیں) کہ یہ ان کے نزدیک بدعت ہے، لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک جس طرح یہ آیتیں اپنے ظاہر پر محمول نہیں، اسی طرح پہلی آیات (یعنی استواء علی العرش وغیرہ والی آیات) بھی ظاہر پر محمول نہیں، بلکہ دونوں آیتوں سے اپنے اپنے مقام پر الگ الگ معانی، مطالب مراد ہیں، جو کلام عرب کی بلاغت اور علوّشان کا مظہر ہے۔ لہٰذا اہل حدیث کے پاس "الله فوق العرش بفوقية حسيّة" پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

اس تجزیے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شیخ عبدالغفار ضامرانی صاحب دیگر اہل حدیث حضرات کی طرح صفات تشابہات میں تاویل کا انکار بھی کرتے ہیں کہ بدعت ہے جیسے استواء علی العرش میں ظاہری معنی و مفہوم مراد لیا، اور اس کے ساتھ ساتھ صفات تشابہات میں تاویل کرتے بھی ہیں جیسے

---

(1) سورۃ الواقعہ (56): 85

(2) سورۃ الانعام (6): 3

صفتِ معیت میں علم وقدرت والی معیت کی تاویل کی ہے۔لہذا یہ فکری تضاد اور اصولی موقف سے انحراف اس بات کی دلیل ہے کہ صفات تشابہات میں جمہور اہل سنت والجماعت کا موقف ہی درست اور صحیح ہے۔

1.3: "کشف ساق" کا مسئلہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۴۲﴾[1]

ترجمہ: جس دن ساق کھول دی جائے گی ،اور ان کو سجدے کے لئے بلایا جائے گا تو یہ سجدہ کر نہیں سکیں گے"۔

اس آیت کریمہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے مفتی محمد تقی عثمانی نے لکھا ہے:"ساق" پنڈلی کو کہتے ہیں ۔اس آیت کی تفسیر میں بعض حضرات نے تو یہ فرمایا ہے کہ پنڈلی کا کھل جانا عربی میں ایک محاورہ ہے جو بہت سخت مصیبت پیش آجانے کے لئے بولا جاتا ہے ،لہذا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کی سخت مصیبت پیش آجائے گی تو ان کافروں کا یہ حال ہو گا۔اور بہت سے مفسرین نے اس کا مطلب یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھول دیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کی پنڈلی انسانوں کی پنڈلی کی طرح نہیں ہے ،بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت ہے ، جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ بہر حال !مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی وہ صفت ظاہر فرمائیں گے ،اور لوگوں کو سجدے کے لئے بلایا جائے گا۔ مگر یہ کافر لوگ اس وقت سجدے پر قادر نہیں ہوں گے ،کیونکہ جب ان کو قدرت تھی ،اس وقت انہوں نے

---

(1) سورۃ القلم (68) :42

سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ اس تفسیر کی تائید ایک صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے۔"[1]

شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ نے ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ والی آیت کی تفسیر میں ساق کو حقیقی معنی میں مراد لیا ہے اور کیفیت کو مجہول قرار دیا ہے جو عام طور پر اہل ظواہر کا طرز تفسیر ہے صفات متشابہات میں، چنانچہ شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

"حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ہمارے پروردگار اپنی ٹانگ ظاہر کرتے ہیں تو ہر مؤمن مرد اور عورت اسے سجدہ کرتے ہیں اور رہ جاتا ہے وہ آدمی جس نے دنیا میں ریا کاری کی نیت سے سجدہ کیا تھا، اب وہ چاہتا ہے کہ سجدہ کروں مگر اس کی کمر سخت لکڑی یا لوہے کی طرح سیدھا ہو جاتا ہے اور سجدہ نہیں کر سکتا۔ (صحیح البخاری، تفسیر سورۃ القلم) اب ٹانگ اللہ کی دیگر صفات کی طرح ایک صفت ہے، ہمیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے البتہ اس کی کیفیت کو ہم بیان نہیں کر سکتے، وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ اسے زیب دیتا ہے، وہ ہر طرح کی تشبیہ سے پاک ہے سلف صالحین اور ائمہ کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر بغیر ان کے ردّ کرنے یا تاویل کرنے اور تشبیہ دینے کے اسی طرح ایمان لانا ضروری ہے، جیسا کہ قرآن و حدیث میں وہ بیان کئے گئے ہیں"۔[2]

اس عبارت میں شیخ ضامرانی نے "تاویل" کا انکار کر کے وہی مراد معنی لینے پر زور دیا ہے جو لفظ "ساق" کا لغوی معنی ہے یعنی پنڈلی، جبکہ متاخرین سلف صالحین ایسی صفات متشابہات میں تاویل کا طریقہ اپناتے ہیں۔ متاخرین سلف صالحین کے مسلکِ تاویل کی بنیاد وہ آیت کریمہ ہے جو متشابہات

---

(1) عثمانی، محمد تقی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2008ء، اکتوبر، ج3 ص:1787۔

(2) بلوچی تفسیر، ص:1254، محولہ بالا۔

کے متعلق وارد ہوئی ہے:

﴿وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘؔ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ﴾[1]

ترجمہ: اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور راسخین فی العلم کے"

اس آیت کریمہ کی ایک قرأت کی روشنی میں "اِلَّا اللّٰهُ "پر وقف نہیں۔ اس صورت میں ﴿"وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ"﴾ لفظ اللہ پر عطف ہو گا اور آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ متشابہات کی تاویل کا علم اللہ کو اور علمائے راسخین کو ہے۔

متاخرین نے اسی قرأت پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھی ہے۔ جب ایک چیز کا شرعی جواز موجود ہو تو اسے بدعت کیسے کہا جا سکتا ہے۔ نیز متشابہات کی تاویل صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین سے بھی منقول ہے۔ چنانچہ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سند صحیح کے ساتھ منقول ہے کہ انہوں نے ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ میں "ساق" کی تاویل "شدت" سے فرمائی۔

"وأما الساق فجاء عن إبن عباس فی قوله تعالیٰ :(يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ):قال :عن شدةالأمر "۔[2]

علامہ ابن جریر طبریؒ نے مزید لکھا ہے کہ: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے ساق کی تاویل "شدت امر" سے کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت قتادہ، حضرت مجاہد اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ: ﴿وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا

---

(1) سورۃ اٰل عمران (3): 7

(2) طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، بیروت، تحت سورۃ القلم، آیت نمبر 42۔

لَمُوْسِعُوْنَ ۴۷﴾[1] میں " بِاَیْدٍ "کی تاویل قوت سے فرمائی ہے۔[2]

لہذاان تمام مبارک ہستوں صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین سے بدعت کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی کہ انہوں نے تاویل کا راستہ اپنا کر نعوذ باللہ بدعت کے مرتکب ہوگئے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں متعدد ایسے مقامات ہیں جہاں الفاظ کی ظاہری دلالت سے قطع نظر کر کے مجاز و استعار کی آڑ لی جاتی ہے، اور مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ جب تک اس اسلوب بیان اور الفاظ کی توجیہ و تشریح مجاز کی روشنی میں نہ کی جائے تو سہولت سے بات کے سمجھنے اور سمجھانے کے تقاضے پورے نہیں ہوسکتے۔ جیسے قرآن پاک میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ﴾[3]

ترجمہ: یعنی ہر چیز کو فنا ہے مگر اس کا منہ (ذات)۔

اب اس آیت میں " وَجْهَهٗ" کی تاویل ذات سے نہ کی جائے تو پھر آیت کریمہ کا واضح مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ید، قدم، ساق (جنہیں اہل حدیث نے حقیقی معنی مراد لے کر اللہ کے لئے عضو تسلیم کر لیا ہے) فانی اور زوال پذیر ہو جائیں گے، صرف باری تعالیٰ کا چہرہ مبارک ہی قائم ودائم رہے گا ۔چنانچہ اسی فکری الجھن سے بچنے کے لئے خود اہل حدیث نے بھی "وجہ "کی تاویل کی ہے اور وجہ کی تاویل "ذات " سے کرنے کے سوا کوئی راستہ انہیں نظر نہیں آیا۔

---

(1) سورۃ الذریات (51) : 47

(2) جامع البیان عن تاویل آی القرآن، تحت سورۃ القلم، آیت نمبر، 47 محولہ بالا۔

(3) سورۃ القصص (28) :88

جیسا کہ شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ نے خود سورۃ الرحمٰن کی آیت کے ذیل میں "وجہ" کی تاویل "ذات" سے کی ہے:

﴿وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۚ۲۷﴾[1]

ترجمہ: اور باقی رہے گا تمھارے رب کا وجہ (ذات) جو جلال و اکرام والا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں شیخ ضامرانی نے لکھا ہے:

"وجہ" چہرے کو کہتے ہیں، مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، عربی زبان میں کبھی کسی چیز کا جزو بول کر کل مراد لیا جاتا ہے؛"۔[2]

خلاصہ کلام اینکہ "کشف ساق "سمیت تمام صفات تشابہات میں متاخرین سلف صالحین نے جو تاویل کا طریقہ اپنایا ہے وہ بدعت نہیں ہے بلکہیہ ایک ایسا علمی طریقہ ہے جو کئی مواقع پر خود اہل حدیث حضرات نے بھی اختیار فرمایا ہے جیسا کہ صفت معیت کے مسئلے میں شیخ ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تاویل کا طریقہ اپنایا۔

---

(1) سورۃ الرحمٰن (55): 27

(2) بلوچی تفسیر، ص: 1183، محولہ بالا۔

فصل دوم: "بلوچی تفسیر" میں شیخ ضامرانی کے فقہی افکار کا تجزیاتی مطالعہ

"بلوچی تفسیر" کے مؤلف شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ مسلکا سلفی یعنی اہل حدیث تھے، چنانچہ انہوں نے اپنی تفسیر ہذا میں جن فقہی مسائل میں جمہور ائمہ سے ہٹ کر رائے قائم کی ہے، ان کا مختصر تجزیاتی مطالعہ مختلف مسائل کے عنوان سے پیش خدمت ہے۔

پہلا مسئلہ: طلاق ثلاثہ کا وقوع

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دے، یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دے، آیا وہ واقع ہو جاتی ہیں یا نہیں؟ ایک واقع ہوتی ہے یا تین؟ اس بارے میں تین مذاہب ہیں:

(1) ائمہ اربعہ کا مذہب: پہلا مذہب ائمہ اربعہ کا ہے ان کی رائے یہ ہے کہ اس طرح تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور عورت مغلظہ ہو جائے گی جمہور علماء کا بھی یہی مسلک ہے[1]۔

(2) جعفریہ کا مذہب: دوسری رائے یہ ہے کہ اس طرح ایک طلاق بھی واقع نہ ہو گی، شیعہ جعفریہ کا مسلک یہی بیان کیا گیا ہے۔ وقال الشيخ إبن الهمام : فعن الإماميه

(1) مرغینانی، علی بن ابی بکر، ہدایہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ج3ص:371۔

لا یقع بلفظ الثلا ث و لا فی حالة الحیض ۔[1]

(3) اہل ظاہر اور اہل حدیث حضرات کا مذہب: تیسرا مذہب یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں ایک طلاق واقع ہو گی اور شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔ یہ مسلک بعض اہل ظاہر ،علامہ ابن تیمیہ وغیرہ کا ہے، جس پر اہل حدیث قائم ہیں۔[2]

طلاق ثلاثہ سے متعلق شیخ عبدالغفار ضامرانی کا موقف

شیخ عبدالغفار ضامرانی سلفیؒ نے سورۃ بقرہ کی آیت:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾[3] کے ذیل میں طلاق ثلاثہ کے وقوع کے بارے میں اہل ظاہر کے مذہب کو ترجیح دیتے ہوئے لکھا ہے:

> ”کیا یہ تینوں طلاق یکبار گی واقع ہوں گی یا نہیں ؟اس بارے میں اختلاف ہے۔ ائمہ اربعہ اور اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ تینوں طلاق ایک بار ایک مجلس میں واقع ہوں گی۔ لیکن اکثر محدثین کا کہنا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار ہوں گی اور تینوں طلاق واقع نہیں ہونگی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

(1) ابن الہمام، امام کمال الدین بن الہمام، فتح القدیر، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ج3 ص:329۔

(2) فتح القدیر، ج3 ص:329، محولہ بالا۔

(3) سورۃ البقرہ (2) :229۔

زمانے میں، ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کی
خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں ایک مجلس کی تین طلاقیں
ایک شمار ہوتی تھیں، بعد میں جب لوگوں نے طلاق دینے
میں عجلت سے کام لیا تو حضرت عمرؓ نے ایک مجلس کی تین
طلاقوں کو ایک شمار کر دیا اور یہی حکم نافذ کیا۔(1)
یہ کہتے ہیں کہ یہ حکم حضرت عمرؓ کا اجتہاد تھا، اسی وجہ سے ان
کا اجتہاد آپ ﷺ کے حکم کے مقابلے میں قبول نہیں کیا جا
ئے گا بلکہ پیغمبر کا حکم مقدم ہے۔(2)

طلاق ثلاثہ سے متعلق یہی رائے تمام اہل حدیث کا ہے جو ابن تیمیہ، ابن القیم اور دیگر اہل ظاہر سے منقول ہے۔ اس کے مقابلے میں ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کی رائے ہے ان کی رائے اور دلائل بھی پیش خدمت ہیں۔

تجزیاتی مطالعہ

طلاق ثلاثہ کے وقوع کے بارے میں جمہور ائمہ کا موقف یہ ہے کہ ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دینے سے یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین طلاق واقع ہوں گی، اس حوالے سے جمہور متعدد روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

---

(1) مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیشابوری، رقم الحدیث:

(2) بلوچی تفسیر، ص:86، محولہ بالا۔

سنن نسائی میں شعبی سے منقول ہے کہ:

حدثنی فاطمة بنت قيس قالت :أتيت النبی □ ،فقلت :أنا بنت خالد وإن زوجی فلاناً ارسل إلی بطلاقی ،وإنی سألت أهله النفقة والسكنی ،فأبوا علیّ،قالوا:يا رسول الله إنه أرسل إليها بثلاث تطليقات ،فقالت :فقال رسول الله □ :إنما النفقة والسكنی للمرأة إذا كا ن لزوجها عليها الرجعة،،[1]

ترجمہ: فاطمہ بنت قیس اپنا واقعہ نقل کرتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے شوہر کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے مجھے طلاق رجعی بھیجی ہے مگر ان کے لوگ مجھے نفقہ اور سکنی دینے کو تیار نہیں ،تو اس کے رشتہ داروں نے کہا کہ شوہر نے تین طلاقیں بھیجی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کو نفقہ اور سکنی کا حق اس وقت ہو گا جب تک شوہر کو رجوع کا حق ہو گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آن حضرت ﷺ نے تین طلاقوں کی صورت میں شوہر کو رجعت کا حق نہیں دیا۔

اس روایت کے علاوہ جمہور نے سنن کبریٰ للبیہقی جلد 7 ص 336 میں سوید بن غفلہ کی روایت ، صحیح بخاری جلد 2 ص 791 میں عائشہؓ کی روایت صحیح بخاری میں سہل بن سعد الساعدی کی روایت، معجم طبرانی میں عبادہ بن صامت کی روایت وغیرہ سے بھی استدلال کیا ہے۔

شیخ عبدالغفار ضامرانی نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے جو استدلال کیا ہے حافظ ابن حجر نے اس کے آٹھ جوابات دیئے ہیں۔[2] لیکن ان تمام جوابات میں سے جو جواب سب

---

(1) نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ج2ص:155۔

(2) ابن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، لاہور، دار نشر الکتب الاسلامیہ، 1401ھ، ج:9ص:363 تا365۔

سے زیادہ قابل اعتبار قرار دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ:

"اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تین مرتبہ الفاظ طلاق استعمال کرے لیکن اس کا منشاء تین طلاقیں دینا نہ ہو بلکہ وہ ایک ہی طلاق کو تاکید کی نیت سے بار بار کہہ رہا ہو تو دیانتہ تین طلاقیں نہیں ہوتیں بلکہ صرف ایک ہوتی ہے، عہد خلافت اور خلافت راشدہ کے ابتدائی دور میں چونکہ لوگوں کی دیانت پر اعتماد تھا اور لوگوں سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ جھوٹ بول کر حرام کا ارتکاب کریں گے۔ اس لئے اس دور میں اگر کوئی شخص تین مرتبہ الفاظ طلاق استعمال کرنے کے بعد یہ بیان کرتا کہ میری نیت تاسیس کے بجائے تاکید کی تھی اس کا قول قضاءً بھی قبول کر لیا جاتا تھا، لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانہ میں یہ محسوس فرمایا کہ دیانت کا معیار روز بروز گھٹ رہا ہے اگر لوگوں کے بیانات کو قضاءً قبول کرنے کا یہ سلسلہ جاری رہا تو لوگ جھوٹ بول بول کر حرام کا ارتکاب کریں گے، اس لئے انہوں نے یہ اعلان فرمادیا کہ اب اگر کوئی شخص تین مرتبہ الفاظ طلاق استعمال کرے گا تو تاکید کا یہ عذر قبول نہ ہوگا اور ظاہر الفاظ پر فیصلہ کرتے ہوئے اس کو تین طلاق شمار کیا جائے گا"۔ (1)

حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ پر صحابہ کرام کا اجماع ہے (2) اور صحابہ کرام اس کے بعد بالاتفاق اسی کے مطابق فیصلے کرنے لگے۔ یہاں تک کہ خود حضرت عبداللہ بن عباسؓ جن کی مذکورہ روایت پر اہل ظواہر کے موقف کا مدار ہے۔ ان کا یہ واقعہ سنن ابی داؤد میں منقول ہے کہ "عن مجاهد قال كنت عند ابن عباس فجاءه رجل فقال إنه طلق إمرأته ثلاثا قال فسكت ،حتى ظننت أنه رادّها إليه ،ثم قال :ينطلق أحدكم فيركب الحموقة ثم يقول

(1) درس ترمذی، ج3 ص:476۔

(2) فتح الباری ج:9 ص:365 محولہ بالا

يا إبن عباس يا إبن عباس ! وإن الله قال :﴿ وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴾ ۲ وإنک لم تتق الله فلا أجدلک مخرجا ،عصيت ربک و بانت منک امرأتک الخ (1)

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور ابن عباس کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم لوگ طلاق دے کر آتے ہو پھر یا ابن عباس یا ابن عباس کہہ کر راستہ نکالنے کی التجا کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے تو اس کے لئے راستہ نکالتا ہے جب کہ تم اللہ سے نہیں ڈرے ہو لہذا تمھارے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔ جاؤ تمھاری بیوی بائنہ ہو گئی ۔اور تم نے اللہ کی نافرمانی کی۔

خلاصہ کلام یہ کہ متعدد احادیث طلاق ثلاثہ کے وقوع پر دال ہیں۔ پوری امت کا اجماع بھی اس کے وقوع پر ہے خود حضرت عبداللہ بن عباس کا عملی موقف بھی یہی ہے۔ لہذا ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دینے سے یا ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تین طلاق ہی واقع ہوں گی۔

دوسرا مسئلہ: بغیر وضو قرآن پاک کو ہاتھ لگانا

دوسرا فقہی مسئلہ جس میں شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ نے جمہور ائمہ کے مسلک کے خلاف رائے قائم کی ہے وہ ہے: بغیر وضو قرآن پاک کو ہاتھ لگانا، اس سلسلے میں انہوں نے سورۃ واقعہ کی آیت:
﴿لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَؕ ۷۹﴾ (2)

(1) سنن ابی داؤد ج 1 ص: 299 محولہ بالا۔

(2) سورۃ واقعہ (56) :79

ترجمہ:" اسے ہاتھ نہیں لگاتے مگر پاک لوگ" کے ذیل میں قدرے تفصیل سے بحث کی ہے۔ اور اسی بحث کے ضمن میں لکھا ہے۔ "بعض علماء نے "طاہر" سے مومن مراد لیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ مشرک قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اور مومن ہاتھ لگا سکتا ہے، ان کی دلیل وہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ابوہریرہؓ کی حالت جنابت کے بارے میں فرمایا:"إن المؤمن لاینجس"[1] کہ مؤمن کبھی ناپاک نہیں ہو سکتا"

اس کے بعد شیخ ضامرانی نے مزید فرمایا کہ:

"صحیح تر ہمیش انت کہ بیدءِ وضوءَ قرآن دست بر کنگ مہ بیت ءُ پلیتیءِ دہدءَ ہن، بلے پہ دآئی وانگ جائز انت ءُ آ کہ بید ءِ وضوءَ قرآن ءَ دست جنن انت اسی گنجائش ہم ہست پرچہ کہ منہ ءِ دلیل باز مہریں دلیل نہ انت واللہ اعلم"[2]

"صحیح تر بات یہ ہے کہ بغیر وضو قرآن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے اسی طرح حالت جنابت میں بھی، مگر دل سے اسے پڑھنا جائز ہے، اور جو لوگ بغیر وضو کے قرآن کو ہاتھ لگاتے ہیں اس کی بھی گنجائش ہے کیونکہ ممانعت کے دلائل مضبوط نہیں ہیں واللہ اعلم"

(1) صحیح البخاری، کتاب الغسل باب عرق الجنب وان المؤمن لاینجس

(2) بلوچی تفسیر،1193، محولہ بالا

الغرض شیخ ضامرانی کے نزدیک بغیر طہارت کے قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کی گنجائش ہے ۔جبکہ جمہور کے نزدیک ناجائز ہے۔

تجزیاتی مطالعہ

قرآن کریم کو ہاتھ لگانے سے متعلق جمہور ائمہ کا موقف یہ ہے کہ بغیر طہارت کے قرآن کریم کو ہاتھ لگانا درست نہیں، سوائے امام مالک کے جو مس مصحف کے لئے طہارت کو شرط قرار نہیں دیتے۔جمہور کا استدلال حضرت عمرو بن حزم کی روایت سے ہے:

لایمس القرآن إلا طاھرا[1] کہ "قرآن کریم کو صرف پاک آدمی ہاتھ لگا سکتا ہے اس حدیث کی تخریج امام ابن حبان اور حاکم دونوں نے کی ہے۔ان کے علاوہ حافظ جمال الدین زیلعی نے "نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ "میں یہی مضمون حضرت عثمانؓ اور حکیم بن حزامؓ سے بھی مرفوعا نقل فرمایا ہے۔[2] شیخ ناصر الدین البانی نے اس پر بڑی بحث کی ہے اور کہا ہے کہ اس روایت کے تمام طرق ضعف سے خالی نہیں ہیں۔تاہم یہ کوئی ایسی ضعف نہیں کہ حدیث کو بالکل رد کیا جائے ،بلکہ دل اس کی صحت پر مطمئن ہے کہ اسی روایت سے امام اہل سنت احمد بن حنبل نے استدلال کیا ہے اور اسحاق بن راہویہ نے صحیح کہا ہے۔[3] یہ تمام دلائل اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ بغیر طہارت کے قرآن کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔

---

(1) مالک، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ،موطا امام مالک، حدیث نمبر:317۔

(2) درس ترمذی، ج1 ص:390 محولہ بالا۔

(3) البانی، ناصر الدین، شیخ، ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل، اردن، دار الکتاب، ج:1۔ص:160

تاہم یہ بات واضح رہے کہ اس مسئلے میں مذکورہ بالا آیت سے استدلال کمزور ہے کیونکہ المطھرون سے اکثر مفسرین نے فرشتہ مراد لیا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا تبصرہ ہے کہ:

"واضح رہے کہ جمہور کے مسلک پر آیت قرآنی (لایمسهاإلاالمطهرون) سے استدلال کرنا ضعیف ہے، کیونکہ وہاں "المطهرون" سے مراد فرشتے ہیں۔ البتہ اس آیت کو تائید کے طور پر ضرور پیش کیا جا سکتا ہے واللہ اعلم [1]

تیسرا مسئلہ: شادی شدہ زانی کی سزا

جمہور علماء امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک شادی شدہ زانی کی سزا صرف رجم (سنگسار کرنا) ہے اسے سو کوڑوں کی سزا نہیں دی جائے گی، جبکہ امام احمد بن حنبلؒ کا موقف ہے کہ سو کوڑے بھی لگائے جائیں اور سنگسار (رجم) بھی کیا جائے۔ شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ نے بھی یہی دوسرا موقف اپنایا ہے۔ چنانچہ سورۃ نور کی آیت:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِىْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ [2]

ترجمہ: زانیہ عورت اور زانی مرد کو سو کوڑے لگائے جائیں" کے ذیل میں لکھا ہے:

"مسئلہ: شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو ان کو سنگسار کیا جائے، جیسا کہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ عبادہ بن صامتؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے سیکھ لو، مجھ سے سیکھ لو، مجھ سے سیکھ لو (جس طرح اللہ نے فرمایا تھا: یا اللہ ان کے لئے کوئی راہ نکالے النساء(15:4) اللہ نے

---

(1) درس ترمذی، ج3 ص:476، محوالہ بالا۔

(2) سورۃالنور(24):2

ان کے لئے راہ نکالی ہے۔ کنوارا، کنواری سے زنا کرے تو ہر ایک کے لئے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ شادی شدہ سے زنا کرے تو ہر ایک کے لئے سو کوڑے اور رجم ہے"(صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنی)"[1]

اس روایت سے شیخ ضامرانی نے اپنے موقف پر استدال کیا ہے کہ شادی شدہ شادی شدہ سے زنا کرے تو ان کو رجم سنگسار کرنے کے ساتھ ساتھ اضافی سزا کے طور پر سو کوڑے بھی لگائے جائیں گے، جبکہ جمہور ائمہ کا موقف اس کے برعکس ہے۔

تجزیاتی مطالعہ

ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی رائے یہ ہے کہ شادی شدہ زانیوں کی سزا صرف رجم ہے انہیں اضافی سزا کے طور سو کوڑوں کی سزا نہیں دی جائے گئ۔ ائمہ ثلاثہ کا استدلال ان روایات اور واقعات سے ہے جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے دور میں پیش آئے جن میں آپ نے شادی شدہ زانیوں کو صرف رجم کی سزا دینے پر اکتفاء کیا۔

(I): صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، اس نے آپ کو آواز دی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا، وہ گھوم کر ایک طرف سے آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے (پھر) اس سے منہ پھیر لیا حتیکہ اس نے آپ کے سامنے یہی کلمات چار مرتبہ دہرائے۔ جب اس نے اپنے خلاف چار

---

(1) بلوچی تفسیر۔ ص:833، محولہ بالا۔

گواہیاں دیں۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: کیا تم نے شادی کی ہے ؟اس نے کہا: جی ہاں۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إذهبوا به فارجموه،اس کو لیجاؤ اور رجم کرو۔ابن شہاب نے کہا کہ مجھے اس آدمی نے بتایا جس نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سنی تھی،وہ کہہ رہے تھے: میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اسے رجم کیا،ہم نے اسے جنازہ گاہ میں رجم کیا تھا،جب پتھروں نے اس کی برداشت ختم کر دی تو وہ بھاگ نکلا،ہم نے اسے سیاہ پتھروں والی زمین میں جالیا اور رجم کر دیا"[(1)]

اس روایت میں صرف رجم کا ذکر ہے،سو کوڑے کی سزا کا ذکر نہیں معلوم ہوا کہ شادی شدہ زانی کی سزا صرف رجم ہے۔

(II): جمہور کی دوسری دلیل ماعز بن مالک والا واقعہ ہے،جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو،جب نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے،دیکھا،وہ چھوٹے قد کے مضبوط پٹھوں والے آدمی تھے،ان پر کوئی چادر نہیں تھی۔انہوں نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی کہ انہوں نے زنا کیا ہے تو رسول ﷺ نے فرمایا: شاید تم نے (کچھ اور مثلاً: بوس و کنار کیا ہو گا؟)انہوں نے کہا: نہیں،اللہ کی قسم !اس بدبخت نے زنا(ہی) کیا ہے،آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا،پھر خطبہ دیا اور فرمایا: سنو،جب ہم اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو ان لوگوں میں سے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے،وہ نسل کشی کے بکرے کی طرح جوش سے آوازیں نکالتا ہے اور (عورتوں کو آمادہ کرنے کے لئے)معمولی چیز پیش کرتا ہے۔أَمَا وَاللهِ !إِنْ يُمْكِنِّى مِنْ أَحَدِهِمْ لَأُ نْكِلَنَّه عَنْه سنو اللہ کی قسم !اگر اس نے مجھے ان میں سے کسی ایک کو(ثبوت سمیت)میرے قابو میں دیا تو

(1) صحیح مسلم،رقم الحدیث،4420،محولہ بالا

میں اس کو عبرت ناک سزا دوں گا"[1]

الغرض یہ تمام روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ شادی شدہ زانی کی سزا صرف رجم ہے اسے سو کوڑوں کی سزا نہیں دی جائے گی۔

بعض روایات میں شادی شدہ زانی کو رجم کے ساتھ سو کوڑوں کی سزا بھی مذکور ہے مگر دیگر متعدد احادیث طیبہ اور واقعات صحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے شادی شدہ زانی کو صرف رجم یعنی سنگسار کرنے پر اکتفاء فرمایا تھا۔لہذا شادی شدہ کی سزا صرف رجم ہی درست معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے سورۃ نور کی آیت نمبر 2 کی تفسیر میں یہی بات ارشاد فرمائی ہے:

"دوسری بات اس حدیث میں یہ ہے کہ شادی شدہ مرد عورت کے لئے سنگساری سے پہلے سو کوڑوں کی سزا بھی ہے، مگر دوسری روایاتِ حدیث اور نبی کریم ﷺ اور اکثر خلفاء راشدین کے تعامل سے ثابت یہ ہے کہ یہ دونوں سزائیں جمع نہیں ہوں گی، شادی شدہ پر صرف سزائے سنگساری جاری کی جائے گی"[2]

اس تجزیاتی مطالعے سے ثابت ہوا کہ شادی شدہ زانی کی سزا صرف سنگساری ہے جو جمہور کا موقف ہے نہ کہ اس کے ساتھ بطور اضافی سزا سو کوڑے، جو شیخ ضامرانی نے اختیار فرمایا ہے۔

---

(1) صحیح مسلم، رقم الحدیث: 4424، محولہ بالا

(2) محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، 2006ء، اکتوبر، ج6 ص:345۔

خاتمہ

زیر نظر تحقیقی مقالہ "بلوچی تفسیر میں شیخ عبد الغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ کے منہج کا تحقیقی مطالعہ "کے اختتام پر ہم اپنے نتائج تحقیق اور سفارشات کے ساتھ مختلف فہارس (آیات ،احادیث ،اعلام ،اماکن اور مصادر کی فہرستیں) پیش کریں گے۔ تا کہ نئے محققین کے لئے تحقیق کے کچھ نئے پہلوؤں کی نشاندہی ہو سکے۔

(الف) ...نتائج تحقیق

زیر نظر مقالہ "بلوچی تفسیر میں شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ کے منہج کا تحقیقی مطالعہ "کی تحقیق سے ہم نے درج ذیل نتائج اخذ کئے:

(1) "بلوچی تفسیر" مکران ،بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ایک عظیم المرتبت سلفی عالم دین شیخ عبد الغفار ضامرانیؒ کی تالیف ہے ،موصوف 31 مئی 2004ء کو وفات پا گئے ۔یہ تفسیر بلوچی زبان میں تفسیر بالماثور کے طرز پر پہلی تفسیر ہے جو ایک جلد پر مشتمل ہے۔ جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ سے اکتوبر 2012ء کو شائع ہوئی۔

(2) بلوچی تفسیر کے پچیس پاروں کا ترجمہ و تفسیر مؤلف نے خود لکھے ،باقی ابتدائی پانچ پاروں کی تکمیل ان کی وفات کے بعد ان کے بھتیجے حافظ محمد اسماعیل ضامرانی نے کی۔

(3) بلوچی تفسیر میں بلوچی کے تمام لہجوں کی رعایت ،عربی الاصل الفاظ کا استعمال اور خاص نکات کے لئے مخصوص قسم کی اصطلاحات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اصلاحی نقطہ نظر سے سلف صالحین کے واقعات و تجربات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ادعیہ ماثورہ کا ایک

عظیم ذخیرہ تفسیر ہذا میں جمع کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ جدید فکری مسائل پر بھی کسی قدر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(4) "بلوچی تفسیر" میں مؤلف نے تفسیر القرآن بالقرآن کا اسلوب بہت کثرت سے اپنایا ہے اور اس حوالے سے قرآن فہمی کے نئے در وا کئے ہیں۔

(5) تفسیر القرآن بالسنہ کے طرز پر مصنف نے احادیث وآثار کا عظیم ذخیرہ تفسیر ہذا میں جمع فرمایا ہے۔واضح رہے کہ احادیث کی روایت میں انہوں نے صحتِ روایت کا بہت حد تک خیال رکھا ہے اور اس حوالے سے ان کا زیادہ تر اعتماد شیخ ناصر الدین البانی کی تحقیقات پر رہا ہے۔

(6) اسرائیلی روایات کے بیان میں شیخ ضامرانی نے کسی حد تک احتیاط سے کام لیا ہے، تاہم جہاں ضرورت پڑی ہے تو ان کے استنادی حیثیت پر کھل کر گفتگو بھی فرمائی ہے۔

(7) "تفسیر بالرأی" کے سلسلے میں انہوں نے ماہرین لغت و ادب کے مآثر سے لغوی وصرفی اور نحوی تحقیق بھی جا بجا پیش فرمائی ہے۔مدعا کو واضح کرنے کے لئے اردو ،عربی،فارسی اشعار سے بھی مدد لی ہے۔

(8) تقلید کے موضوع پر مؤلف نے بہت زیادہ توجہ دی ہے ،بے شمار مقامات پر قرآنی آیات سے ردّ تقلید کے لئے استدلال کیا ہے۔

(9) مؤلف نے فرقِ باطلہ مثلاً قادیانیت ،انکار حدیث ،ذکریت اور دیگر باطل فرقوں سے متعلق بھی تفسیر ہذا میں بقدر ضرورت گفتگو فرمائی ہے۔

(10) فقہی احکامات کے بیان پر بھرپور توجہ دی ہے۔مفتی محمد شفیعؒ کے طرز پر جس آیت کے تحت کوئی فقہی مسئلہ یا جزئی ثابت ہو رہا ہوتا اسے بیان فرمایا اور مسلکاً سلفی ہونے

کے ناطے زیادہ تر ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ وغیرہ کی رائے کو ترجیح دی ہے۔

(11) بہت سے مسائل میں جمہور امت سے ہٹ کر رائے قائم کی ہے، چاہے وہ عقائد و کلام سے متعلق ہوں یا فقہ و فتاویٰ کے حوالے سے ہوں۔

(12) "بلوچی تفسیر" کا سب سے زیادہ تکلیف دہ پہلو وہ ہے جب مؤلف نے ردّ تقلید و شرک کے نام سے اکابرین اہل سنت پر بڑی شدید نکتہ چینی کی ہے اور اس نکتہ چینی میں انہوں نے بسا اوقات ان آیات سے بھی استدلال کیا ہے جو خالصتاً مشرکین و منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ مؤلف نے اپنی تفسیر میں علامہ ابن نجیم حنفیؒ ، مجدد الف ثانیؒ، حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا زاہد الکوثریؒ، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ اور مفتی محمد تقی عثمانیو غیرہ پر تنقید کی ہے۔

(13) بلوچی تفسیر قدیم و جدید کتب تفسیر، حدیث و اصول حدیث اور فقہ و عقائد کی عظیم کتابوں کا نچوڑ ہے۔ جس سے ہر تعلیم یافتہ شخص فہم قرآن کے حوالے سے استفادہ کر سکتا ہے۔

(ب) ... تجاویز و سفارشات

"بلوچی تفسیر میں شیخ عبدالغفار ضامرانیؒ کے منہج کا تحقیقی مطالعہ" کے عنوان سے مقالہ ہذا کے آخر میں چند تجاویز اور سفارشات حسب ذیل ہیں:

(1) شیخ عبدالغفار ضامرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی مسائل کے بیان میں جو منہج اپنایا ہے، وہ تفصیلی تجزیاتی مطالعے کا متقاضی ہے۔

(2) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بہت سے علمی، فکری اور فقہی اور کلامی مسائل میں جو افکار پیش کئے ہیں ان کا تجزیاتی مطالعہ ہونا چاہئے۔

(3) ادیان سابقہ (یہودیت اور عیسائیت وغیرہ) اور فرق باطلہ (قادیانیت انکارِ حدیث اور ذکریت وغیرہ) سے متعلق "بلوچی تفسیر" میں مؤلف کے آراء کا تحقیقی مطالعہ بھی تحقیق کا اہم میدان ہے۔

(4) حکومت بلوچستان کو بلوچی میں دینی ادب کے ذخیرہ کی ترویج و اشاعت پر توجہ دینی چاہئے خصوصاً مختلف بلوچی تراجم قرآن و تفاسیر کی۔

(5) بلوچستان یونیورسٹی میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر بلوچی تراجم قرآن اور تفسیر پر تحقیقی کام کی ضرورت ہے۔

(6) بلوچی زبان میں تفسیری ادب کے آغاز، ارتقاء اور تاریخ پر مبسوط انداز میں تحقیقی کام ہونا چاہئے۔

(7) بلوچی تراجم قرآن اور تفاسیر نے بلوچی زبان و ادب کی ترویج اور آبیاری میں جو ادبی کردار ادا کیا ہے، یہ پہلو بھی اعلیٰ سطحی تحقیق کا موضوع بننا چاہئے۔

(8) بلوچی زبان میں تقریباً آٹھ تراجم و تفاسیر لکھے گئے ہیں، جن میں مولانا حضور بخش جتوئی ،مولانا قاضی عبدالصمد سربازی اور مولانا خیر محمد ندوی کے تراجم و تفاسیر قابل ذکر ہیں، ان تفاسیر کا تقابلی مطالعہ بھی اہم تحقیقی موضوع ہے۔

(ج)... فہارس

(I)..... آیات کریمہ

نمبر شمار	آیات کریمہ	نام سورۃ	نمبر سورۃ	آیات نمبر	صفحہ نمبر
1	فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا	البقرۃ	2	23	175
2	ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ	البقرۃ	2	56	134
3	فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ	البقرۃ	2	73	135
4	مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ	البقرۃ	2	106	163
5	الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ۱۵۶	البقرۃ	2	156	91
6	وَ لَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۱۷۹	البقرۃ	2	179	74
7	اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ	البقرۃ	2	229	192
8	فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۟ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ	البقرۃ	2	243	134
9	فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ	البقرۃ	2	258	155
10	فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ	البقرۃ	2	259	134
11	وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى	البقرۃ	2	260	135
	وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ	آل عمران	3	7	188
12	قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ	اٰل عمران	3	41	91
13	اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ	اٰل عمران	3	55	173
14	وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ	اٰل عمران	3	85	132
15	لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ	آل عمران	3	187	149

16	وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪	آل عمران	3	103	84،103
17	وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ	النساء	4	23	161
18	فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ	النساء	4	24	114،101
19	اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ	النساء	4	58	71،121
20	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ	النساء	4	59	72،120
21	وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ	النساء	4	69	136
22	مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ	النساء	4	80	169
23	وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا	النساء	4	92	141
24	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا	النساء	4	94	146
25	يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ هُوَ مَعَهُمْ	النساء	4	150	168
26	اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ	سورۃ النساء	4	108	180
27	بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ	النساء	4	158	173
28	اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪	المائدہ	5	5	161
29	وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ	المائدہ	5	45	81
30	وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ	المائدہ	5	64	80
	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ	المائدہ	5	106	165
31	وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ	الانعام	6	3	185

	سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ۳				
32	وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ۲۶	الانعام	6	26	96
33	وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۷۵	الانعام	6	75	154
	وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ	الانعام	6	151	77
34	اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ	الانعام	6	159	84
35	وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ	الاعراف	7	28	95
36	اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ	الاعراف	7	157	157
37	قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا	الاعراف	7	158	132
38	فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۱۹۰	الاعراف	7	190	102
	وَّ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ	یونس	10	22	156
39	وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۴۴	النحل	14	44	155
40	وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ۭ	بنی اسرائیل	17	31	75،77
41	وَ اسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ	بنی اسرائیل	17	67	142
42	هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا۶۵	مریم	19	65	175
43	اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۵	طه	20	5	171، 172،182،183
44	قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰى۴۶	طه	20	46	181
45	اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَ	الحج	22	41	68

	لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۴۱				
46	وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ ۚ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ	الحج	22	52	138
47	وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۵۲	المؤمنون	23	52	83،85
48	فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۵۳	المؤمنون	23	53	83،85،1 15
49	وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۙ ۹۷	المؤمنون	23	97	145
50	وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ۹۸	المؤمنون	23	98	145
51	اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪	النور	24	2	200
52	قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۵۴	النور	24	54	100
53	تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ۶۱	الفرقان	25	61	159
54	كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ	القصص	28	88	189
55	وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْكَبُوْتِ	العنکبوت	29	41	155
56	وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ ۳۱	الروم	30	31	85،102
57	مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۳۲	الروم	30	32	103
58	خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا	لقمان	31	10	153
59	مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۴۰	الاحزاب	33	40	166

60	وَّ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ۵۳	سباء	34	53	152
61	اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ	الفاطر	35	10	174،178
62	اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ	المؤمن	40	46	76
63	مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۴۶	حم السجدہ	41	46	135
64	ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ۵۴	حم السجدہ	41	54	184
65	لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ	الشوریٰ	42	11	175
66	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۹	محمد	47	9	108
67	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۱	الحجرات	49	1	111
68	يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ	الحجرات	49	13	152
69	وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۱۶	ق	50	16	184
70	وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ۲۲	الذاریات	51	22	178
	كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ۲۱	الطور	52	21	135
71	وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ۴۷	الذاریات	51	47	189
72	وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ۴	النجم	53	3،4	168
	مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى۱۱	النجم	53	11	124
73	اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ۙ۱۹ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۲۰	النجم	56	20	140
74	وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۱۷	القمر	54	17	88
75	وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۚ۲۷	الرحمٰن	55	27	190

76	هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ؕ۝۵۶	الواقعہ	56	56	188
77	لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ؕ۝۷۹	الواقعہ	56	79	197
78	وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۝۸۵	الواقعہ	56	85	185
79	وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۝۴	الحدید	57	4	180
80	اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ	الحدید	57	16	184،89
81	مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ	المجادلہ	58	7	184
82	فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ	الصف	61	5	118
83	ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِىَ تَمُوْرُ ۝۱۶	الملک	67	16	174
	يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۙ۝۴۲	القلم	68	42	186
84	تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَيْهِ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ۝۴	المعارج	70	4	174
85	مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ۝۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ۝۴	المدثر	74	42،43	123
86	وَ فِرْعَوْنَ ذِى الْاَوْتَادِ ۙ۝۱۰	الفجر	89	10	150
87	وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ؕ۝۱۲	البلد	90	12	151

(II)فہرست احادیث طیبہ

نمبر شمار	احادیث طیبہ	صفحہ نمبر
1	إذهبوا به فارجموه	201
2	أعوذ بالله من الشيطان الرجيم من همزه و نفخه و نفسه	143
3	أللّهم إنى أعوذ بك أن يتخبطنى الشيطان عند الموت	143
4	أللّهم إنّا نجعلک فی نحورهم و نعوذ بک من شرورهم	93
5	أللّهم أجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیراً منها	92
6	المرء مع من أحب	136
7	الإمام راع ومسئول عن رعیّته	71
8	أما و الله إن یمكنی من أحدهم لأنكلنّه	202
9	إنما النفقةو السكنى للمرأة إذا كان لزوجها عليها الرجعة	194
10	إن المؤمن لا ينجس	197
11	بسم الله أللهم جنّبنا الشيطان و جنّب الشيطان ما رزقتنا	142
12	باسم الله أعوذ بالله بكلمات الله التامّه من غضبه و عقابه و من شر عباده ، و من همزات الشيطان وأن يحضرون	143
13	دية المعاهد نصف ديةالحرّ	141
14	سبحانك اللّهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت	93
15	فأعنيّ على نفسك بكثرة السجود	137
16	لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق	73
17	لاطاعة فی معصیة الله	73
18	لایجمع بین المرأة و عمتّها ،ولابین المرأة و أختها	161

19	لایمس القرآن إلا طاهراً	198

(III)۔ فہرست اعلام

اعلام — صفحات نمبر

(IV)۔ فہرست اماکن وبلدان

اماکن صفحات نمبر

(V)۔فہرست مراجع و مصادر

1. **القرآن الکریم۔**
2. ابن الہمام، امام کمال الدین بن الہمام، **فتح القدیر**، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ۔
3. ابن حجر عسقلانی ، **فتح الباری شرح صحیح البخاری**،لاہور ،دار نشورالکتب الاسلامیہ ،1401ھ۔
4. ابن نجیم حنفی، **فتح الغفار شرح المنار**، مصر،1335ھ۔
5. ابو زہرہ ،**حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ** ،ترجمہ: رئیس احمد جعفری ندوی، مقدمہ: غلام رسول مہر، تحقیق واضافہ: ابوطیب محمد عطاء اللہ حنیف،لاہور، المکتبہ السلفیہ 1971ء۔
6. اختر علی خان بلوچ، **بلوچستان کی نامور شخصیات**، کراچی، رائل بک ڈپو،1994ء۔
7. اشرفی ،ابو حفص اعجاز احمد اشرفی ،**صفات متشابہات اور غیر مقلدین کے عقائد**،لاہور ،دارالنعیم،2015ء۔
8. اشرفی، ابو حفص اعجاز احمد اشرفی، **استواء علی العرش**،لاہور، دارالنعیم،2015ء۔

9. البانی، شیخ ناصر الدین، **ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منارالسبیل**، اردن، دارالکتاب۔

10. بخاری، محمد بن اسماعیل، **صحیح البخاری**، کراچی، قدیمی کتب خانہ، 1381ھ۔

11. حریری، غلام احمد، **تاریخ تفسیر و مفسرین**، فیصل آباد، ملک سنز پبلشرز کارخانہ بازار۔

12. سجستانی، سلیمان بن اشعث سجستانی، **سنن ابی داوٗد**، ملتان، مکتبہ حقانیہ۔

13. شاہوانی، عبدالقادر، **بلوچی زبانءُ ادب**، کوئٹہ، بلوچی اکیڈمی، 1991ء۔

14. ضامرانی، شیخ عبدالغفار، **بلوچی تفسیر**، کوئٹہ، ادارہ دعوۃ الحق جامعۃ سلفیہ، 2012ء۔

15. طاہر حکیم بلوچ، **زبان زانتیءُ بلوچی زبان**، تربت، بلوچستان اکیڈمی، 2016ء طبع اول اگست۔

16. طاہر مسعود، مفتی، **عقائد اہل سنت والجماعت**، میانوالی، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، 2009ء۔

17. طحاوی، امام جعفر الطحاوی، **عقیدۃ الطحاویہ مع شرح**، کراچی، قدیمی کتب خانہ۔

18. عثمانی، محمد تقی، مفتی، **آسان ترجمہ قرآن**، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2008ء اکتوبر

۔

19. عثمانی، محمد تقی، مفتی، **تقلید کی شرعی حیثیت**، کراچی، مکتبہ دارالعلوم، 2004ء نومبر۔

20. عثمانی، محمد تقی، مفتی، **درس ترمذی**، مرتب، رشید اشرف سیفی، کراچی، مکتبہ دارالعلوم 2005ء۔

21. قومی، لعل بخش، **روزنامہ ایگل**، کوئٹہ، 31 جولائی 2004ء۔

22. مالک، امام مالک بن انس، مؤطاامام مالک۔

23. محمد ابراہیم، برادر شیخ عبدالغفار ضامرانی، **انٹرویو**، مخطوطہ۔

24. محمد شفیع، مفتی، **معارف القرآن**، کراچی، ادارۃ المعارف، 2006، اکتوبر۔

25. مرغینانی، علی بن ابی بکر، **الھدایہ**، کراچی، قدیمی کتب خانہ۔

26. مری، شاہ محمد، ڈاکٹر، **بلوچی زبان وادب**، کوئٹہ، گوشہ ادب، 2014ء۔

27. مسلم، امام مسلم بن الحجاج القشیری النیشابوری، **صحیح مسلم**۔

28. ملا علی قاری، **شرح فقہ الاکبر**، لاہور، دار نشر الکتب الاسلامیہ۔

29. ملا بشیر احمد، برادر صغیر شیخ عبد الغفار ضامرانی، **ملاقات**، 27 جنوری 2017ء۔

30. نابلسی، عبد الغنی، **خلاصۃ التحقیق فی حکم التقلید والتلفیق**، استنبول، مکتبہ الیشیق 1395ھ۔

31. نسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، **سنن نسائی**، کراچی، قدیمی کتب خانہ۔

32. ہاشمی، ظہور شاہ، سید، **بلوچی زبان وادب کی تاریخ**، کراچی، سید ہاشمی اکیڈمی 1986ء۔

33. یلان بلوچ ضامرانی، **سہ ماہی "رژن"** کیچ، مکران، جون 2013ء، رجب 1434ھ۔